اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

(ترجمانِ ماضی شانِ حال)

ڈاکٹر جام سجاد حسین

سلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ترجمانِ ماضی شانِ حال

ڈاکٹر جام سجاد حسین

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (ترجمانِ ماضی شانِ حال)
مصنف	:	ڈاکٹر جام سجاد حسین
سرپرستی	:	پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد
ہدایت	:	پروفیسر ڈاکٹر رفیق الاسلام
اہتمام	:	ڈاکٹر بشریٰ صدیق
مشاورت	:	ڈاکٹر ثمر فہد
کمپوزنگ	:	مرتضٰی بھٹی/محمد آصف
پرنٹرز	:	اسلامیہ یونیورسٹی پرنٹنگ پریس
سرورق	:	حافظ رشید
اشاعت	:	2023
ایڈیشن	:	اول
قیمت	:	1500

انتساب

اپنی پیاری بیٹی

ماہین فیض

کے نام

جو میرے آنگن میں کھلتے ہوئے سُرخ گلاب کی مانند ہے۔

فہرست

صفحہ نمبر

پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی نظر	۶
مقدمہ	۷
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (تعارف)	۱۶
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور عالمی منظرنامے پر	۲۳
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے بین الاقوامی روابط	۴۱
بہاول پور ادبی وثقافتی میلہ	۴۹
گورنر پنجاب اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور	۶۰
غربت سے خوشحالی کا سفر: فصلوں کی مخلوط کاشت کاری	۷۱
جامعات کی ترقی کا بہترین ماڈل	۷۸
پائیدار ترقی کے اہداف	۸۶
سائنسی ترقی اشد ضروری ہے	۹۵
سماجی رویوں میں مثبت تبدیلی	۱۰۵
تعلیم قانون	۱۱۲
پروفیسر اطہر محبوب کا یونیورسٹی کی تعمیر وترقی میں کردار	۱۱۷
روایتی سے ڈیجیٹل یونیورسٹی کا سفر	۱۲۳
جامعات کو مالیاتی طور پر خود کفیل کیجیے	۱۲۷
میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز	۱۳۱
لیگل منیجمنٹ سسٹم میں جدت	۱۳۸
اکیڈمک، پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ	۱۴۲
تعلقات عامہ کی خاص باتیں	۱۴۷

کیئریئر کونسلنگ اور صنعتی رابطہ کاری ۱۵۲
نرسنگ کالج کا قیام ۱۵۶
فیکلٹی ڈیویلپمنٹ پروگرام ۱۶۰
فیکلٹی اور انتظامیہ کا ماضی و حال ۱۶۴
'ماحولیاتی سائنسز کا ادارہ' ۱۷۲
اسلامیہ "صادق دوست کلب" ۱۷۶
کلین اینڈ گرین کیمپس ۱۸۰
استاد اور درخت ۱۸۵
علم حشرات الارض ۱۹۰
زمینی سائنس اور زراعت ۱۹۹
صنعت سیر و سیاحت ۲۰۴
چولستان انسٹیوٹ آف ڈیزرٹ سٹڈیز ۲۱۱
جدید طرز پر استوار انفراسٹرکچر ۲۱۵
منظم سماجی خدمات ۲۱۹
کھیل اور کھلاڑی ۲۲۵
چولستانی نوادرات ۲۲۹
ذہنی صحت کا فروغ ۲۳۷
نظامِ امتحانات ۲۴۱
اسلامیہ یونیورسٹی سکول سسٹم ۲۴۴
عہدِ محبوب ۲۴۸

پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی نذر

تو رہنما، تو باوفا، تو دلنشیں، تو ہمنوا
تو بے کسوں کا آسرا، قدرت کا تو انعام ہے
محفل بھی تو، محمل بھی تو، لیلیٰ بھی تو، مجنوں بھی تو
مئے خانۂ جگ ساز میں، ساقی بھی تو، تو جام ہے

ہم تو کالے گھپ اندھیروں کی سیاہ دیوار ہیں
ہم تو طفلِ مکتبِ بیمار کے ناپختۂ گفتار ہیں
ہم بھٹکتی کہکشاں کی منزلِ بے کار ہیں
ہم طوفانوں سے اُلجھتی ناوِ بے زار ہیں

ہم گھر گئے ہیں چار سو، ایک کوک سی ہے کو بہ کو
تو علم کا مینار ہے، اس نور کر اُس پار کر
ان گھپ اندھیروں کو مٹا، سنگ زادرستوں سے ہٹا
ہر اک سسکتی جان پر، تو سایۂ دیوار کر

مقدمہ

استاد معمارِ نسل کے منصب پر فائز ہوا تو منتشر افراد کا جھُنڈ ایک قوم کی شکل اختیار کر گیا۔ استاد کئی نسلوں کے اذہان کی آبیاری کرتا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی انقلاب رونماء ہوئے اُن سب کے پیچھے قیادت کو ویژن فراہم کرنے والی ذات استاد ہی کی تھی۔ استاد نے سوئی ہوئی اقوام کو جگایا۔ استاد نے ذہن پہ لگی زَنگ کی تہہ بہ تہہ پَرتوں کو کھولا۔ امریکہ کو سپر پاور بنانے اور روس کو توڑنے میں استاد نے مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ امریکہ نے استاد کی مدد سے اپنا نصاب جدید خطوط پر استوار کر کے ترقی کے نئے زینوں پر قدم رکھا جبکہ روس کے تعلیمی نصاب میں امریکی اساتذہ کی مداخلت سے ایسی تبدیلیاں کی گئیں کہ وہ روس کو بہت پیچھے لے گئیں یوں 1991 میں روس ٹوٹ گیا۔ اگرچہ روس کے ٹوٹنے میں خود روس کے آخری صدر میخائل سرَجی وِک گورباچوف کے ہاتھوں چن چن کر نااہل افراد کو بڑے انتظامی عہدوں پر تعیناتی نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ مگر روس کی شکست میں امریکی اساتذہ کا منفی کردار بھی شامل رہا ہے۔ اسکول کے اساتذہ نئی نسل کے ذہنوں کی ابتدائی سطح سے آبیاری کرتے ہیں، کالج کے اساتذہ طلبہ و طالبات کے ذہنوں میں نئی سوچ پروان چڑھانے کے لئے اُنہیں تیار کرتے ہیں جبکہ جامعات کے اساتذہ طلبہ و طالبات میں نئی سوچ تخلیق کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ جامعات پرُ مقصد ادارے ہوتے ہیں جہاں پڑھانے والے نسل کی سوچ بدل دیتے ہیں، نسل کو نئے ویژن اور سوچ کے نئے زاویوں سے روشناس کراتے ہیں۔ آج اہلِ مغرب کی جامعات دنیا بھر میں تعمیر و ترقی کے لئے قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ یہ ایسے ادارے ہیں جہاں سے فارغ التحصیل طلبہ و طالبات دنیا کی کئی اقوام

کے لیڈر بن کر اُبھرے۔مغربی جامعات پر جہاں کئی طرح کے الزامات عائد کئے گئے ہیں وہیں ان کی بھرپور انسانی خدمت اور سائنسی ترقی کے ذریعے کائنات کے ایسے رازوں سے پردہ ہٹایا گیا جس نے انسانی سوچ کو نئی سَمت عطاء کی ہے۔مغربی جامعات پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ دورِ حاضر میں اہلِ مغرب نے جدیدیت کی سوچ کے تحت جامعات کو گلوبل کیپٹل اِزم کا مرکزہ بنا دیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ جدیدیت اور مابعد جدیدیت کے تصورات کے تحت اہلِ مغرب نے عالمی سطح پر اپنے ذرائع ابلاغ کی مدد سے علم کی محدود ترسیل کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کی بھرپور معاونت کی ہے۔

مغرب میں یہ رواج عام ہے کہ جدید تحقیق ، جدید علوم کی دریافت، سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی کی ترویج کے لیے ملٹی نیشنل کمپنیاں جامعات کو فنڈنگ مہیا کرتی ہیں اور پھر نئی ایجادات کے ذریعے عالمی سماج میں موجود وسائل کو اپنے استعمال میں لانے کی راہ ہموار کرتی ہیں۔امریکی کانگریس کی ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جانب سے تعمیر و تحقیق کی مد میں 468 ارب ڈالرز سالانہ گرانٹ مہیا کی جاتی ہے۔والٹر ڈی مگنولو نے ''ڈارکر سائیڈ آف ماڈرنیٹی'' نامی کتاب میں یہ الزام عائد کیا ہے کہ نوآبادیاتی عہد میں مغربی یورپ کی ترقی کیلئے ایشیاء، افریقہ اور مشرق وسطیٰ کی اقوام نے عہد ظلمت، جبر واستبداد، تاریکی اور پسماندگی کی صورت میں قیمت چکائی۔کتاب میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ پوری دنیا سے سمیٹی گئی دولت سے مغربی جامعات کو فنڈنگ کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں تیسری دُنیا کے ممالک کی حیثیت صرف صارف سماج کی حد تک رہ جاتی ہے۔تمام الزامات کے باوجود نئے علوم کی تخلیق میں امریکی اور اہلِ مغرب کی جامعات کی اہمیت سے ہرگز انکار کرنا نہیں ہے۔اگر آج 'ناسا' چاند اور ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے تو یہ سب کمال امریکہ

اور اہلِ مغرب کی جامعات کی مرہونِ منت ہے۔ یہی خواب تو ڈاکٹر علامہ اقبال نے دیکھا تھا جب انہوں نے کہا کہ

'محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے، ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند'

اِس لئے جامعات میں مقابلے کی فضاء متحارب سوچ کی مرہونِ منت نہیں ہونی چاہئے بلکہ مقابلے کی سوچ کے پیچھے ہمیشہ انسانی خدمت اور جدید علوم کی تخلیق کی عنصر نمایاں ہونا چاہئے۔ زیرِ نظر کتاب میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی تاریخ، اِس کی بنیاد میں نمایاں کردار ادا کرنے والے نواب سر صادق خان عباسی پنجم، ریاستِ بہاولپور کی تعمیر و ترقی، شیوخِ جامعہ خصوصاً رئیس الجامعہ انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی بے لوث خدمت اور حالیہ تعمیر و ترقی کا جائزہ لینا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قارئین کو ادراک ہوگا کہ پاکستان میں آج بھی کچھ افراد پوری دلیری کے ساتھ بے لوث خدمات سرانجام دینے میں سرگرداں ہیں۔ اہلِ مغرب کی قدیم جامعات جن کے جاہ و جلال اور علمی رتبہ سے مرعوب ہو کر کئی مشرقی دانش ور اس احساسِ کمتری میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ اہلِ مشرق، مشرق کی جامعات اور مشرقی علوم اہلِ مغرب سے پیچھے ہیں اُنہیں اہلِ مغرب کی جامعات کی بنیادوں کی تاریخ کے ساتھ ساتھ اہلِ مشرق کی جامعات کی تاریخ بھی پڑھنی چاہئے اور اہلِ مشرق کی جامعات کے صدرو اور وائس چانسلرز کی بے لوث خدمات کا تقابلی جائزہ بھی لینا چاہئے۔ انہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ دنیا کی پہلی یونیورسٹی ''The University of Al Qarwiynn'' مراکش کے شہر فیض میں 895 میں قائم کی گئی۔ جس کی داغ بیل ایک خاتون نے ڈالی جس کا نام فاطمۃ بنت محمد الفھر یتہً القرشیتہ تھا۔ یہ جامعہ آج بھی مراکش میں The University of Al Quaraouiyine کے نام سے فیض بانٹ رہی ہے۔

اسی طرح ایک اور نامور جامعہ ''ٹیکسلا یونیورسٹی'' کا تعلق بھی ٹیکسلا سے ہے جو تقریباً دسویں صدی قبل مسیح میں قائم کی گئی ۔ یہ یونیورسٹی موریا سلطنت کے وجود تک پوری آب وتاب کے ساتھ قائم ودائم رہی ۔موریا سلطنت کے عظیم بادشاہ اشوک چندر گپت موریا بھی اسی جامعہ سے فارغ التحصیل تھے۔اسی جامعہ میں اپنے استاد چانکیہ کوٹلیہ کے کاندھوں پرسوار ہوکرانہوں نے مقدونیہ کے سفاک بادشاہ سکندرکودیکھا۔اسی طرح اہلِ مشرق اگراپنی تاریخ پرنظر دوڑائیں تو مشرق جدید علوم کے حوالے سے بانیان میں شمار ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اہلِ مغرب نے آج بھی مشرق اورمشرقی دانش وروں کواپنے جاہ وجلال سے مرعوب کررکھا ہے۔اگرچہ نشاط ثانیہ کے بعدمغربی تعلیمی اداروں نے بھرپورسائنسی ترقی کی ہےمگرسائنسی ترقی کی بنیاد مامون الرشید کے دور میں 'دارالحکمت' کے قیام سے مسلمانوں نے شروع کردی تھی ۔جس کے اثرات آج بھی اہلِ مغرب کی کتابوں میں ملتے ہیں ۔اس لئے ایک دوسرے کا قد کاٹھ کم کرنے یا بڑھا چڑھا کا بیان کرنے کی بجائے اپنے حصے کا چراغ جلانے پر اکتفا کیا جائے تو یقینی سی بات ہے ہم سماجی اورسائنسی طور پر آگے بڑھ سکتے ہیں۔ زیرِمطالعہ کتاب کوصفحہ قرطاس پہ لانے کا مقصد ہی یہی ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی کی داغ بیل ڈالنے والے نواب آف بہاولپور سر صادق خان عباسی پنجم نے سوچا کہ اہلِ مشرق کوجدید علوم سے بہرہ ور کیا جائے۔ اس عظیم مقصد کے لئے انہوں نے ریاستی خزانے کا استعمال کیا اور جامعہ کی بنیاد ہی طاقتور انداز سے کی گئی ۔انہوں نے جامعہ کوخود کفیل کرنے کے لئے جامعہ اسلامیہ کے لئے زمین کا ایک بڑا ٹکڑا مختص کیا تا کہ وہاں سے ہونے والی آمدنی سے جامعہ چلائی جاسکے۔ 1975 میں جامعہ اسلامیہ کوحکومتِ پاکستان نے چارٹر دیا اور یوں اِس کا نام اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا نام دیا گیا۔ بعدازاں عباسیہ کیمپس کے بعد حاصل پور روڈ پر

قریباً ساڑھے چودہ سوا یکڑ پر محیط زمین کے ٹکڑے پر 'بغدادالجدید کیمپس' قائم کیا گیا۔ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے دور میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ترقی کے جو زینے طے کئے ہیں ان کی چند امثال اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں جو دیگر جامعات کی قیادت کے لئے منزل کا تعین کرنے میں مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔ اپنی بھرپور ایماندارانہ کوشش کے باجود کتاب میں کہیں کسی جگہ کسی بھی طرح سے کمی کوتاہی اور لاعلمی میں کسی فرد یا ادارے کی دل آزاری ہوئی ہوتو راقم الحروف پیشگی معذرت کا طلبگار ہے اور تصحیح کے لئے ہر پل موجود ہے۔

ڈاکٹر جام سجاد حسین

03016952742

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

(تعارف)

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جنوبی پنجاب میں محلات کے شہر بہاولپور میں قائم قدیم دانش گاہ مانی جاتی ہے، اس درسگاہ کا قدیم نام جامعہ عباسیہ تھا بعدازاں ایک قانون کے ذریعے اِسے ''دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور'' کے نام سے موسوم کیا گیا، یوں تو یہ جامعہ کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں کیونکہ اس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل طلبہ و طالبات نہ صرف پاکستان بھر کی جامعات میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اسلامیہ یونیورسٹی اپنی خاص پہچان رکھتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اداروں، ملکوں اور اقوام کی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں ان کی نشو و نماء اور تعمیر و ترقی میں کئی نشیب و فراز نظر آتے ہیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی تاریخ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہے۔ عمومی نقطۂ نظر یہی ہے کہ دنیا میں وہی جامعات ترقی کی منازل طے کرتی ہیں یا اُنہی جامعات کا ملکی ترقی میں کردار نظر آتا ہے جو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق چلنے کی سکت رکھتی ہوں۔ جن جامعات کی

قیادت (وائس چانسلر) جدید علوم پر دسترس رکھتی ہو، یا جو وائس چانسلر زعصری تقاضوں کے عین مطابق قدیم علوم کو جدید علوم کے مطابق ڈھالنے، پُرانے طریقۂ تدریس سے لے کر تجربات کو جدید دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لئے خود کو پیش کرتے ہیں وہی وائس چانسلرز تاریخ میں یاد رکھے جاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں پاکستان میں جن جامعات کی قیادت نے روایتی طریقۂ تدریس اور تجربات کو بدلا ہے، جنھوں نے روایتی طرزِ سوچ سے ہٹ کر کام کیا ہے وہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں یاد رکھے جاتے ہیں۔ اگر بین الاقوامی سطح پر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جامعات کا جدید رجحان بھی یہی ہے کہ ایسی تحقیق کی جائے جس سے انسانی زندگی میں بہتری ممکن بنائی جاسکے۔ ایسے اقدامات اٹھائے جائیں کہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر ماحولیاتی تبدیلیوں پر قابو پایا جاسکے۔ اور اس جہان کو خوبصورت سے خوبصورت ترین بنایا جاسکے۔ اگر ہم مشہور مفکر نوم چومسکی کی تصانیف کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم پڑتا ہے کہ امریکہ جدید عصری علوم کی طاقت کے زور پر دنیا پر حکمرانی قائم کئے ہوئے ہے۔ ان علوم کے سبب امریکہ نے دیگر طاقتور ملکوں کے ساتھ مل کر ایسے جدید ہتھیار بنا لئے ہیں کہ وہ آنِ واحد میں دنیا کے کسی بھی ملک پر چڑھ دوڑتا ہے اور سامنے اقوام کے پاس سوائے جذبۂ لڑائی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

بلاشبہ دنیا میں صنعتی انقلاب نے کئی ممالک میں جاری قدیم طرزِ حکمرانی کو بدل دیا ہے۔ اگرچہ اِس صنعتی انقلاب کی بنیاد دریائے تھیمز کے کنارے بلند و بالا عمارات رکھ کر کھڑی کی گئی مگر آج کی نسل شاید اِن معلومات سے عاری ہے کہ اُن پرشکوہ عمارات کی بنیاد کا گارا بھی دریائے سندھ کے کناروں سے لوٹی گئی دولت سے اُٹھایا گیا جس کے واضح اشارے اور شہادتیں ہمیں ایک بھارتی سیاستدان اور لکھاری ششی تھرور کی کتاب 'ایک سیاہ دور: انڈیا

میں برطانوی سامراج' میں ملتے ہیں۔ اگرچہ یہاں موضوع مختلف ہے۔ تاہم ہمیں ماننا ہوگا کہ اس صنعتی انقلاب کی وجہ سے دنیا کے کئی ممالک کے عوام کا طرزِ رہن سہن بدل گیا ہے، سوچنے کے انداز بدل گئے ہیں۔ آج دنیا میں تھیوری کی بجائے عملی کام ہو رہا ہے، روایتی طریقہِ کار کی بجائے انفارمیشن ٹیکنالوجی نے جنم لیا ہے۔ اس انفارمیشن ٹیکنالوجی نے دنیا بھر کے ممالک کا تمدن، ثقافت، معیشت و معاشرت کو بدل دیا ہے۔ یہ سب کچھ جامعات میں جاری تحقیقات سے ممکن ہوا ہے، جدید تحقیق کے ذریعے ہم زندگی گزارنے کے نئے مراحل طے کرتے ہیں، نئے عوامل کے زور پر ہم بہتر سے بہترین زندگی گزارنے کی منازل کو طے کرتے ہیں۔ پاکستان میں بلاشبہ قدیم ترین جامع پنجاب یونیورسٹی مانی جاتی ہے، یہ پہلی یونیورسٹی ہے جہاں بہ یک وقت کئی شعبہ جات میں مختلف زاویوں پر تحقیق ہو رہی ہے۔ اس قدر بڑی یونیورسٹی ہونے کے ناتے یونیورسٹی کی ضرورتیں اور نتائج بھی مختلف ہوتے ہیں۔

چند سال قبل کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے مقابل پاکستان میں کوئی بھی یونیورسٹی ہوسکتی ہے، لیکن مستقبل قریب میں ایسا ممکن ہوتا نظر آ رہا ہے۔ جدید سائنسی علوم کے پھیلاؤ، روایتی طریقہِ تدریس میں بدلاؤ اور دنیا کی جدید جامعات کی صف میں شامل ہونے کی دوڑ میں ہمیں جنوبی پنجاب کی ایک اور جامع نظر آتی ہے جس کا نام اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ہے۔ حال ہی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے احمد پور شرقیہ میں اپنا کیمپس قائم کرنے کی باقاعدہ بنیاد رکھ دی ہے، احمد پور شرقیہ ایک تاریخی شہر ہے، اس شہر سے پاکستان کی تاریخ جڑی ہے، اس شہر سے حکیم الامت ڈاکٹر علامہ اقبال کو شاعری کو پروان چڑھنے کا موقع ملا۔ کہا جاتا ہے کہ محسنِ پاکستان نواب آف بہاولپور سر صادق خان عباسی پنجم نے مختلف وظائف اور خطیر رقوم کے ذریعے اس شہر سے حکیم الامت کی شاعری کو

پروان چڑھانے کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔ احمد پور شرقیہ میں آل پاکستان مشاعرے منعقد کیے گئے ۔ احمد پور شرقیہ میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا کیمپس کئی طرح کی محرومیوں کا ازالہ کرے گا۔ اس کیمپس کے قیام کے ذریعے وہاں ملازمتوں کے مواقع پیدا ہونگے ،لوگوں کو روزگار ملے گا، کچھ عرصہ قبل اسی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے لیاقت پور میں ایک کیمپس کی داغ بیل ڈالی ہے۔ کسی بھی سرکاری یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی اس قدر تیز رفتار کو دیکھ کر مجھے حیرانی تو ضرور ہوئی کہ جنوبی پنجاب کی یونیورسٹی میں ایسے کون سے وائس چانسلر تعینات کر دیے گئے ہیں جنھوں نے چند ہی مہینوں میں کایا پلٹ دی ہے؟

اس کا جواب مجھے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی ویب سائٹ،سوشل میڈیا پیجز اور دیگر ذرائع سے موصول ہونے والی معلومات کو دیکھ کر ہوا کہ محض چند سال قبل اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سرکاری وسائل اور سرکاری فنڈز پر انحصار کرنے والی یونیورسٹی تھی۔ جس کے کئی شعبہ جات فنڈز کی کمی کے سبب سکڑتے جارہے تھے۔ نئی بھرتیاں تو دور کی بات پہلے سے موجود بھرتی اساتذہ و ملازمین کی تعداد کم کرنے بارے کئی جتن کیے جا چکے تھے ، سہولیات کی کمی کے سبب طلبہ و طالبات لاہور اور دیگر شہروں میں موجود یونیورسٹیز کا رخ کرنا پسند کرتے تھے۔ کچھ رسائل میں چھپے مضامین، کالموں اور دیگر ذرائع سے مہیا معلومات کے بعد یہ جانکاری ہوئی کہ جب سے وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے یونیورسٹی کی باگ ڈور سنبھالی تو کسی کہنے والے نے کہا کہ 'یوں محسوس ہونے لگا ہے کہ مہران کار میں جے ایف۔17 تھنڈر کا انجن لگا دیا گیا ہو'۔ یونیورسٹی کے کچھ پروفیسرز اور بہاولپور کے ایک عزیز دوست سے معلوم ہوا کہ محض ساڑھے تین سال کے قلیل عرصہ میں سات سے سولہ فیکلٹیز ، چند درجن سے بڑھا کر شعبہ جات کی تعداد 132 کر دی گئی ہے جن میں 300 مختلف ڈسپلن

چل رہے ہیں۔ پہلے چند سینکڑوں پر مشتمل اساتذہ کرام تنخواہوں اور فنڈز کی کمی کے سبب تحقیقی کام میں تاخیر اور دیگر مسائل کا شکار تھے، اب اسی یونیورسٹی میں شعبہ جات بڑھنے سے نئی بھرتیوں کے بعد اساتذہ کی تعداد 1800 سے تجاوز کر گئی ہے جن میں 730 سے زائد پی ایچ ڈی ہیں۔ ملازمتوں کے مواقعوں کے بعد تکنیکی مہارتوں والے اساتذہ اور دیگر سٹاف کی شبانہ روز کاوشوں کی بدولت جامعہ کی تزئین و آرائش اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبہ میں واضح تبدیلی نظر آئی ہے۔

اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور دنیا کی ایک ہزار بہترین جامعات میں سے 637 ویں نمبر پر آ گئی ہے۔ ٹائمز ہائر ایجوکیشن کی رینکنگ کے مطابق یونیورسٹی نے قلیل عرصہ میں نہ صرف درجات میں تیزی سے بلندی کی طرف سفر طے کیا ہے بلکہ پائیدار ترقی کے اہداف سے تین اہداف میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پاکستان بھر میں پہلے نمبر پر آ گئی ہے، یعنی اسلامیہ یونیورسٹی دیگر پاکستان بھر کی قدیم و جدید جامعات کو ترقی کی رفتار میں پیچھے چھوڑ چکی ہے۔ محض ساڑھے تین سال کے قلیل عرصہ میں نئے شعبہ جات کی تعمیر، نئی سہولتوں کی فراہمی، نئے بلاکس، پلے گراؤنڈز اور دیگر بے پناہ ترقیاتی کام جاری کر دیے گئے ہیں۔ راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ چند سال قبل اسلامیہ یونیورسٹی کی حالتِ زار دیکھ کر کہیں سے یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ کسی دور میں یہ یونیورسٹی آگے بڑھ پائے گی، بلاشبہ یہ وہی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ہے جو لق و دق صحرا پر محیط بیابانی کا منظر نامہ پیش کرتی تھی اور موجودہ صورتحال کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آنِ واحد میں کسی نے ہالی ووڈ سائنس فکشن فلم کی طرح ریت سے راتوں رات نیا شہر بسا دیا ہو۔ ہر طرف سبزہ، پھولوں کی کیاریاں، سڑکوں کی صفائی، کینٹین میں کوالٹی آف فوڈ، طلبہ و طالبات کے چہروں پر انمٹ مسکراہٹ سے یوں لگتا

ہے کہ کسی ترقی یافتہ ملک کی یونیورسٹی ہو۔تھوڑی سی مزید تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اس سے قبل رحیم یار خان میں معروف صوفی بزرگ وسرائیکی شاعر خواجہ غلام فرید کے نام سے موسوم خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی بنیاد ڈالی۔حکومتی ذرائع کے مطابق جہاں پر خواجہ فرید یونیورسٹی قائم کی گئی ہے وہاں صرف صحرا ہی نہیں تھا بلکہ ریت کے ٹیلے،کڑوا اور ترش پانی،موسم کی بے رحم لہروں سے تھپیڑے کھاتی چند بوسیدہ عمارتیں تھیں۔

اس لئے تعلیم کے لحاظ سے وہاں یونیورسٹی کی داغ بیل ڈالنا تقریبا ناممکنات میں سے تھا مگر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اُسے چیلنج کے طور پر قبول کیا،دن میں روزانہ تین بار پیدل 275 ایکڑ پر مشتمل یونیورسٹی کے بلاکس کا دورہ کرتے اور ترقیاتی کاموں کا خود جائزہ لیتے۔یوں محض چار سال کے عرصہ میں انہوں نے ریت سے آنکھوں کو خیرہ کردینے والی پر شکوہ عمارتیں کھڑی کر دیں۔جنوبی پنجاب کی پہلی آئی ٹی یونیورسٹی کی داغ بیل ڈالنے پر حکومتِ پنجاب نے انہیں اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کا وائس چانسلر تعینات کیا تو انہوں نے سرکاری فنڈز پہ ہچکولے کھاتی یونیورسٹی کو نہ صرف سہارا دیا بلکہ آئندہ کئی سالوں کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے جامعہ کو وسعت دی۔اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں جاری ترقیاتی کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اور منصوبہ جات شاید اگلے چار سے پانچ وائس چانسلر زکرتے مگر وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے محض ساڑھے تین سال میں وہ کرشمہ کر دکھایا ہے کہ دیکھنے والے کو یقین کم معجزہ زیادہ لگتا ہے۔اس قدر واضح جدید رجانات پر کام کرنے اور مثبت نتائج لینے پر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر محبوب اطہر کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ جب انہوں نے چارج

سنبھالا تو یونیورسٹی سرکاری وسائل پر چل رہی تھی۔ یونیورسٹی کا رجحان تھیوری کی طرف تھا۔ صنعتی روابط نہ ہونے کے برابر تھے۔شاید کسی بھی قیادت نے یونیورسٹی میں پڑھائے جانے والے مضامین اور کورسز کو صنعتی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے اور صنعتی تعاون کو مثبت انداز میں استعمال نہیں کیا تھا۔

جب انہوں نے چارج سنبھالا تو انہوں نے حکومتِ وقت کو یونیورسٹی کے مسائل سے آگاہ کیا۔ دنیا میں جامعات کے رجحانات، ان کے کام کرنے کے انداز، جدیدیت اور جدت پسندی پر کام کرنے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ترقی یافتہ ممالک میں جامعات کا صرف ملکی معیشت میں کردار نہیں ہوتا بلکہ جامعات کا معاشرت، ثقافت، تمدن، سیاست اور اخلاقیات میں واضح کردار ہوتا ہے۔ جامعہ کا اہم مقصد ہی نئی نسل کی تعلیمی، سیاسی، ثقافتی، معاشرتی اور مذہبی علوم سے آبیاری کرنا ہوتا ہے اور وہ بہت ہی منظم انداز میں جدید طرز پر یہ کام کررہے ہیں۔ پاکستان میں جامعات کو اپنا طریقہِ کار کو بدلنا ہوگا جہاں آبادی بڑھ رہی ہے وہیں نئی نسل کے کام کرنے کے طریقے بدل رہے ہیں، ملازمتوں کی طلب بڑھ رہی ہے۔ بے روزگاری سے نمٹنے کے لئے ہمیں جدید طرزِ تدریس و معاشرت کو اپنانا ہوگا۔ ہماری جامعات اور صنعت کو مل کر ایسے سائنس دان اور تاجر پیدا کرنا ہونگے جو دنیا بھر میں پاکستان کا نام روشن کرسکیں۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ہر موڑ پر اُن کی رہنمائی کی اور ہر ممکنہ مدد کی یقین دہانی کرائی۔ اسی طرح سابق وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عثمان خان بزدار، سابق وزرائے اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی اور حمزہ شہباز شریف، موجودہ وزیر اعلیٰ محسن نقوی اور سابق صوبائی وزیرِ اعلیٰ تعلیم' راجہ یاسر ہمایوں کی آشیر آباد کے بنا شاید

اس قدر تیز رفتار ترقی ممکن نہ ہو پاتی مگر یہ ممکن ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سابق وزیر اعظم پاکستان عمران خان نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے دورے کے دوران یونیورسٹی میں جاری ترقیاتی کاموں کی تعریف کی۔

'مجھے اور میری ٹیم کی کاوشوں کی تعریف کی۔ ساتھ ہی انہوں نے سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عثمان خان بزدار کو ہدایت کی کہ وہ یونیورسٹی کو فنڈز کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ اگرچہ وہ فنڈز حکومت کی جانب سے اُنہیں کبھی مہیا نہیں کئے گئے۔ مگر یقینی طور پر جس انداز میں شعبہ جات بڑھے ہیں، نئے شعبہ جات کی تعمیر اور تعلیمی ترویج کے لئے ضروری ہے نہ صرف فنڈز کی فراہمی کی یقینی بنایا جائے بلکہ حکومتی سرپرستی کے ذریعے ہی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو ترقی کی منازل طے کرنے میں آسانی ہوگی۔ اسلامیہ یونیورسٹی میں جاری ترقیاتی کاموں، طلبہ و طالبات کی فلاح و بہبود کو دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ کتنے وائس چانسلرز پاکستان میں مثبت اور فعال مثبت سوچ کے حامل ہیں جو نہ صرف ایوانِ اقتدار کو قائل کرنے کی ہمت اور اعتماد رکھتے ہوں بلکہ ان میں مثبت سوچ بھی ہو۔ بلاشبہ سابقہ وزیر اعظم پاکستان عمران خان کے وہ الفاظ کسی بھی وائس چانسلر کی حوصلہ افزائی کے لئے معنی رکھتے ہیں جو انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے دورے کے دوران وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے لئے استعمال کیے کہ انہیں جنوبی پنجاب کی یونیورسٹی میں اس قدر تیز رفتار ترقی دیکھ کر خوشی ہوئی اور حوصلہ ملا۔ راقم الحروف کا ذاتی خیال ہے پاکستان کی سرکاری و نجی جامعات کے وائس چانسلرز اور پرو ریکٹرز کو وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی پیروی کرتے ہوئے پاکستانی جامعات کی وسعت اور ترقی کے ماڈل کو اپنانا چاہیے کیونکہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا پڑے گا اور اس

کے لئے روایتی طریقہ کو بدلنا ہوگا۔ اگر ہم نے اپنا روایتی طرزِ تدریس نہ بدلا، اگر ہم نے دنیا کے بدلتے رجحانات، علم وٹیکنالوجی کے مطابق اپنی مطابقت پیدا نہ کی تو ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے۔

University College
of Art and Design

NIVERSITY COLLEGE
OF NURSING
یونیورسٹی کالج آف نرسنگ
UNIVERSITY COLLEGE
OF NURSING

افتتاح
محمد اختر ملک

دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور
وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی جانب سے
ہیڈ راجکاں کے طلباء وطالبات کے لیے یونیورسٹی بس سروس کا آغاز

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور عالمی منظرنامے پر

پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد بزدار کمال شخصیت کے حامل استاد ہیں۔وہ بطور لیکچرر فزکس ڈیپارٹمنٹ میں 2000 میں تعینات ہوئے ،اس دوران 2008 میں پی ایچ ڈی کی اور اِرسپ (انٹرنیشنل ریسرچ سپورٹ انیشیٹیو پروگرام) کے تحت یونیورسٹی کالج لندن چلے گئے اور 2012 میں پھر پوسٹ ڈاکٹریٹ کرنے یونیورسٹی کالج لندن گئے۔ 2010 سے 2013 تک یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کے ممبر رہے، 2014 سے 2022 مئی تک یونیورسٹی کے کیو ای سی کے ڈائریکٹر رہے اور جامعہ کی عالمی درجہ بندے کے حوالے سے لاجواب خدمات سرانجام دیں۔2018 میں فزکس ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین بنے اور ڈیپارٹمنٹ کو انسٹی ٹیوٹ میں تبدیل کرایا اور ابھی اس کے پہلے ڈائریکٹر اور ڈین تعینات ہوئے ہیں۔ دوران گفت گو کہنے لگے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پچھلے سالوں میں مسلسل بڑھی ہے۔ تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔معیاری تعلیم کو فروغ حاصل ہوا ہے۔پچھلے تین سالوں میں وقوع پذیر ہونے والے اقدامات کو بلاشبہ انقلابی اقدام کہا جاسکتا ہے۔ جو پچھلے چالیس سالوں سے زیادہ ہے۔اب یونیورسٹی اپنی صلاحیت کے حساب سے چل رہی ہے جس طرح اکیڈمک پروگرام اور فیکلٹی میں بڑھوتری آئی ہے۔پہلی بار وائس چانسلر انجینئر ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں ہم نے عالمی رینکنگ میں شمولیت اختیار کی۔گرین میٹرک میں اپلائی کیا تھا اور اب 200 فی صد بہتری آئی ہے۔ریسرچ پروجیکٹس ،گرانٹس میں واضح اضافہ ہوا ہے،اب اچھی فیکلٹی آئی ہے،میرٹ پر لوگ بھرتی ہوئے ہیں، پہلے سے کئی گنا زیادہ کام

بڑھا ہے۔ماضی کو دہراتے ہوئے کہنے لگے وہ جب فزکس ڈیپارٹمنٹ میں آئے تھے تو کل گیارہ لوگ تھے اور اب چالیس لوگ ہیں، ہمارا انسٹی ٹیوٹ بہتر پرفارم کررہا ہے، فزکس ڈیپارٹمنٹ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں معاشرتی سائنسی ترقی میں نمایاں کردار ادا کررہا ہے۔مثلاً شعبہ فزکس کے بچوں کو عملی مہارتیں سکھائی جاتی ہیں، شعبہ فزکس وہ شعبہ ہے جس نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے آغاز سے ہی کام کرنا شروع کیا۔اس کی ایلومینائی نہ صرف پاکستان بلکہ پاکستان سے باہر بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ شعبہ 1975 سے کام کررہا ہے۔شروع میں اس شعبہ میں صرف ایم ایس سی کی کلاسیں ہوتی تھیں ،بعدازاں بی ایس، ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرامز کا اجراء ہوا۔

ڈاکٹر سعید احمد بزدار سے قبل گیارہ چیئرمین ڈیپارٹمنٹس تعینات رہے، سعید احمد بزدار نے اس دوران ایک پروپوزل دیا کہ شعبہ فزکس بڑھ رہا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے موجودہ حالات کے تقاضوں کے مطابق اسے انسٹی ٹیوٹ کی شکل دی جائے۔ یوں وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے پی سی ون کی منظوری دیتے ہوئے اسے انسٹی ٹیوٹ میں تبدیل کردیا۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد بزدار اس انسٹی ٹیوٹ کے پہلے ڈائریکٹر تعینات ہوئے۔حال ہی میں پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد بزدار کو بطور ڈین فیکلٹی آف فزکس کا ڈین تعینات کیا گیا ہے۔اُن کے دفتر میں تفصیلی نشست ہوئی جس میں جامعہ اسلامیہ کے سفر، قومی و بین الاقوامی درجہ بندی، سابق اور موجودہ وائس چانسلر کی قیادت میں یونیورسٹی کا سفر اور دیگر چیزیں زیرِ بحث آئی، کامل سچائی تو یہی ہے کہ یہ سارا مضمون پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد بزدار کے اپنے الفاظ سے میزن ہے جو مختلف حصوں میں کچھ آن لائن ویب سائٹس پر دستیاب ہے۔راقم الحروف نے ابتدائیہ کے اضافہ کے ساتھ ساتھ کچھ چیزوں کی نوک پلک

سنواری ہے وگرنہ خوبصورت خیالات کے اظہار کیلئے الفاظ کا چناؤ بھی بزدار صاحب نے خود کیا ہے جو ایک قابلِ تعریف عمل ہے۔ دورانِ گفت گو کہنے لگے 14 اکتوبر 1882 کو جب برطانوی حکومت کا شملہ میں اجلاس ہوا تو ہندوستان کی چوتھی یونیورسٹی کی منظوری دی گئی، جس کا نام پنجاب یونیورسٹی رکھا گیا، اس سے قبل کلکتہ، مدراس اور ممبئی میں تین جامعات کام کر رہی تھیں، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، نے جلد ہی معیاری تعلیم و تحقیق کی طرف سفر شروع کیا۔

جس میں پروفیسر اے سی وولنر کا بہت کردار رہا، جو کہ تقریباً 8 سال تک (1928 سے 1936) یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے (آج بھی پنجاب یونیورسٹی کے علامہ اقبال کیمپس کے باہر ان کا مجسمہ نصب ہے)۔ 1947 کو تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے حصے میں آنے والی واحد یونیورسٹی پنجاب یونیورسٹی ہی تھی۔ تقسیم ہند کے ساتھ ہی کئی قابل غیر مسلم اساتذہ پنجاب یونیورسٹی کو چھوڑ کر بھارت چلے گئے جس کے نتیجے میں تعلیم کے معیار پہ بھی کافی فرق پڑا مگر بہت سے اچھے سکالرز کی موجودگی سے ادارے نے ایک بار پھر اپنے نئے سفر کا آغاز کیا اور اس میں بہت بڑا کردار پاکستان بننے کے بعد جامعہ کے پہلے وائس چانسلر پروفیسر عمر حیات کا مانا جاتا ہے۔ اگرچہ آج ہماری بہت سی یونیورسٹیز ایسی ہیں جو قیام پاکستان سے پہلے موجود تو تھیں مگر تب وہ کالج کے طور پر کام کر رہی تھیں۔ اِن اداروں میں اسلامیہ کالج پشاور، گورنمنٹ کالج لاہور، گورنمنٹ کالج ملتان، این ای ڈی کراچی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، گورنمنٹ کالج فیصل آباد، ایف سی کالج لاہور، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور، لیاقت میڈیکل یونیورسٹی کراچی، یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد، اور این سی اے لاہور شامل ہیں۔ جب 2002 میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو ہائر ایجوکیشن کمیشن کی حیثیت دی گئی تو تب ملک میں جامعات ایک سو کے لگ بھگ تھیں مگر تب سے اب تک، یعنی پچھلے

17 سالوں میں جامعات کی مجموعی تعداد دوسو سے اوپر پہنچ چکی ہے۔سب سے زیادہ تعداد پنجاب میں 70، سندھ میں 57،خیبر پختونخوا میں 41، بلوچستان میں 8، اسلام آباد 21، آزاد جموں وکشمیر میں 7، جبکہ گلگت بلتستان میں 2 یونیورسٹیاں ہیں، اعلیٰ تعلیم کے ادارے تین مختلف کیٹیگریز پبلک، پرائیویٹ اور ملٹری میں تقسیم ہیں۔

مسلح افواج کے زیر نگرانی 4 ادارے ہیں،جن میں پاکستان ملٹری اکیڈمی ایبٹ آباد، پاکستان ایئر فورس اکیڈمی رسالپور، پاکستان نیول اکیڈمی کراچی اور ایک جنرل یونیورسٹی،نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی اسلام آباد شامل ہیں۔ ملک میں پرائیویٹ یونیورسٹیز کی تعداد 65 سے اوپر ہے، پاکستان میں تقریباً 16 ویمن یونیورسٹیز ہیں جو کہ کوئٹہ، پشاور، کراچی، لاہور، مردان، صوابی، باغ آزاد کشمیر، ملتان، بہاولپور، سیالکوٹ، فیصل آباد، راولپنڈی،نوابشاہ، اور سکھر میں امتیازی طور پر خواتین کے لئے بنائی گئی ہیں۔ پاکستان کی آبادی، بالخصوص نوجوانوں کی آبادی کے حساب سے موجودہ تعداد بھی تقاضوں سے کہیں کم ہے۔اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کچھ جامعات نے اپنے قریبی شہروں میں کیمپس کھول کر کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی۔ملک میں جامعات کے قریبا130 کیمپس ہیں،جبکہ چار پرائیویٹ یونیورسٹیز کے ملک سے باہر بھی کیمپس ہیں،جن میں آغا خان یونیورسٹی کا لندن،سرحد یونیورسٹی اور زیبسٹ کے متحدہ عرب عمارات، اور گرینچ یونیورسٹی کا ماریشئس کیمپس شامل ہیں۔اعلیٰ تعلیم کا شعبہ دنیا بھر میں بہت پہلے سے اہم تھا مگر دورِ حاضر میں اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔گلوبلائزیشن،انٹرنیشنلائزیشن اور انٹرنیشنل ایجوکیشن انڈسٹری جیسی اصطلاحات عام ہوگئی ہیں۔ جدید دور کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اداروں کو جدید لیبارٹریز، اچھی اور متعلقہ کتابوں سے آراستہ لائبریریاں، پرکشش تنخواہوں

پر سٹاف اور اچھی و پر کشش عمارت پر بڑے پیمانے کی سرمایہ کاری کرنی ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں طلبا اور والدین کو نسبتاً مہنگی فیسیں دینی پڑتی ہیں۔

اس وجہ سے اب طلبا اور والدین اس تناظر میں سوچتے اور فیصلے لیتے ہیں کہ کون سی یونیورسٹی، ادارہ، یا ڈیپارٹمنٹ ان کے پیسے کا صحیح نعم البدل ہے۔ اس تبدیل ہوتے تناظر میں، کوالٹی اشورنس، رینکنگ، آؤٹ کم بیسڈ ایجوکیشن، ایکریڈیٹیشن، جدید تعلیمی نظم، جدید امتحانی طریقہ کار اور اس طرح کی دیگر اصطلاحات زبان زد عام ہو گئی ہیں۔ عوام اب بہت ساری چیزیں دیکھ کر اور اداروں کا تقابلی جائزہ لے کر بچوں کی لئے فیصلہ لیتے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان نے بھی جامعات کی رینکنگ کا آغاز 2010 میں کیا تھا اور اس کے بعد 2015،2014،2013 میں تسلسل سے یہ عمل جاری رہا۔ اس پریکٹس سے جامعات نے بھی اپنے تعلیمی اور انتظامی امور کو نئے سرے سے دیکھنا شروع کیا۔ ریکارڈ اور اعداد و شمار کو اکٹھا کیا کیونکہ یہ سب کچھ رینکنگ میں حصہ لینے کے لئے ضروری تھا۔ یہ ریکارڈ اور ڈیٹا یونیوسٹی کے لیے خود بھی کافی کارآمد رہا ہے، دوسری طرف رینکنگ کے نتائج سے بھی ادارے کے اچھے اور کمزور پہلو سامنے آتے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان نے رینکنگ کے لئے جامعات کو ان کی اسپیشلائزیشن کے حساب سے الگ الگ رکھا اور چھ گروپس جن میں جنرل، انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، بزنس ایجوکیشن، ایگریکلچر اینڈ ویٹرنری، میڈیکل، آرٹس اینڈ ڈیزائن شامل تھے، بنائے گئے، جن عناصر کی بنیاد پر درجہ بندی اور اسکورنگ کی گئی، وہ کوالٹی اشورنس، تعلیمی معیار، تحقیق، سہولیات، سماجی ہم آہنگی، اور فنانس تھے، دنیا بھر میں رینکنگ کرنے والی تنظیموں اور ایجنسیوں کے طریقہ کار الگ الگ ہی رہے ہیں اور ان میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آتی رہی ہیں، پاکستان کی کچھ جامعات نے پچھلے چند سالوں

سے بین الاقوامی رینکنگ میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے اور اس کے نتائج بھی مثبت رہے ہیں۔

ہماری کچھ جامعات دنیا کی ٹاپ 500 اور کچھ 1000 میں شامل ہو چکی ہیں جو کہ خوش آئند عمل ہے، اس وقت دنیا میں کافی ایجنسیز اور تنظیمیں اعلیٰ تعلیم کے اداروں کی رینکنگ کے لیے ہر سال ڈیٹا اکٹھا کرتے ہیں اور پھر نتائج شائع کرتے ہیں، ان میں قابل ذکر نام یہ ہیں: یو۔ ایس نیوز، سنٹر فار ہائر ایجوکیشن جرمنی، اکیڈمک رینکنگ آف ورلڈ یونیورسٹیز چائنا، کیو۔ ایس رینکنگ برطانیہ، مائنز فرانس، سائمیکو سپین، ہائی امپیکٹ پرفارمنس یونیورسٹیز آسٹریلیا، یو۔آئی گرین میٹرک انڈونیشیا، ٹائمز ہائر ایجوکیشن برطانیہ، اور کچھ دیگر، اگر دیکھا جائے تو جامعات کو جانچنے کا پیمانہ، طریقہ کار، اور کیلنڈر الگ الگ ہے۔ مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ 15 سے 20 یونیورسٹیز ہیں جو ہمیشہ سرفہرست ہی رہتی ہیں۔ اگرچہ ان کی پوزیشن میں تھوڑا بہت ردو بدل رہتا ہے، مثلاً پہلے دس نمبر پر امریکا اور برطانیہ کی یونیورسٹیز ہی قابض ہیں، کیو ایس رینکنگ میں پچھلے کچھ سالوں سے سویٹزرلینڈ کی ای ٹی ایچ زیورخ پہلی دس یونیورسٹیز میں شامل ہوئی ہے، انٹرنیشنل رینکنگ میں زیادہ تر جن عناصر کی بنیاد پہ اسکورنگ ہوتی ہے ان میں کوالٹی ٹیچنگ، تحقیق، اساتذہ وطلبا کا تناسب، ریسرچ پبلیکیشنز، یونیورسٹی کی شہرت (ریپوٹیشن)، اساتذہ کی کوالیفیکیشن، بین الاقوامی طلبا و اساتذہ، تحقیق کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی، انڈسٹری کے ساتھ لنک اور اس کے نتیجے میں آنے والی آمدنی شامل ہیں۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور ہائر ایجوکیشن کمیشن (وفاقی اور صوبائی دونوں) کمزوریوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں، روڈ میپ بنا سکتے ہیں، لیکن وہ زیادہ تر حکومتی پالیسیوں، ترجیحات اور سرپرستی پر انحصار کریں گے۔

اداروں کے اچھے، قابل، اور محنتی سربراہ، اچھے اقدامات، اور پھر ان میں تسلسل، اور سب سے بڑھ کر ایک ایسا نظام جس میں میرٹ، انصاف اور شفافیت ہو، اور بہترین گورننس ہو، بلاشرکتِ غیرے یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی جامعات میں مکمل صلاحیت ہے کہ وہ بھی ایک دن دنیا کی اعلیٰ جامعات کی صف میں نظر آئیں، اس کے لیے ہمیں دنیا کی ٹاپ یونیورسٹیز سے سیکھنا ہوگا، ہمیں خبر ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، اس لئے ہمیں باقائدہ منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کیا حاصل کرنا ہے، ہم طالب علموں کی تعداد تو بڑھا سکتے ہیں، مگر ان کے استعداد کے بارے کیا منصوبے ہیں؟ ہم ڈگریاں تو دے سکتے ہیں مگر ان کی قدر کتنی بڑھے گی؟ خود احتسابی (سیلف اسیسمنٹ)، ایک واضح اور قابل عمل منصوبہ بندی، شارٹ ٹرم بھی اور لانگ ٹرم بھی، اور رینکنگ کی فکر سے بے نیاز ہو کر، صرف اور صرف صحیح معنوں والا "اعلیٰ" تعلیم، اور اتنے ہی اعلیٰ معیار کی تحقیق، وہ تحقیق جو صرف ہمارے پروموشن کے لیے، یا ہمارے سی وی کے لیے نہ ہو، بلکہ ہمارے لیے، ہمارے معاشرے کے لئے، اور دنیا کے لئے فائدہ مند ہو، مسائل کا حل نکالنے والی تحقیق، خیر بانٹنے والی سائنسی تحقیق، انسانیت دوست معاشرہ تخلیق کرنے والا علم، لوگوں کو سکھ دینے والا ہنر۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور گزشتہ نصف صدی سے پاکستان اور پاکستان سے باہر مختلف اداروں میں انسانی وسائل مہیا کرتی آ رہی ہے جن کا تعلق وسیع مہارت و شعبوں سے ہے۔

اس عظیم درس گاہ کی تاریخ کے بارے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ادارے نے پچھلی کئی دہائیوں سے تسلسل سے اپنی مہارت، دائرہ کار، تدریسی اور انتظامی نظام میں اضافہ کیا ہے اور اس میں اس ادارے سے براہ راست جڑے ہوئے افراد (اساتذہ، طلبا، انتظامیہ) کے ساتھ ساتھ بہاولپور کی عوام اور سول

سوسائیٹی کا بھی کردار رہا ہے۔

اعلیٰ تعلیم کا شعبہ دنیا بھر میں بہت پہلے سے اہم تھا اور آج کے دور میں اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوا ہے گزشتہ چند سالوں میں ٹیکنالوجی دنیا بھر کے معاملات میں واضح طور پر حاوی رہی ہے اور اس نئے چیلنج نے ایک مثبت تقابلی فضاء بھی پیدا کی ہے۔ ویسے تو تقدیر کے قاضی کا ازل سے فتویٰ رہا ہے کہ جو افراد، اقوام، معاشرے، اور ادارے بدلتے تقاضوں کا ادراک نہیں کرتے اور دیوار پہ لکھی ہوئی تحریر نہیں پڑھ سکتے زمانہ ان کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے بھی وقت کے بدلتے تقاضوں کا بروقت ادراک کیا اور خاص طور پر پچھلے تین سالوں میں روایتی انداز سے ہٹ کے نئے زاویوں سے نہ صرف سوچا بلکہ ان نئے راستوں پر سفر کا بھی آغاز کیا، ٹیکنالوجی، آٹومیشن، ڈیٹا سائنسز، انفارمیشن ٹیکنالوجی، کمیونیکیشنز، لرننگ مینیجمنٹ سسٹم، انتظامی جدت، اچھی تعلیم، موثر تحقیق اور اس طرح کی دیگر تمام جہتوں پر اس یونیورسٹی نے پاکستان کی دیگر اس نوع کے اداروں کے لیے ایک رول ماڈل کا کام کیا ہے۔ ایک طرف تو یونیورسٹی کے حجم میں بے حد اضافہ ہوا جس میں اساتذہ، طلبا، ملازمین، شعبہ جات، فیکلٹیز، کیمپسز کی تعداد بہت زیادہ بڑھی۔ اگر اس کو گزشتہ سال کے عالمی کرونا بحران کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ ایک بہت بڑا اور باکمال عمل تھا کہ جہاں دنیا بھر کے ادارے، ڈاؤن سائزنگ کا سامنا کر رہے تھے یہ ادارہ پھلتا پھولتا جا رہا تھا۔

دوسری طرف یہ ادارہ اپنی تاریخ میں پہلی بار عالمی افق پر نمودار ہونے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ 2019 میں پہلی بار عالمی درجہ بندی میں حصہ لینے کے لئے ڈیٹا تیار کرنا شروع کیا۔ عالمی درجہ بندی ایک مشکل اور جرات مندانہ کام ہے مگر یونیورسٹی کے اس ارادے کے پس

پردہ وہ تمام منصوبے اور عمل شامل تھے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ مثبت قائدانہ فیصلے، جدت اور حقائق کی بنیاد پہ کی گئی منصوبہ بندی اس اعتماد کا باعث رہے اور رہیں گے جس کی وجہ سے جنوبی پنجاب کے ایک چھوٹے سے شہر کی یونیورسٹی ملک کی ان چند یونیورسٹیوں میں شامل ہو گئی جو رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو تجزیے کے لیئے پیش کر رہے تھے۔ مثال کے طور پر پاکستان کی لگ بھگ 220 یونیورسٹیوں میں سے صرف اکہتر یونیورسٹیز 2020 کے ٹائمز ھائر ایجوکیشن میں نظر آئیں۔ یہ اس تعلیمی ادارے کا ایک نیا سفر تھا اور کامیابی سے take off کیا۔ جب کسی خاص رینکنگ ایجنسی کی درجہ بندی میں حصہ لینے اور ڈیٹا بھیجنے کے لیے رجسٹریشن کی جاتی ہے بظاہر تو وہ صرف ایک رینکنگ ایجنسی میں حصہ لیا جاتا ہے مگر اصل میں اس کے کئی اجزا ہوتے ہیں اور ان سب کا الگ الگ تجزیاتی طریقہ کار ہوتا ہے اور وہ سب مل کر ادارے کی تمام معاملات کو اچھی طرح سے جانچنے کا کام کرتے ہیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے اب تک جن عالمی درجہ بندیوں میں حصہ لیا یا ڈیٹا بھیجنے کے لئے رجسٹریشن کر لی، وہ درج ذیل دی گئی ہے:۔

- ٹائمز ھائر ایجوکیشن ورلڈ یونیورسٹی رینکینگ 2020
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن سبجیکٹ رینکنگ 2020
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن ینگ یونیورسٹی رینکنگ 2020
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن امپیکٹ رینکنگ 2020
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن ایشیا رینکنگ 2020
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن ایمرجنگ اکانومی رینکنگ 2020
- یونیورسٹی انڈونیشیا گرین میٹرک رینکنگ 2020

- ٹائمز ھائر ایجوکیشن ورلڈ یونیورسٹی رینکینگ 2021
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن سبجیکٹ رینکنگ 2021
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن ینگ یونیورسٹی رینکنگ 2021
- ٹائمز ھائر ایجوکیشن امپیکٹ رینکنگ 2021
- کیو ایس ورلڈ یونیورسٹی رینکینگ 2021
- یونیورسٹی انڈونیشیا گرین میٹرک رینکنگ 2021

انٹرنیشنل رینکنگز میں زیادہ تر جن عناصر کی بنیاد پہ سکورنگ ہوتی ہے ان میں کوالٹی ٹیچنگ، تحقیق، اساتذہ وطلبا کا تناسب، ریسرچ پبلیکیشنز، یونیورسٹی کی شہرت (ریپیوٹیشن)، اساتذہ کی کوالیفیکیشن، بین الاقوامی طلبا و اساتذہ، تحقیق کے ذریعے حاصل ہونیوالی آمدن ء، انڈسٹری کے ساتھ لنک اور اس کے نتیجے میں آنیوالی آمدنی شامل ہیں، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ان تمام عناصر سے آگاہ تھی اور اسی وجہ سے ٹائمز ھائر ایجوکیشن ورلڈ یونیورسٹی رینکینگ 2020 میں حصہ لیا اس درجہ بندی میں دنیا بھر کے 29 ممالک کی تقریباً 1400 یونیورسٹیوں نے حصہ لیا۔ جن میں پاکستان کی صرف 71 جامعات تھی اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور دسویں نمبر پر رہی۔ سبجیکٹ رینکنگ میں سب سے بہتر کارکردگی انجینئرنگ، لائف سائینسز، اور فزیکل سائینسز میں نظر آئی جہاں یونیورسٹی دنیا کے ٹاپ 600 میں شامل ہوگئی۔

ایشیاء رینکنگ اور ایمرجنگ اکانومی کی درجہ بندی میں، 2020 کی پہلی شرکت میں 1005 ور دوسری بار 2021 میں ٹاپ 400 میں اسلامیہ یونیورسٹی جگہ بنانے میں کامیاب ہوئی۔ اسی طرح یونیورسٹی انڈونیشیا گرین میٹرک رینکنگ میں 2020 میں پہلی بار

شرکت کی اور ۳۶۷ نمبر پر دنیا بھر میں جبکہ پاکستانی یونیورسٹیز میں نمایاں مقام حاصل کر کے کئی نامور اداروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ 2021 کی رینکنگ کے لیے ایک بار پھر یونیورسٹی نے اپنا ڈیٹا جمع کروادیا ہے اور یقین ہے کہ اس بار اس رینکنگ میں مزید نمایاں بہتری آئیگی کیونکہ یونیورسٹی کا سولر سسٹم چل چکا ہے۔گرین کیمپس ڈائیریکٹر یٹوریٹ کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے اور اس کے علاوہ بھی یہ یونیورسٹی ماحولیاتی عوامل کے حوالے سے نہایت شاندار قسم کے اقدام کر چکی ہے اور مسلسل مزید کر رہی ہے۔اس سے جڑا ہوا ٹائمز ھائر ایجوکیشن امپیکٹ رینکنگ ہے، جو اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف پر مبنی ہے۔اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے 2020 میں شاندار کارکردگی دکھائی ہے، ہدف '' بھوک کے خاتمے '' میں دنیا بھر میں 101 نمبر پر، جبکہ ''غربت کے خاتمے'' میں 102 نمبر پر رہی۔اسلامیہ یونیورسٹی پاکستان کی ان 9 یونیورسٹیز میں شامل ہے جنہوں نے تمام اہداف پہ کام کیا ہے۔ ینگ یونیورسٹی رینکنگ ، ایمرجنگ یونیورسٹی رینکنگ ، اور ایشیا رینکنگ میں بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور چوٹی کے 400 عالمی اداروں میں شامل ہو چکی ہے۔اب تک کے جن جن درجہ بندیوں میں دوسری بار حصہ لیا تو پوزیشن پہلی بار سے نمایاں طور پر بہتر رہی ہے اور یقین کامل ہے کہ اگلے چند سال اس درس گاہ کی عظمت کی گواہی دیں گے۔ یہ عالمی درجہ بندی کے حوالے سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ایک مختصر سا جائزہ ہے۔

اس عظیم درسگاہ کی ایک نئے جہت کی طرف گامزن ہونے کی اور یاد رہے کہ پچھلے تین سالوں میں کئیے گئے انقلابی اقدامات کا بڑی حد تک اثر آنے والے سالوں کی درجہ بندی میں نظر آئے گی۔اب تک کا یہ مختصر سفر، اور اس کے اثرات یہی اشارے دے رہے ہیں کہ بہت کم وقت میں اسلامیہ یونیورسٹی پاکستان میں ایک رول ماڈل ادارے کے طور پر

اپنے آپ کو منوالے گی اور عالمی سطح پہ بھی پاکستان اور پاکستان میں اعلیٰ تعلیم و تحقیق کی پہچان بنے گی۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد بزدار گویا ہوئے کہ صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو چونکہ یونیورسٹی کا مقصد اعلیٰ تعلیم اور تحقیق ہے۔ اسی لیے اس سے جڑے لوگوں پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ سکول اور کالج کی طرز پر کام نہیں کرتیں جہاں موجودہ علم طلبا کو منتقل کیا جاتا ہے جس کو علم کی منتقلی (ٹرانسفر آف نالج) کہتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے اداروں نے نئی تحقیق کر کے، نئے علوم کو دریافت کرنا ہوتا ہے، صنعتوں کو موثر ٹیکنالوجی سے مستفید کرنا ہوتا ہے، سماج کے مسائل کا ادراک کرنا اور ان کے قابل عمل حل تلاش کرنا ہوتا ہے، معاشی، معاشرتی، دینی، سائنسی، سماجی، غرض کہ ہر طرح کے علوم کے لیے ماہرین تیار کرنا، اور ان علوم کو صحیح معنوں میں انسانیت کے لئے مفید بنانے کے لئے مددگار نظام بنانا اور اس کو چلانا، یہ سب اعلیٰ تعلیم کے اداروں کے وجود کا جواز ہے۔ بظاہر تمام اداروں کے ویژن اور مشن سٹیٹمنٹ (vision and mission statements) بہت ہی خوبصورت اور پر کشش قسم کے ہیں۔

مگر کسی بھی ادارے کی کارکردگی بہر حال ان سے نہیں جھلکتی کیونکہ اکثر اوقات اسی ادارے کے لوگ بھی ان سے آگاہ ہی نہیں رکھتے۔ اداروں کی پہچان یا شہرت، وہاں کی فیکلٹی، طلبا، تعلیم، تحقیق، ایلومینائی، مقالہ جات، عملی مباحثے، سیمینارز، کانفرنسز، ورکشاپس، سول سوسائٹی کا اعتماد، اور سب سے بڑھ کر ایک اچھی قیادت اور موثر گورننس سے ہوتی ہے۔ متذکرہ تمام پہلو اپنی جگہ پر بہت اہم ہیں اور ان سب پر الگ الگ ایک مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ مگر میرے خیال میں گورننس کا اثر ان سب پر پڑتا ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت بھی اتنی ہی زیادہ ہے، ایک یونیورسٹی میں بورڈ آف سٹڈیز، بورڈ آف فیکلٹیز، اکیڈمک کونسل،

بورڈ آف ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ، فنانس اینڈ پلاننگ کمیٹی، سلیکشن بورڈ، سینڈیکیٹ، اور سینیٹ مل کے نظم ونسق، پالیسی سازی، اور دیگر اہم امور کے فیصلے کرتے ہیں۔ جن میں اساتذہ وافسران کی تقرری وترقی، بجٹ سازی، ایم فل، پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالوں کی منظوری کے علاوہ بہت سے اور اہم معاملات شامل ہیں۔ یہ سب باڈیز اپنے ان اختیارات کے اندر رہ کے کام کرنے کا پابند ہوتے ہیں جو صوبائی یا قومی اسمبلی نے ان کو دیے ہوتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد بزدار مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ وہ ان تمام ناموں کو انگریزی میں لکھنے کے لئے دل سے معذرت خواہ ہیں کیونکہ ان کا اردو ترجمہ اور بھی زیادہ مشکل محسوس ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر فیکلٹی کو کلیہ، اکیڈمک کونسل کو مجلس علمی، سلیکشن بورڈ کو مجلس انتخابات، بورڈ آف سٹڈیز کو مجلس نصابات، ڈین کو صدر کلیہ، ایسوسی ایٹ پروفیسر کو شریک پروفیسر، اور اسسٹنٹ پروفیسر کو معاون پروفیسر لکھا اور بولا جاتا ہے اور ہم سب عموماً اُن سے فہم نہیں رکھتے۔

(بہرحال) چائے کا سِپ لیتے ہوئے کہنے لگے یونیورسٹیز اگر وقت کی رفتار کو نہ سمجھ سکیں اور اپنے آپ کو موجودہ وقت کے تقاضوں کے مطابق اگر ہم آہنگ نہ ہوں تو پھر ان کی کارکردگی اور شہرت پر بھی فرق پڑتا ہے اور وہ اپنے اصل مقصد سے بھی دور ہو جاتی ہیں بلکہ آج کل کے معاشی مشکلات کے دور میں یونیورسٹی کا مالی طور پر مستحکم ہونا بھی اس کی اچھی کارکردگی سے جڑا ہوا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جنوبی پنجاب کے شہر بہاولپور کی پہچان بننے والے عناصر میں سے ایک ہے۔ اگرچہ یہ ادارہ سو سال سے زیادہ عرصہ ایک تعلیمی ادارے کے طور پر موجود رہا ہے اور یہاں کے لوگوں کو علم و ہنر میں بھرپور مدد کرتا رہا ہے مگر اس کو یونیورسٹی کا چارٹر 1975 میں ملا۔ پچھلے پینتالیس سالوں سے اس ادارے کے ارتقاء

میں تسلسل تو رہا ہے مگر اس کی رفتار متاثر کن نہیں تھی۔ پاکستان کی جامعات کے گورننس سسٹم میں عام طور پر یکسانیت نہیں ہے لیکن اگر کچھ ادارے بالکل ایک جیسے ایکٹ کے دائرے میں بھی ہیں پھر بھی ان کی کارکردگی مختلف ہوتی ہے اور اس کی بڑی وجہ لیڈرز (وائس چانسلرز) کے تجربے، مہارت، نیت، اور ویژن میں فرق ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں بھی باقی جامعات کی طرح چار سال کے لئے سربراہ تعینات ہوتے ہیں، پچھلے پینتالیس سالوں میں اچھے اچھے اکیڈمک لیڈرز آتے رہے اور ادارے کو آگے کی طرف بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ اسی سمت میں یونیورسٹی نے آگے جانے کے لیے حال ہی میں نہ صرف تسلسل کو برقرار رکھا بلکہ اس بار بہت سے انقلابی اقدامات ایک ساتھ کیے گئے جو کہ یونیورسٹی کے ایک اچھا مستقبل کی بنیاد بننے جا رہے ہیں۔ ایک طرف تو کورونا کی وجہ سے جو اچانک سے چیلنج سامنے آیا، یونیوسٹی نے بھرپور طریقے سے اس سے نمٹنے کے اقدامات کیے، اگرچہ پہلے سے طے کیا گیا تھا کہ ادارہ ٹیکنالوجی کا استعمال کر کے اپنے تعلیم اور انتظامی معاملات میں جدت لائے گا۔

مگر اس اچانک سے آنے والے مسئلے کی وجہ سے وہ سب کچھ زیادہ مستعدی سے کرنا پڑا اور یونیورسٹی اس میں کامیاب بھی ہوگئی، نہ صرف طلباء کا وقت بچانے کے لئے ان کی کلاسز منعقد ہوئیں بلکہ امتحانات کا بھی مناسب بندوبست کیا گیا اور شیڈول جاری کر دیا گیا۔ سب سے زیادہ اہم چیز نئے شعبہ جات، نئی فیکلٹیز، نئے سکول اور انسٹیٹیوٹ کا قیام ہے۔ یہ سب صرف اس صورت میں ممکن تھا اور ہے جب تمام انتظامی اکائیاں ہم آہنگ ہوں۔ ان کے اجلاس میں نہ صرف تسلسل ہو بلکہ ایک خاص قسم کی منصوبہ بندی اور ترتیب ہو، ظاہر ہے موثر گورننس کا سہرا سربراہ ادارہ کو ہی جاتا ہے۔ اسی لیے بلاشبہ انجینئر پروفیسر ڈاکٹر

اطہر محبوب، وائس چانسلر کو اس جدت کا کریڈٹ جاتا ہے کہ ادارے میں ایسے پروگرامز، ڈیپارٹمنٹس، اور فیکلٹیز کا قیام عمل میں لایا گیا جو کہ آج کے دور کا تقاضا تھا، ان کے ساتھ ساتھ، تمام ڈینز، اور شعبہ جات کے سربراہان اور اساتذہ کرام جنہوں نے اپنے دائرہ کار میں ان جدید پروگرامز کی بنیادیں رکھیں۔ ان کے سلیبس بنائے اور بورڈز و کونسلز میں ان کو پیش کیا، دفاع کیا، اور پھر منظور کروایا، وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی بھرپور لیڈر شپ اور معاونت سے اکیڈمک کونسل یعنی مجلس علمی نے نہ صرف فیکلٹیز کی تعداد 6 سے بڑھا کر 31 کی بلکہ ان کی کمپوزیشن کو بھی درست کر دیا اور ہر شعبہ اب متعلقہ فیکلٹی کا حصہ ہے اور بھرپور انداز میں کام کر رہا ہے۔ یونیورسٹی کی لیڈرشپ کو صحیح معنوں میں ادراک ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی کو ملکی اور عالمی سطح پر ایک ممتاز مقام دلانے کی لئے اس طرح کی اصلاحات کی بہت ضرورت ہے۔

فیکلٹی آف آرٹس میں انگلش لٹریچر، انگلش لینگوئسٹکس اور فلسفے کے نئے شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں اور یونیورسٹی کالج آف آرٹس اینڈ ڈیزائن میں شعبوں کی تعداد سات ہوگئی ہے، فیکلٹی آف سوشل سائنسز میں انتھروپولوجی اور پبلک ایڈمنسٹریشن کے نئے شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں جنہیں بتدریج مکمل شعبہ جات کی حیثیت دے دی جائے گی، فیکلٹی آف ایجوکیشن میں پرائمری چائلڈ ہڈ ایجوکیشن، سپیشل ایجوکیشن، ایجوکیشن پلاننگ اینڈ مینجمنٹ، ایجوکیشن ریسرچ اینڈ ایویلیوایشن اور لینگویج ایجوکیشن کے نئے شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں۔ فیکلٹی آف اسلامک لرننگ میں ٹرانسلیشن سٹڈیز کا شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ فیکلٹی آف مینجمنٹ سائنسز اور کامرس میں اکاؤنٹنگ اینڈ فنانس کے شعبے کے ساتھ سکول آف بزنس مینجمنٹ اینڈ ایڈمنسٹریٹو سائنسز قائم کیا گیا ہے جو 9 شعبہ جات پر مشتمل ہوگا جن میں انٹرپرینورشپ،

ٹورازم مینجمنٹ، پراجیکٹ اینڈ آپریشن مینجمنٹ، ٹیکنالوجی مینجمنٹ، اسلامک اینڈ کامرس بینکنگ اور ایڈمنسٹریٹو سائنسز جیسے نئے شعبہ جات شامل ہیں۔فیکلٹی آف فارمیسی پانچ شعبہ جات مشتمل ہوگئی ہے،فیکلٹی آف سائنس میں انسٹی ٹیوٹ آف بائیوکیمسٹری، بائیوٹیکنالوجی، بائیوانفارمیٹکس کے ساتھ ساتھ،فزکس ڈیپارٹمنٹ کوانسٹی ٹیوٹ آف فزکس سے اپگریڈ گیا ہے جو 11 شعبہ جات پر مشتمل ہوگا جن میں میڈیکل فزکس،سیمی کنڈکٹر اینڈ نینوٹیکنالوجی، میٹیریل سائنس،سپیس سائنس،جیوفزکس، پارٹیکل فزکس اور رینیوایبل انرجی کے نئے شعبے شامل ہیں۔فیکلٹی آف انجینئرنگ میں مکینکل انجینئرنگ اور سنٹر فار رینیوایبل انرجی سسٹم جیسے شعبہ جات کا اضافہ کیا گیا۔

فیکلٹی آف کمپیوٹنگ میں 6 شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں جن میں آرٹیفیشل انٹیلی جینس، انفارمیشن سیکورٹی اور ڈیٹا سائنسز خاص طور پر قابل ذکر ہیں،فیکلٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنسز 13 شعبہ جات پر مشتمل ہوگی جبکہ فیکلٹی آف ایگریکلچر اینڈ اینوائرمنٹل سائنسز میں 9 شعبہ جات ہوں گے۔فیکلٹی آف لاء میں لاء اور اسلامک اینڈ شریعہ لاء کے شعبے قائم ہوں گے،فیکلٹی آف میڈیسن اینڈ الائیڈ ہیلتھ سائنسز میں فزیکل تھراپی، یونیورسٹی کالج آف کنونشنل میڈیسن، پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج،سکول آف نرسنگ اور ہیومین ڈائٹ اور نیوٹریشن کے شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں۔ان اقدامات کے علاوہ یونیورسٹی میں پچھلے سال سے طلبا کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔اور ان نئے شعبہ جات کے آنے سے اس شرح میں اچھا خاصا اضافہ متوقع ہے۔اور یونیوسٹی اب اپنے انفراسٹرکچر کو اس طرح سے اپ گریڈ کررہا ہے،جس کی جھلک فنانس اینڈ پلاننگ کی میٹنگ میں نظر آئی کہ ادارہ اپنے وسائل سے نئے اکیڈمک بلاک بنانے کے لیے بجٹ مخصوص کر چکا ہے، بہاولپور اور جنوبی پنجاب

کے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب جیسی متحرک قیادت کی صورت میں اسلامیہ یونیورسٹی نے کامیابیوں کا ایک نیا سفر شروع کیا ہے۔ اور اب تک کا ٹرینڈ اس کی تائید بھی کر رہا ہے کہ اگر اسی راہ پر چلتے رہے، تو یہ ادارہ بہت جلد ایک ممتاز حیثیت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا:۔

تو اسے پیمانہ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِ آدم ہے، ضمیر کن فکاں ہے زندگی

WE ARE 7th
BEST UNIVERSITY IN
PAKISTAN!
THE WORLD UNIVERSITY RANKINGS 2023
Congratulations!
THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR
RANKED
801-1000
2021 1001-1200
2022 1001-1200
2023 801-1000
iubwp | theiubwp | theiubwp | The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan
www.iub.edu.pk

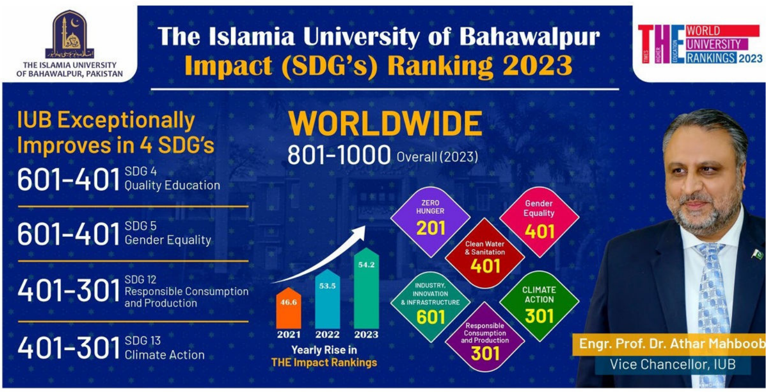
THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR, PAKISTAN
The Islamia University of Bahawalpur
Impact (SDG's) Ranking 2023
THE WORLD UNIVERSITY RANKINGS 2023
IUB Exceptionally Improves in 4 SDG's
601-401 SDG 4 Quality Education
601-401 SDG 5 Gender Equality
401-301 SDG 12 Responsible Consumption and Production
401-301 SDG 13 Climate Action
WORLDWIDE
801-1000 Overall (2023)
46.6
53.5
54.2
2021 2022 2023
Yearly Rise in
THE Impact Rankings
ZERO HUNGER 201
Gender Equality 401
Clean Water & Sanitation 401
INDUSTRY, INNOVATION & INFRASTRUCTURE 601
CLIMATE ACTION 301
Responsible Consumption and Production 301
Engr. Prof. Dr. Athar Mahboob
Vice Chancellor, IUB

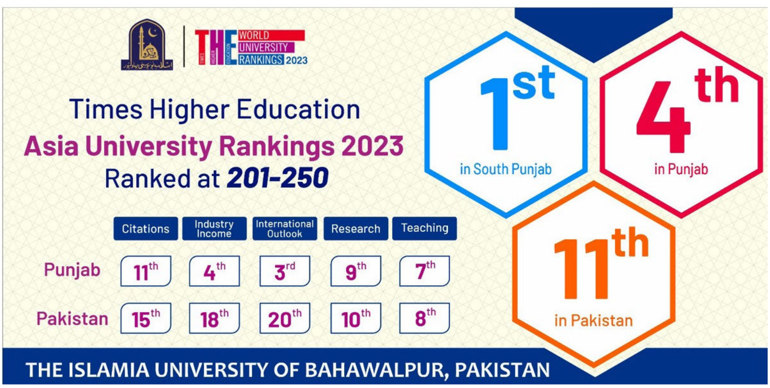
THE WORLD UNIVERSITY RANKINGS 2023
Times Higher Education
Asia University Rankings 2023
Ranked at 201-250
Citations
Industry Income
International Outlook
Research
Teaching
Punjab 11th 4th 3rd 9th 7th
Pakistan 15th 18th 20th 10th 8th
1st in South Punjab
4th in Punjab
11th in Pakistan
THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR, PAKISTAN

بین الاقوامی روابط

پاکستان میں کسی بھی جامعہ کی ترقی کا اندازہ جہاں طلبہ و طالبات کی نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں سے لگایا جاسکتا ہے وہیں اساتذہ اور طلبہ کے درمیان ہم آہنگی، تعلیمی و تفریحی دورے، جامعہ کے اندر ہونے والی تحقیق و تجربات سے لگایا جاتا ہے۔ جبکہ مجموعی طور پر کسی بھی یونیورسٹی کی تعمیر و ترقی میں بین الاقوامی رابطہ کاری کا اہم عمل دخل ہوتا ہے۔ عالمی جامعات کے ساتھ روابط کی وجہ سے مقامی سطح کے طلبہ و طالبات، اساتذہ اور سٹاف کو اپنے پیشہ ورانہ صلاحیتیں بڑھانے کا موقع ملتا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے حالیہ سالوں میں اس پہلو پر زور دیا ہے جس کے نتیجے میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور عالمی منظر نامے پر اُبھر کر سامنے آئی ہے۔ حالیہ سالوں میں عالمی اور قومی درجہ بندی میں جامعہ کی رینکنگ میں بہت بہتری آئی ہے۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں حال ہی میں اس حوالے سے ایک ڈائریکٹوریٹ قائم کی گئی ہے جس کا بنیادی مقصد ہی جامعہ کی بین الاقوامی جامعات کے ساتھ رابطہ کاری کے نظام کو بہتر بنانا ہے۔ ڈاکٹر عابد حسین شہزاد نے 2006 فیکلٹی آف ایجوکیشن کو بطور لیکچرر جوائن کیا۔ 2017 میں وہ اسسٹنٹ پروفیسر جبکہ 2022 میں وہ ایسوسی ایٹ پروفیسر کے عہدے پر تعینات ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب ہنس مُکھ، ملنسار، مہمان نواز اور طلبہ و طالبات کے حلقوں میں شفیق استاد کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ فیکلٹی آف ایجوکیشن مختلف شعبہ جات پر مشتمل ہے۔ مثلاً شعبہ تعلیم، سپیشل ایجوکیشن، اَرلی چائلڈ ہوڈ ایجوکیشن، ایجوکیشنل ریسرچ،

لینگویج ایجوکیشن، ایجوکیشن لیڈرشپ اینڈ منیجمنٹ ساور ایجوکیشنل ٹریننگ کے شعبہ جات پر مشتمل ہے۔ جبکہ حال ہی میں انہیں شعبہ ایجوکیشنل لیڈرشپ اینڈ منیجمنٹ کا سربراہ بھی منتخب کیا گیا ہے۔ 2012 میں بلجیئم کی ' گھینٹ ' یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پی ایچ ڈی میں ان کا مقالہ کا مرکزی خیال بھی پاکستان میں اساتذہ کی تربیت کے حوالے سے درپیش مسائل کے حل کے متعلق تھا۔ اس مقالہ میں کئی مسائل کو زیر بحث لائے۔ مثلاً اساتذہ کی تربیت کے حوالے سے کن خطوط پر کام کرنا چاہئے، ہمارے اساتذہ کہاں سے پیچھے ہیں؟ ان کا حل کیا ہے؟ بلجیئم سے جب پاکستان واپس آئے تو انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں اپنے مقالہ جات کی تجاویزات کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا۔

اس دوران انہوں نے دنیا کے مختلف ممالک بشمول آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، جرمنی، فرانس، ہالینڈ، ناروے، ملائشیاء، ترکی، سمیت بیس سے زائد ممالک کا سفر کیا جہاں انہوں نے تحقیقی مقالات جات پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہاں کے کلچر اور ثقافت کو بھی قریب سے دیکھا۔ خصوصاً انہوں نے وہاں کے نظامِ تعلیم کو قریب سے دیکھا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر عابد شہزاد نے اُن ممالک کے ساتھ رابطہ کاری کا نظام وضع کیا تا کہ ہمارے طلبہ و طالبات اور اساتذہ کو فائدہ ہو سکے۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق جامعہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ڈائریکٹوریٹ آف انٹرنیشنل لنگیجز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ ڈاکٹر عابد شہزاد کو اس ڈائریکٹوریٹ کا بانی ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے۔ کہنے لگے کہ جوہر کی تلاش جوہری کو ہی ہوتی ہے۔ بڑے فیصلے لینے کی ہمت رکھنے والا انسان آج ہمیں اِکا دُکا ہی نظر آتا ہے۔ بلاشبہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب وہ لیڈر ہیں جنہوں نے دلیرانہ فیصلوں کی بدولت جامعہ کی کایا پلٹ دی ہے۔

ڈائریکٹوریٹ کے حوالے سے بتاتے ہوئے کہا کہ اس کے بنیادی مقاصد میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو دنیا کی ممتاز جامعات سے منسلک کرنا، اساتذہ اور طلبہ کے تبادلے کے پروگرام کے تحت اسلامیہ یونیورسٹی کے طلبہ وطالبات کو باہر کی جامعات میں بھیجنا اور باہر کے طلبہ وطالبات کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں لانا شامل ہیں۔

علاوہ ازیں اس ڈائریکٹوریٹ نے بین الاقوامی سکالرشپ کے لئے باہر کی جامعات کے ساتھ بامقصد بات چیت شروع کر دی ہے۔ اسی سلسلے میں اس ڈائریکٹوریٹ نے سچوان ایگری کلچر یونیورسٹی چائنہ کے ساتھ مفاہمتی یادداشت کے نتیجے میں پچاس سے زیادہ طلبہ وطالبات کو مکمل طور پر فنڈڈ پی ایچ ڈی سکالرشپ کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس کے علاوہ کالج آف آرٹس اینڈ ڈیزائن کے طلبہ و طالبات کو ووہان ٹیکسٹائل یونیورسٹی چائنہ کے سکالرشپ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ فیکلٹی آف مینجمنٹ سائنسز کے طلبہ و طالبات کو زونان یونیورسٹی میں مینجمنٹ سائنسز کے لئے بیس سے زائد طلبہ و طالبات کو منتخب کیا گیا ہے۔ طلبہ و طالبات کے انتخابات کا یہ سارا عمل اس ڈائریکٹوریٹ نے سرانجام دیا ہے۔ اسی طرح اس ڈائریکٹوریٹ نے پچھلے دو سال میں پچاس سے زائد مفاہمتی یادداشتوں پر دنیا کی مختلف جامعات کے ساتھ دستخط کیے ہیں جن کا مقصد اسلامیہ یونیورسٹی کی بین الاقوامی سطح پر درجہ بندی اور تحقیق، جدت، تعلیم و تدریس کے حوالے سے طلبہ و اساتذہ کو مختلف مواقع مہیا کرنا جیسے اہم کام شامل ہیں۔ ڈاکٹر عابد شہزاد کہنے لگے کہ موجودہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے زیر انتظام اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے بین الاقوامی رینکنگ میں کئی درجے ترقی کی ہے اس میں سب سے زیادہ نمبرز 'بین الاقوامی رابطہ کاری' میں حاصل کیے ہیں۔ جامعہ کے کوالٹی انا ہنسمنٹ سیل نے رینکنگ کے جو اعداد و شمار

جاری کیے ہیں ان میں سب سے زیادہ نمبر بین الاقوامی رابطہ کاری کے ہیں۔ اس ڈائریکٹوریٹ نے پچھلے دوسال کے اندر بے شمار بین الاقوامی سیمینارز منعقد کیے ہیں جس میں ہزاروں طلبہ و طالبات کو دنیا کی کئی جامعات میں تعلیم کے متعلق آ گاہی فراہم کی گئی ہے۔ ہائرایجوکیشن کمیشن آف پاکستان نے حال ہی میں تمام جامعات کو ایک خط تحریر کیا ہے اور تمام جامعات کی رائے لی ہے کہ افریقہ اور وسطی ایشیاء کے مما لک کے طلبہ و طالبات کو پاکستان کی جامعات میں کن کن مضامین میں داخلہ دیا جاسکتا ہے؟

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے اس مد میں فوری طور پر ہائرایجوکیشن کمیشن کو آگاہ کیا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کم از کم بیس مضامین میں بین الاقوامی طلبہ و طالبات کو داخلہ دے سکتی ہیں اور اس تناظر میں ایک بین الاقوامی پراسپیکٹس ترتیب دیا گیا ہے جس میں بین الاقوامی طلبہ و طالبات متعلقہ مضامین، طرزِ رہن سہن، پاکستان کی ثقافت اور کلچر کے بارے میں بھی مکمل معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا پرسپیکٹس ہے۔ مزید برآں ہالینڈ کی گرونجن یونیورسٹی نے ایک بین الاقوامی تحقیقاتی پروجیکٹ آئی کالٹ (انٹرنیشنل کمپیریٹوانالیسز آف لرننگ اینڈ ٹیچنگ) کو شروع کیا۔ اس پروجیکٹ میں دنیا کے دس سے زیادہ مما لک بشمول جنوبی کوریا، انڈونیشیاء، چین، ہانگ کانگ، سپین، جنوبی افریقہ، ناروے، منگولیا، پرتگال، برازیل وغیرہ شامل ہیں۔ اس پروجیکٹ میں ان مما لک کی ٹیچنگ لرننگ کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس میں پاکستان سے صرف اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو اس پروجیکٹ میں شامل کیا گیا ہے اور پاکستان سے اس پروجیکٹ کے پرنسپل انوسٹی گیٹر ڈاکٹر عابد شہزاد ہیں۔ اس پروجیکٹ کے تحت انہوں نے پاکستان میں نظام تعلیم کو درپیش مسائل کا جائزہ لیا۔ حیران کن طور پر پاکستان میں نظام تعلیم استاد کے

گرد(Teacher Centeric) گھومتا ہے جبکہ دنیا بھر میں طلبہ وطالبات کے گرد گھومتا ہے،طلبہ کی معاونت سے سرگرمیاں منعقد کی جاتی ہیں۔

طلبہ ہی ہر سرگرمی کو چار چاند لگاتے ہیں جبکہ اساتذہ کا کام محض رہنمائی فراہم کرنا ہوتا ہے۔تاحال اس ڈائریکٹوریٹ نے دو بین الاقوامی کانفرنسز ۔سائنس ٹیکنالوجی انجینئرنگ ،ریاضی، اورسوشل سائنسز stems کے نام سے 2021اور 2022میں منعقد کی ہیں جن میں دنیا کے مختلف ممالک اور پاکستان کی قریباً تمام جامعات سے ان مضامین کے ماہرین نے اپنے تحقیقی مقالہ جات پیش کیے۔ان کانفرنسز میں طلبہ وطالبات اورریسرچ سکالرز نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔جس کا فائدہ یہ ہوا کہ نہ صرف بین الاقوامی اورقومی رابطہ کاری میں اضافہ ہوا بلکہ طلبہ وطالبات اورحتیٰ کہ اساتذہ کرام بھی جدید ترین اعلیٰ تحقیق سے بھی روشناس ہوئے۔ دورانِ گفت گو معلوم ہوا کہ پروفیسر ڈاکٹر عابد شہزاد نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں 2018میں اپنے بین الاقوامی روابط کو بروئے کار لاتے ہوئے یونیورسٹی کو بین الاقوامی سطح پر روشناس کرانے کے لئے پہلی مرتبہ آئی کوٹل (انٹرنیشنل کانفرنس آن ٹیچنگ اینڈ لرننگ) کی بنیاد رکھی۔اس کانفرنس کو مسلسل تین سال 2018، 2019اور 2020 تک منعقد کیا گیا۔اس کانفرنس کے پلیٹ فارم سے کینیڈا، آسٹریلیا، بلجیئم ، بیلاروس، ملائشیاء، انڈونیشیاء اورترکی سے ماہرین تعلیم نے بہ نفس نفیس اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں شرکت کی۔مختلف فیکلٹیز کا دورہ کیا، وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب سے ملاقات کی۔اُن کی نگرانی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ہونے والی ترقی، معیاری تعلیم کی فراہمی اورانفارمیشن ٹیکنالوجی سمیت دیگر شعبہ جات میں بڑھوتری کو سراہا۔ دنیا کے مختلف وفود نے اسلامیہ یونیورسٹی کے دورے کے دوران طلبہ وطالبات کو تدریس کے

حوالے سے مختلف لیکچرز دیے۔اس آئی کوٹل کانفرنس کی وجہ سے ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اور فیکلٹی آف ایجوکیشن کوقومی سطح بلکہ بین الاقوامی سطح پر بے حد پذیرائی، شناخت اور کامیابی ملی۔

وائس چانسلر نے اس کانفرنس کے انعقاد اور رابطہ کاری کے نظام کا دائرہ وسیع کرنے پر متعلقہ اساتذہ کرام اور سٹاف کی کارکردگی کو سراہا۔ دورانِ گفتگو ڈاکٹر عابد شہزاد کہنے لگے کہ انہیں خود بھی درس وتدریس میں نئی جہتوں کو سیکھنے کا موقع ملا۔اسلامیہ یونیورسٹی کو موجودہ دور میں جس انداز میں پذیرائی مل رہی ہے وہ سمجھتے ہیں کی لیڈرشپ کا بہت زیادہ کردار ہے۔جامعہ کی لیڈرشپ (وائس چانسلر) نے تمام شعبہ جات کو بااختیار بنایا ہے۔کام کرنے کی آزادی دی ہے۔ ہرفرد کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا ہے۔ جہاں یہ یونیورسٹی طالب علموں کو ترستی تھی اور اساتذہ چند طلبہ وطالبات کی کلاسیں لیتے تھے،آج پورے کیمپس میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے۔ جہاں اس یونیورسٹی کے متعلق باہر کی دنیا کو کچھ معلوم نہیں تھا بلکہ پاکستان کے اندر لوگوں کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے متعلق اس قدر آگاہی نہ تھی اور اب بین الاقوامی سطح سے لوگ یہاں آتے ہیں، جامعہ کے ساتھ رابطہ کاری بڑھانا چاہتے ہیں۔ کہنے لگے کہ یونیورسٹی کو بین الاقوامی سطح پر روشناس کرانے کے لئے انہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ یونیورسٹی کے تمام شعبہ جات کو بین الاقوامی پہچان دلائیں۔اُن کی خواہش ہے کہ فیکلٹی کے ساتھ ساتھ طلبہ وطالبات کو بھی بین الاقوامی سطح پر تعلیم، تحقیق، ڈائریکٹوریٹ اپنا کردار ادا کر سکے۔

Congratulations on
Achievement of
Institute of Forest Sciences
For Split
BS Forestry (4 years) Program in
China and Pakistan
Institute of Forest Sciences
The Islamia University of Bahawalpur
@frwiub
@frwiub

بہاولپور ادبی و ثقافتی میلہ

وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو جہاں دیگر کارناموں کے لئے یاد رکھا جائے گا وہیں اُنہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں 'بہاولپور ادبی و ثقافتی میلے' کا اجراء کرکے اپنا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ میں اَمر کرلیا۔ 2019 میں پروفیسر اطہر محبوب کی زیرِ نگرانی پہلے بہاولپور ادبی و ثقافتی میلے کا انعقاد کیا گیا۔ اگرچہ اُس وقت اِس طرح کے میلے پر کافی لوگوں نے تنقید کی کیونکہ عمومی طور پر بہاولپور کے رہائشی اور خصوصی طور پر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے اساتذہ، انتظامیہ اور سٹاف اِس طرح کے میلے کے عادی نہیں تھے۔ اِس لئے اندرونی و بیرونی عناصر نے اِس اقدام کو ہر ممکنہ طور پر متنازعہ بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ بعدازاں کرونا وبا نے اگلے سال میلے کا انعقاد مشکل بنا دیا۔

پھر دوسرا اور رواں سال بہاولپور ادبی و ثقافتی میلے کا تیسرا ایڈیشن منعقد ہوا۔ جس کا بغداد الجدید کیمپس میں باقاعدہ آغاز ہوا۔ افتتاحی تقریب میں وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب، کمشنر بہاول پور ڈاکٹر احتشام انور، ڈپٹی کمشنر ظہیر احمد جپہ، سید تابش الوری اور صدر چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری بہاول پور چوہدری ذوالفقار علی مان نے بہاول پور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول کا آغاز کیا۔ اس موقع پر اصغر ندیم سید، جامی چانڈیو، حنا جیلانی، نذیر لغاری، سردار علی شاہ، پروفیسر ڈاکٹر حمید رضا صدیقی، حفیظ خان، ڈینز، پرنسپل آفیسر، دیگر اساتذہ اور افسران نے شرکت کی۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تعلیمی اداروں کی کوشش ہوتی ہے کہ نوجوان نسل کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ادبی و ثقافتی سرگرمیوں میں شامل کیا جائے تاکہ وہ معاشرے میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ انہو

ں نے تیسرے بہاولپور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ بہاولپور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول ہمیں نئے راستوں کو متعین کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ کمشنر بہاولپور ڈاکٹر احتشام انور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس فیسٹیول کا انعقاد انتہائی خوش آئند ہے اس طرح کے ادبی وثقافتی فیسٹیول سے ہمارے نوجوانوں کو اپنی ثقافت کے بارے میں جاننے کا موقع ملتا ہے۔

جامی چانڈیو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ادب معاشرے کے لیے بہت ضروری ہے اور اس طرح کے فیسٹیول سے معاشرے کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ادب اور ثقافت کا تعلیم سے گہرا رشتہ ہے۔ دنیا بھر میں جامعات ادب وثقافت کے ساتھ جدید علوم کو ہم آہنگ کر کے ایک نیا تعلیمی انقلاب برپا کر رہی ہیں۔ میلے کے پہلے روز 27 فروری کو عباسیہ کیمپس میں قرآت اینڈ نعت اور تقریری مقابلے منعقد کیے گئے اور رضوان اور معظم علی خان نے قوالی نائٹ میں شرکاء کو محضوظ کیا۔ بہاول پور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول کے چار روزہ تقریبات میں عقیل عباس جعفری، سجاد پرویز، نعیم مسعود، حسنین جمال، اظہر مجوکا، اجمل ساجد، جمیل پروانہ، موہن بھگت، ظہور احمد لوہار، واہاب بھگتی، جاوید اقبال، مجاہد بریلوی، انوارسین رائے، فصیح باری خان، ہرمیت سنگھ، عمران عباس، محمد طاہر حسن، ناصر ادیب، ظفر اقبال سندھو، سیما کرمانی، شاکر شجاع آبادی، عباس تابش، امبریں حسین امبر، اظہر فراغ، گل نوخیز اختر، جہانگیر مخلص، انعام الحق جاوید، منصور آفاق، ندیم بھابھا، ناصرہ زبیری، سباحت عروج، شہباز نیر، سلیم ساغر، شاہد ماکلی، شوکت فہیم، سید تابش الوری، طاہر شہیر، عمیر نجمی، وصی شاہ، واصف علی، زاہد فخری، ذیشان اطہر اور دیگر نامور شخصیات شامل تھیں۔ اِس میلے میں 20 کتابوں کی تقریب رونمائی بھی منعقد کی گئی۔ 'روبرو' سلسلے میں

پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ساتھ سیشن منعقد کیا گیا جس میں ان کی ذاتی زندگی، جدوجہد اور کامیابیوں سے متعلق گفتگو کی گئی۔ اس موقع پر وائس چانسلر کے خاندانی پسِ منظر اور اُن کی ملک وملت کے لئے خدمات پر مبنی چیئرمین میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز پروفیسر ڈاکٹر شہزاد رانا کی تصنیف 'جہدِ مسلسل' نامی کتاب کی رونمائی بھی کی گئی۔

وائس چانسلر پر لکھی کتاب کی رونمائی میں پروفیسر ڈاکٹر حمید رضا صدیقی نے اظہار خیال کیا۔ اس کے علاوہ حسنین جمال، مجاہد بریلوی، سیما کرمانی، خلیل الرحمان قمر، اور یا مقبول جان کے ساتھ خصوصی نشستیں منعقد کی گئیں۔ علاقائی موسیقی اور تھیٹر ڈراموں کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ بہاولپور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول کا اہم حصہ میڈیا کنکلیو ہے۔ اس بار اِس ایونٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلے حصے کا موضوع 'پاکستانی فلم انڈسٹری کل اور آج' تھا جس میں امان اللہ سپرہ، انور سین رائے، فصیح بری خان، ہرمیت سنگھ، عمران عباس، محمد طاہر حسین، مجاہد بریلوی، نعیم مسعود، ناصر ادیب، نذیر لغاری اور ظفر اقبال سندھو شریک تھے۔ اسی طرح دوسرے حصے کا موضوع 'بول کے لب آزاد ہیں تیرے' تھا جس میں اشرف شریف، اظہر مجوکا، گل نوخیز اختر، ارشد احمد عارف، جنید سلیم، محسن بھٹی، نسیم شاہد، توفیق بٹ، اور یا مقبول جان، سجاد جہانیاں، سجاد میر، سلیم صافی، شاہد اجمل ملک، شاکر حسن شاکر، نصیر احمد ناصر، شوکت اشفاق شریک ہوئے۔ مقررین نے امید ظاہر کی کہ دور جدید کے عہد جدید کے پاکستانی فلم انڈسٹری اپنا کھویا مقام حاصل کرے گی۔ شیما کرمانی اور آمنا مفتی کے مابین روبرو میں پاکستان میں فنون لطیفہ اور پرفارمنگ آرٹ سے متعلق دلچسپ گفتگو ہوئی۔ نامور تجزیہ نگار مجاہد بریلوی نے شیما کرمانی کے ہمراہ حبیب جالب کی انقلابی شاعری "لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے" کے پس منظر پر گفتگو کی اور اس مشہور نظم پر شیما کرمانی نے پرفارم کیا۔

گرینڈ محفل مشاعرہ کی صدارت سید تابش الوری نے کی اور محفل مشاعرہ میں امبرین حسیب امبر، عقیل عباس جعفری، اظہر فراغ، گل نوخیز اختر، منصور آفاق، عباس تابش اور دیگر نامور شاعر شریک ہوئے۔

دریں اثنا اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں جاری بہاول پور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول میں کتب کی نمائش، زرعی اور صنعتی نمائش، دستکاریوں کی نمائش، پھولوں کی نمائش اور فوڈ کورٹ کی رنگینیاں جاری رہیں اور پورا کیمپس میلے کا سماں پیش کرتا رہا۔ علاقائی موسیقی کی شاندار محفل میں وہاب بگٹی، ظہور لوہار، عارف ملغانی، موہن بھگت، شعبان چاچڑ اور دیگر علاقائی اپنے فن کا شاندار مظاہرہ کیا۔ ایمفی تھیٹر میں ہونیوالے تھیٹر پروفارمنس میں ملتان سے آئے ہوئے تھیٹر اور یونیورسٹی کے تھیٹر گروپ نے اپنے فن کا شاندار مظاہرہ کیا۔ بہاولپور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول کے چوتھے روز نامور اینکر جنید سلیم نے مشہور پروگرام 'حسب حال' کے عوام کے حال پر مثبت اثرات کے عنوان پر خصوصی پروگرام منعقد کیا۔ اس موقع پر وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب، کمشنر بہاولپور ڈاکٹر احتشام انور، ڈینز، اساتذہ کرام، سول سوسائٹی اور طلباء و طالبات کثیر تعداد میں موجود تھے۔ حسب حال میں مختلف سماجی مسائل کو ہلکے پھلکے انداز میں بیان کیا گیا۔ واضح رہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں یہ جنید سلیم کا آخری 'حسبِ حال' ثابت ہوا کیونکہ واپسی پر انہوں نے دنیا نیوز سے استعفیٰ دے کر جی این این نیوز کو بطور صدر جوائن کر لیا۔ قبل ازیں حسبِ حال کے موقع پر معروف کامیڈین نواز انجم نے مزاحیہ گفتگو کرتے ہوئے محفل میں رنگ سجا دیا۔ دیگر شرکاء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد رانا، محسن بھٹی، نصیر احمد ناصر، عمران جاوید، انور گریوال، عثمان خٹک، قیصر مجید اور پروفیسر ڈاکٹر منیر اظہر شامل تھے۔ کمشنر بہاولپور ڈاکٹر احتشام انور کی بچوں کے

لیے ماحولیات کی آگاہی سے متعلق کتاب بچوں کی سبز کتاب کی رونمائی منعقد ہوئی۔

اس موقع پر پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم اور پروفیسر ڈاکٹر آصف نوید رانجھا نے کتاب پر تبصرہ پیش کیا۔ بول کے لب آزاد ہیں تیرے کے عنوان پر ڈائریکٹر سنٹر فار میڈیا، سوسائٹی اینڈ ڈیموکریسی / اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسین نے میڈیا کنکلیو منعقد کیا۔ میڈیا کنکلیو میں اوریا مقبول جان، توفیق بٹ، سید ارشاد احمد عارف، گل نوخیز اختر، محسن بھٹی، شاہد اجمل ملک، اشرف شریف، نواز انجم، پروفیسر شاہد نسیم، سجاد جہانیہ، اظہر سلیم مجوکہ، شاکر حسین شاکر، نصیر احمد ناصر اور شوکت اشفاق شریک ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر آفتاب حسین گیلانی نے پروگرام سپورٹس ارینا میں بہاول پور سے تعلق رکھنے والے نامور کرکٹر کامران حسین اور پاکستان ہاکی ٹیم کے کپتان عمر بھٹہ کے ساتھ گفتگو کی۔ کالج آف آرٹ اینڈ ڈیزائن میں نامور آرٹسٹ شیما کرمانی نے پرفارمنگ آرٹ پر خصوصی ورکشاپ منعقد کی۔ پروگرام روبرو میں خلیل الرحمٰن قمر نے اپنی روایتی گفت گو سے سماں باندھ دیا۔ بعد ازاں انہوں نے ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز پروفیسر ڈاکٹر روبینہ بھٹی، ڈاکٹر ثمر فہد، ڈاکٹر بشریٰ صدیق اور دیگر فیکلٹی ممبران کے ہمراہ ایک خصوصی نشست کی اور اپنے خیالات سے محفوظ کیا۔ روبرو کے دوسرے سیشن میں مشہور تجزیہ نگار اوریا مقبول جان نے میزبان و ڈائریکٹر کیئریئر کونسلنگ اینڈ پلیس منٹ سنٹر محمد شاہد افضل درانی کے ساتھ حالات حاضرہ پر تبصرہ پیش کیا۔ شام کو عباسیہ کیمپس میں گلوکار فلک شبیر کے ساتھ محفل موسیقی منعقد ہوئی جس میں ہزاروں کی تعداد میں طلباء و طالبات نے شرکت کی۔ دن بھر کتابوں کی نمائش، زرعی اور صنعتی نمائش، پھولوں کی نمائش، آرٹ کی نمائش، فوڈ کورٹ پر طلباء و طالبات اور شہر سے آئے مہمانوں کا رش رہا۔

بہاولپور کے شہریوں اور طلباء و طالبات نے جشن بہاراں کے سلسلے میں چار روزہ

تقریبات پر وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اسی طرح کمشنر بہاولپور ڈاکٹر احتشام انور اور ڈپٹی کمشنر ظہیر احمد جپہ نے بھی اس میگا ایونٹ کے انعقاد میں رہنمائی اور تعاون فراہم کیا۔ یہ چار روزہ ایونٹ بہاولپور کی قدیم تہذیبی روایات کے آیاں کا باعث بنا ہے اور مسلسل تیسرے سال پہلے سے زیادہ بہتر انداز سے منعقد ہوا ہے۔ قبل ازیں اِس میلے کی میڈیا کوریج مقامی سطح تک رہتی تھی مگر اِس بار وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب اور کمشنر بہاولپور ڈویژن ڈاکٹر احتشام انور نے ڈائریکٹر سنٹر فار میڈیا، سوسائٹی اینڈ ڈیموکریسی ڈاکٹر سجاد حسین کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اِس میلے میں منعقد ہونے والی ہر سرگرمی کو قومی سطح پر اجاگر کریں۔ انہوں نے اپنی ٹیم کے ہمراہ ایک منظم حکمتِ عملی طے کی جس کی بدولت تیسرے بہاولپور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول کی کوریج جیو نیوز، دنیا نیوز، سما نیوز، جی این این، ہم نیوز، پی ٹی وی، روزنامہ جنگ، نوائے وقت، روزنامہ ایکسپریس، خبریں، روزنامہ دنیا، روزنامہ پاکستان، اور دیگر سبھی قومی ٹیلی ویژن چینلز اور اخبارات نے بھرپور کوریج دی۔ بعدازں وائس چانسلر نے ڈاکٹر سجاد حسین کی کاوش کو سراہتے ہوئے انہیں تعریفی شیلڈ سے نوازا۔

بلاشبہ یہ اپنی نوعیت کا واحد ادبی و ثقافتی میلہ تھا جس نے قومی سطح پر پاکستان کا مثبت امیج دنیا بھر کے نقشے پر اُبھارا اور پاکستان کے قومی، ریجنل اور مقامی اداروں کو اِس میلے کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔ عمومی طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ اعلیٰ تعلیمی ادارے محض تدریسی و تحقیقی پہلوؤں پر زور دیتے ہیں مگر وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب نے یہ نیا ویژن دیا کہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے کاندھوں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پاکستان کا مثبت امیج اجاگر کرنے کے لئے کوششیں کریں۔ یوں بہاولپور لٹریری و ثقافتی میلہ نہ صرف

پاکستان بلکہ دنیا بھر سے تعلق رکھنے والے ادبی وثقافتی ستاروں کی نظر کا تارہ بن گیا۔ بلاشبہ یہ میلہ آئندہ چند سالوں میں جنوبی پنجاب کی ایک خاص پہچان بن کر سامنے آئے گا اور سبھی وائس چانسلرز اِس میلے کو اپنی کامیابی گردانیں گے۔

BAHAWALPUR LITERARY & CULTURAL FESTIVAL 2023

THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR
BAHAWALPUR LITERARY & CULTURAL FESTIVAL 2023
FEBRUARY 27 TO MARCH 02, 2023
MEDIA CONCLAVE II

APEX MALL

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

BAHAWALPUR LITERARY & CULTURAL FESTIVAL-2023

THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR
BAHAWALPUR LITERARY & CULTURAL FESTIVAL 2023
FEBRUARY 27 TO MARCH 02, 2023
MEDIA CONCLAVE II

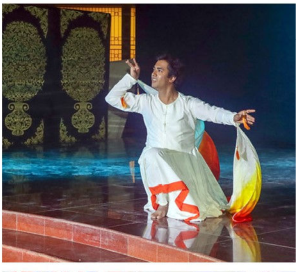

گورنر پنجاب انجینئر بلیغ الرحمان

گورنر پنجاب و چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر محمد بلیغ الرحمن کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اُن کے آباؤ اجداد کی علم دوستی اور حب الوطنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ 'سیٹھ عبید الرحمن لائبریری' برصغیر پاک و ہند کی نامور نجی لائبریریز میں شمار ہوتی ہے۔ گورنر پنجاب کے والدین نے ریاستِ بہاولپور کی بحالی یا صوبائی حالت میں تبدیل کرنے کے حوالے سے گراں قدر خدمات سرانجام دہی ہیں۔ خود گورنر پنجاب بھی اس حوالے سے گاہے بگاہے آواز اُٹھاتے رہتے ہیں۔ حکمران جماعت سے لازوال وفاداری اور قربانیوں کے طفیل جنوبی پنجاب سے جب گورنر پنجاب کا عہدہ سنبھالنے کے لئے قدآور شخصیت کا چناؤ ہونے لگا تو سابق وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے انجینئر بلیغ الرحمن کا نام تجویز کیا۔ اس طرح اُنہوں نے 30 مئی 2022 کو پنجاب کے 39 ویں گورنر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ انجینئر بلیغ الرحمن ایک معتدل شخصیت کے حامل سیاستدان ہیں جنھوں نے جنوبی پنجاب خصوصاً ریاستِ بہاولپور کے باسیوں کی محرومیوں کے ازالے کے لئے ہمیشہ ہر سطح پر آواز اُٹھائی ہے۔ گورنر ہاؤس میں مقیم ایسا سیاستدان جہاں لاکھوں اور کروڑوں پاکستانیوں کی دلجوئی کا سبب بن رہا ہے وہیں گورنر ہاؤس کو ایسا مہمان میسر آیا ہے جو چہرے پہ مسکراہٹ لئے ہر دُکھی دل کی تسلی و دلجوئی کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے۔ وگرنہ گورنر ہاؤس کی تاریخ نے کئی ایسے موڑ دیکھے، کئی ایسے مہمانوں کو دیکھا جنھوں نے خدمتِ خلق کی بجائے ذاتی تشہیر کو وطیرہ

بنائے رکھا۔عوامی دلچسپی کے امور کی بجائے ذاتی مفادات کی سیاست کی۔کہا جاتا ہے کہ گورنر ہاؤس نے ایک ایسا مخدوم مہمان (گورنر) بھی دیکھا جس کے پاس جب کوئی سائل اَرداس لے کرآتا تو وہ سائل کی التجا پوری توجہ سننے کے بعد سائل سے کہتے کہ اُس مسئلے کے حل کے لئے دعا کریں۔کسی محکمہ، کسی افسر یا وزیر کو سفارش کی بجائے وہ سائل کو ہمیشہ دعا پر ہی ٹال دیا کرتے۔ایک بار ایسا ہوا کہ جب سائل اپنے کام کے متعلق گورنر کو بتانے لگا تو مخدوم صاحب نے کہا کہ دعا کریں۔سائل نے جھٹ سے کہا کہ 'گورنر صاحب! دراصل وہ کام ہوگیا ہے'۔جس پر گورنر نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔'کیا وہ کام ہوگیا ہے۔۔۔؟ تو پھر اُنہوں نے تاریخی جملہ بولا 'چلو پھر اُس محکمے کے لئے دعا کریں'۔

مگر یہ صوفی منش سیاستدان ایسا گورنر ہے جو آبائی گھر بہاولپور آئے تو بھی سائلین کے جھُرمٹ میں گم رہتا ہے۔پچھلے دنوں پروفیسر ڈاکٹر بشریٰ صدیق اور ڈاکٹر ثمر فہد کے ہمراہ راقم الحروف نے جب گورنر پنجاب کے گھر کا دورہ کیا تو حسبِ معمول وہ سائلین کے جھمگھٹے میں گھِرے ہوئے تھے۔مہمانوں سے وقت بچا کر وہ بڑی محبت سے پیش آئے۔اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ہونے والے ترقیاتی کاموں پر تسلی کا اظہار کیا۔خصوصی طور پر انہوں نے وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کو سراہا کہ بہت ہی کم وقت میں اُنہوں نے یونیورسٹی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔انجینئر بلیغ الرحمن کا تعلق چونکہ بہاولپور سے ہے اس لئے جنوبی پنجاب اور بہاولپور سے اُنہیں خصوصی لگاؤ ہے۔ حکمران جماعت کے سابقہ دورِحکومت میں جب انہیں وفاقی وزیرِ تعلیم کا منصب دیا گیا تب بھی اُنہوں نے اعلیٰ تعلیم کے لئے قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔بہاولپور سے تعلق ہونے کے سبب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے اُنہیں خاص لگاؤ ہے۔گورنر شپ کا منصب سنبھالنے

کے بعد انہوں نے پہلا دورہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا کیا۔ جہاں مین آڈیٹوریم سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت وطن عزیز کو علم و آگاہی پر مبنی معاشرے میں تبدیل کرنے کے لئے پُرعزم ہے۔ جامعات اعلیٰ تعلیم کے مراکز ہیں جن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمارے طلباء و طالبات کو عالمی چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے تیار کریں۔ اپنے دورے کے دوران انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں فیکلٹی آف کمپیوٹنگ کی نئی عمارت کا افتتاح بھی کیا۔

موسمیاتی تبدیلیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہوں نے موسم برسات کی شجر کاری مہم کے ساتھ ساتھ کالج آف آرٹ اینڈ ڈیزائین میں فن پاروں کی نمائش کا بھی افتتاح کیا۔ اپنے خطاب میں گورنر پنجاب نے طلبہ و طالبات اور اساتذہ کرام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تعلیم کو فروغ دینے والے منصوبوں میں وظائف، فیس معافی سکیم اور لیپ ٹاپ فراہمی کے سابقہ ادوار میں کامیاب پروگرام کو فوری طور پر بحال کر دیا گیا ہے۔ لیپ ٹاپ فراہمی کی سکیم درحقیقت ملک میں تحقیق اور معیاری تعلیم کے دائرہ کار کو بڑھانے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی تک رسائی کی ایک شاندار کوشش ہے۔ یہ بات صد فی صد درست ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اور موجودہ وزیر اعظم پاکستان جنابِ محمد شہباز شریف نے جب پنجاب میں لیپ ٹاپ سکیم کا آغاز کیا تو نوجوانوں نے اس سکیم کو تہہ دل سے خوش آمدید کہا کیونکہ طلبہ و طالبات کو تفریح کے ساتھ ساتھ حصولِ علم کے لئے جدید ذریعہ میسر آ گیا تھا۔ لیپ ٹاپ سکیم کے دوررس نتائج برآمد ہوئے۔ منقطع سکیم کو دوبارہ بحال کرتے ہوئے انجینئر بلیغ الرحمن نے کہا کہ طلباء وطلبات اپنی تعلیمی سرگرمیوں کو انفرادی، علاقائی اور قومی مسائل کے جوابات تلاش کرنے میں تبدیل کریں۔ جس طرح قوم اُن کی تعلیم کے لئے قربانیاں دے رہی ہے وہ

بھی اجتماعی ترقی اور خوشحالی میں اپنا بھر پور حصہ ڈالیں۔ اساتذہ کرام جدید ترین نصاب اور ٹیکنالوجی سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے علم پر مبنی معیشت کو فروغ دینے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ بہاول پور اور چولستان کی سرزمین خواجہ غلام فرید کی انسان دوستی اور محبت سے معمور ہے۔

بہاول پور، علم اور تہذیب کا ہمیشہ سے مرکز رہا ہے۔ بہاولپور کے تعلیمی اداروں نے قومی اور بین الاقوامی شناخت قائم کی ہے۔ گورنر نے یونیورسٹی کی حالیہ کامیابیاں، ہزاروں کی تعداد میں داخلوں کی فراہمی، نئی فیکلٹیز اور تدریسی شعبہ جات کی تعداد میں غیر معمولی اضافے، مارکیٹ کی ضروریات سے ہم آہنگ پروگراموں کے آغاز، عالمی درجہ بندی میں نمایاں پیش رفت، ترقیاتی سرگرمیوں، نئے کیمپس خصوصاً حاصل پور کیمپس کے قیام اور زرعی تحقیق کے فروغ پر وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو مبارکباد دی۔ اس موقع پر وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں گورنر کی آمد پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یونیورسٹی کی تمام کامیابیاں اساتذہ اور ملازمین کی محنت اور حکومت کی مدد سے ممکن ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ صحرائے چولستان کے 60 لاکھ ایکڑ رقبے کو قابل کاشت بنانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے بارشوں میں اضافے کے نظام کو بروئے کار لانے کے لئے گونر پنجاب محمد بلیغ الرحمن اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب حمزہ شہباز کی مکمل تائید وحمایت بہت ہی حوصلہ افزاء ہے۔ اس وقت یونیورسٹی میں حکومتی گرانٹ، پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ اور اپنے ذرائع سے 12 ارب روپے کے ترقیاتی منصوبوں پر کام کر رہی ہے۔ قبل ازیں فیکلٹی آف کمپیوٹنگ کے افتتاح کے موقع پر وائس چانسلر نے بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ 374.6 ملین روپے کی لاگت کا یہ منصوبہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کے فروغ میں کلیدی

کردار ادا کریگا۔اس منصوبے کے تحت 38 نئے کلاس رومز اور 40 لیبارٹریز اور دفاتر قائم ہوں گے۔ گورنر پنجاب نے اپنے دورے کے دوران کالج آف نرسنگ، فیکلٹی آف مینجمنٹ سائنس، ایمفی تھیٹر اور یونیورسٹی سولر پارک کا بھی دورہ کیا۔گورنر نے مرکزی آڈیٹوریم میں طلباء وطالبات کی سوسائٹیز کی تقریب حلف برداری میں بھی شرکت کی اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے 9 طلباء وطالبات میں رول آف آنر تقسیم کئے۔

گورنر پنجاب محمد بلیغ الرحمن نے کہا ہے کہ ماحولیات کے تحفظ اور بقاء کے لیے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی طرف سے کی جانے والی کوششیں قابلِ تعریف ہیں۔اس سلسلے میں 57 جامعات کے اشتراک سے ماحول کے تحفظ اور بقاء کے لیے قائم ہونے والا کنسورشیم خوش آئند ہے۔انہوں نے کہا کہ چولستان میں مصنوعی بارش کے ذریعے ذرعی آبادکاری کے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے منصوبے میں حکومتِ پنجاب خصوصی دلچسپی لے رہی ہے۔اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں طلباء سوسائٹیز کا قیام احسن اقدام ہے۔ان طلباء سوسائٹیز سے طلباء وطالبات کی کردارسازی کے ساتھ ساتھ ان کی قائدانہ صلاحیتیں بھی اجاگر ہوں گی۔گورنر پنجاب محمد بلیغ الرحمان نے مزید کہا کہ یونیورسٹی میں ہونے والی تدریسی، تحقیقی وترقیاتی سرگرمیاں اور طلباء و ملازمین کی فلاح و بہبود کے لیے کئے جانے والے اقدامات انتہائی خوش آئند ہیں۔ملاقات میں پرووائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر نوید اختر، رجسٹرار پروفیسر ڈاکٹر معظم جمیل، صنعت کار و سیاسی رہنما ڈاکٹر رانا محمد طارق اور چیف آف سٹاف میاں شاہد اقبال شامل تھے۔گورنر پنجاب نے وائس چانسلر کے ہمراہ بغداد الجدید کیمپس کا تفصیلی دورہ کیا۔انہوں نے کالج آف آرٹ اینڈ ڈیزائن کی نئی عمارت کی طرزِ تعمیر کی تعریف کی اور آرٹ اور فنون لطیفہ کے فروغ پر زور دیا۔فیکلٹی آف مینجمنٹ سائنسز کی نئی عمارت گورنر

پنجاب محمد بلیغ الرحمن کے سابقہ دورِ وزارت میں خصوصی ترقیاتی پیکج کے نتیجے میں تعمیر ہوئی۔گورنر نے فیکلٹی میں تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ایمفی تھیٹر کا بھی دورہ کیا۔کالج آف نرسنگ کے دورہ کے موقع پر گورنر پنجاب نے جامعات میں اپنی نوعیت کے پہلے نرسنگ کالج کے اجراء پر اظہارِمسرت کیااور فیکلٹی وطلبا ؤ طالبات سے تدریسی سرگرمیوں اور عملی تربیت سے متعلق تفصیلی گفتگو کی اوراس موقع پر انٹر یونیورسٹی کنسورشیم برائے موسمیاتی تبدیلی ویب پورٹل کا بھی افتتاح کیا۔گورنر پنجاب اپنے دورے کے دوران یونیورسٹی ہیلتھ سینٹر بھی گئے جہاں انہیں ہیپا ٹائٹس فری کیمپس مہم سے متعلق بریفنگ دی گئی۔بعدازاں انہوں نے مرکزی آڈیٹوریم میں اساتذہ اورطلباء کے بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔اس موقع پرطلباءسوسائٹیز کے 400ارکان سے حلف لیااورسال 2021میں بہترین کارکردگی کامظاہرہ کرنے والے 09طلبا ؤطالبات کورول آف آنرایوارڈ سےنوازا۔

Competitive Exams Center
The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

amia University of Bahawalpur
edagogical Training Centre
Department of Education
Inaugurated by
able Engr. Muhammad Baligh ur Rehman
overnor of the Punjab & Chancellor, IUB
on
Sunday 16th October 2022
Engr. Prof. Dr. Athar Mahboob (TI)
Vice Chancellor

THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR
CLOSING CEREMONY
OF PEDAGOGICAL TRAINING
FOR FACULTY MEMBERS

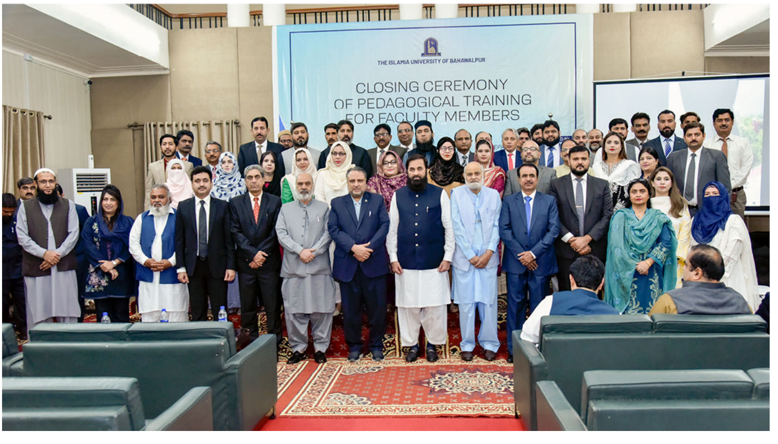
THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR
CLOSING CEREMONY
OF PEDAGOGICAL TRAINING

WORLD SOIL DAY
5th December 2022
Department of Soil Science, Faculty of Agriculture & Environment
THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR, PAKISTAN

The Islamia University of Bahawalpur
Competitive Exams Centre
Inaugurated by
Honourable Engr. Muhammad Baligh ur Rehman
Governor of the Punjab & Chancellor IUB
on
05th December 2022
Prof. Dr. Athar Mahboob (T.I.)
Dr. Ehtasham Anwar

Provincial League(Men)

Prime Minister's
Youth Programme

غربت سے خوشحالی کا سفر: مخلوط کاشت کاری

سرمایہ داروں کی اجارہ داری کے سبب دنیا میں غربت بڑھ رہی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک نے اس انداز سے پیداواری نظام کو ترتیب دیا ہے کہ کارل مارکس کا نظریہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی درست معلوم ہوتا ہے۔ امیروں کی تجوریوں میں دولت کے انبار بڑھتے جا رہے ہیں جبکہ غریب کا چولہا بجھنا شروع ہو گیا ہے۔ صفِ اول کے ممالک نے جہاں خود کو ہر طرح کے سہولیات سے آراستہ کرلیا ہے وہیں دنیا کے وسائل پر بھی مکمل قبضہ جمالیا ہے۔ اِس حوالے سے یورپ نے کمال منافقانہ طرزِ عمل اپنایا ہے۔ یورپی میڈیا کے مطابق یورپ کے مسائل دنیا کے مسائل ہیں جبکہ یورپ کے وسائل صرف یورپ کے وسائل ہیں۔ یورپی ممالک کی پالیسیوں کے نتیجے میں ترقی پذیر ممالک میں پیداوار کی شرح میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے۔ دوسری جانب آبادی میں ہوش ربا اضافہ ہوا جس کے سبب طلب اور رسد کا نظام تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کو خوراک مہیا کرنے کے لئے دنیا کے کئی ممالک نے مخلوط فصلوں کی کاشت کا طریقہ اپنایا ہے۔ چین چونکہ ہمارا دوست ہمسایہ ملک ہے اس لئے چین کی مثال زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے۔ چین نے بڑھتی ہوئی بے روزگاری، مہنگائی اور بھوک کے پیش نظر فصلوں کی مخلوط کاشت پر جنگی بنیادوں پر کام جاری کر دیا ہے۔ چین نے حال ہی میں ایگرو فاریسٹری کی ٹیکنالوجی کو متعارف کرا کے پھلوں کی پیداوار کو بڑھا لیا ہے۔ چین کے جنوب مغربی صوبے نے سیب لگا کر اپنے آٹھ کروڑ لوگوں کی بے روزگاری ختم کر دی ہے اور لوگ غربت سے خوشحالی کی طرف لوٹ آئے

ہیں۔چین کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم بھی اس ٹیکنالوجی کو وسیع پیمانے استعمال کریں اور اپنی فصلوں اور پھل دار پودوں کو ایک ساتھ کاشت کر سکیں؟ ہم ہمارے پھلوں کے درختوں کا حجم ایک خاص حد تک قائم رکھیں تا کہ ان کا سایہ ایک خاص حد تک برقرار رہے اور ان کے ساتھ ساتھ دیگر فصلیں اُگائی جا سکیں۔اس مخلوط طریقہِ پیداوار سے پھلوں کی اور فصلوں کی پیداوار کم نہیں ہوگی۔ابتدائی طور پر پاکستان میں اس پر کام شروع ہوگیا ہے۔فی پودے سے چالیس سے پچاس کلوگرام پھل لیے جا سکیں گے۔فصلوں اور پھلوں کو ایک ساتھ کاشت کیا جائے گا اور ایسا طریقہ اپنایا جا رہا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو معاونت فراہم کریں گے۔

آج سے بیس تیس سال قبل جاگیردار اور ہمارے کسان دیہی علاقوں میں صرف ایک فصل کاشت کیا کرتے تھے۔مثلاً انہوں نے جس زمین میں آم لگائے ہوتے اور ساتھ گندم بھی اُگا رہے ہوتے تھے تو محض چند ہی سالوں میں آموں کے پودوں کا پھیلاؤ اس قدر ہوجایا کرتا تھا کہ گندم کی فصل کی کاشت ناممکن ہوجایا کرتی تھی۔کیونکہ ہر پودے نے زمین کو ڈھک دیا ہوتا تھا۔وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ذاتی دلچسپی کے پیشِ نظر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور گزشتہ چند سالوں سے مخلوط فصلوں کی کاشت پر کام کر رہی ہے تا کہ زمین کے اندر لگائے جانے والے پھل دار پودے دیگر فصلوں کو معاونت فراہم کریں اور ایک ہی کھیت سے کئی طرح کی اجناس اُگائی جا سکیں۔ایک اندازے کے مطابق اس وقت پورے ملک میں 406 ارب روپے مالیت کی سویابین دوسرے ملکوں سے منگوائی جارہی ہے۔ہمارے ملک میں سویابین کی کاشت مکمل طور پر ناکام ہوچکی ہے۔اس کمی کو دیکھتے ہوئے اسلامیہ یونیورسٹی نے سیچو آن ایگری کلچرل یونیورسٹی کے ساتھ مل کر ایک نئ

ٹیکنالوجی پر کام شروع کر دیا ہے۔مخلوط فصلوں کی پیداوار کو بڑھانے اور نئ ٹیکنالوجی کو متعارف کرانے میں ڈاکٹرعلی رضانے بڑی جانفشانی سے کام کیا ہے۔ڈاکٹرعلی رضا کا بنیادی تعلق بہاولپور سے ہے۔ والدمحمد یسینٰ پاکستان فضائیہ میں تھے،اس لئے ڈاکٹرعلی رضا کو کراچی،کوئٹہ،پشاور،راولپنڈی کے کئی سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے اور کئی علاقوں کے کلچرکو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔بارانی یونیورسٹی راولپنڈی سے 2011 میں گریجوایشن اوراسی جامعہ سے 2013 میں ایم فل کیا۔ اُسی سال وزراتِ خوراک میں بطور پرچیز انسپیکشن آفیسرتعینات ہوئے،2016 میں پی ایچ ڈی کرنے چین چلے گئے۔

سچوآن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی اور پوسٹ ڈاکٹریٹ 2021 میں مکمل کی۔ڈاکٹر علی رضا اپنی یونیوسٹی کے پہلے سکالر تھے جنہیں دو بار بہترین طالب علم اور ایک بار بہترین محقق کا انعام ملا۔ جبکہ دورانِ تدریس انہیں پچھتر لاکھ روپے کا انعام ملا۔اس وقت انٹرکراپنگ (مخلوط فصلوں) کے شعبہ میں ان کا ایمپیکٹ فیکٹر 381 ہے۔ان کے تمام تحقیقی مقالہ جات میں جو پہلا مصنف (آتھر) ہے اس کا ایمپیکٹ فیکٹر 177 ہے۔دورانِ گفت گو کہنے لگے کہ جب اُن کی پی ایچ ڈی ختم ہوئی تو انہیں امریکہ سے ملازمت کی آفر ہوئی۔ امریکہ اس حوالے سے کمال ملک ہے۔روس کوشکست دینے کا راز امریکہ کی اسی پالیسی میں پنہاں ہے۔امریکہ نے جب دیکھا کہ وہ روس کو کسی بھی میدان میں شکست دینے سے قاصر ہے تو امریکہ نے ایک ایسی پالیسی متعارف کرائی کہ دنیا بھر سے اپنے اپنے شعبہ میں نمایاں شخصیات کو سکالرشپ، بھاری تنخواہوں اورمراعات دے کر اپنی طرف بلالیا۔ڈاکٹرعلی رضا شاید ان چیزوں سے بالاتر ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے امریکہ کی ملازمت کوٹھکراتے ہوئے پاکستان کا رخ کیا جہاں ان کے لئے وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے

جامعہ کے دروازے کھول دیے۔صرف اتنا ہی نہیں امریکہ کے ساتھ ساتھ انہیں سعودی عرب، چین، سویڈن سے بھی ملازمت کی آفر ہوئی مگر ڈاکٹر علی نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں مخلوط فصلوں کی پیداوار میں ترقیاتی ماڈل کو متعارف کرانا اور اسے کامیابی سے چلانا اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔سابق وزیر اعظم پاکستان اور چیئرمین پاکستان تحریکِ انصاف نے جب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا دورہ کیا تو انہوں نے ڈاکٹر علی رضا کی لگن اور کام کو دیکھتے ہوئے انہیں تعریفی شیلڈ دی۔ساتھ ہی اپنی تقریر میں کہا کہ ''نوجوان علی جو چین سے پاکستان پی ایچ ڈی کر کے آیا ہے یہ ہے پاکستان کا مستقبل''۔

وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے 2021 میں نیشنل ریسرچ سنٹر آف انٹر کراپنگ میں قائم کیا۔ یہ بنیادی طور پر وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کا آئیڈیا تھا۔اُن کے مطابق جنوبی پنجاب زرعی فصلوں کے حوالے سے جانا جاتا ہے جہاں آم، انار، مالٹے، سنگترے اور دیگر پھل دار درختوں کے باغات اُگانے کے ساتھ ساتھ کسان کئی طرح کی اجناس بھی کاشت کرتے ہیں۔مگر ایک وقت میں ایک فصل اُگانے کی وجہ سے بڑھتی ہوئی آبادی کی خوراک کی طلب کو پورا نہیں کیا جارہا۔ طلب بڑھتی جارہی ہے جبکہ رسد میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ یوں انہوں نے ڈاکٹر علی رضا کو اس سنٹر کو چلانے کا ٹاسک سونپ دیا۔ یہ پاکستان میں پہلا سنٹر ہے جو محض انٹر کراپنگ ٹیکنالوجی کے لئے بنایا گیا ہے تاکہ کم سے کم زمین، کم کھاد، کم سپرے سے زیادہ فصل کی مقدار اُگائی جاسکے۔چین پاکستان اکنامک کوریڈور (CPEC) میں چینی قونصل خانے کی جانب سے اس سنٹر کے پروجیکٹ کو شامل کیا گیا ہے جو اسلامیہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت اور جامعہ کے لئے ایک اعزاز

ہے۔اس سنٹر نے پہلی بار انٹر کراپنگ سپیسفک پلانٹر بنایا ہے جو ایک ہی وقت میں دو یا دو سے زیادہ فصلیں کاشت کرسکتا ہے۔

ڈاکٹر علی رضا کہنے لگے کہ اس کے بعد ہم نے مکئی، سویابین کی مختلف اقسام اور رایا (سرسوں) اس کی انٹر کراپنگ سپیسفک کے لئے چین کی مختلف جامعات کے ساتھ معاہدے کیے ہیں۔ ہمارے سنٹر نے تاحال پانچ ریسرچ فنڈنگ جیتی ہیں اور پانچوں کی کل مالیت چودہ کروڑ ہے۔اس سنٹر کی فنڈنگ کے لئے یونیورسٹی کا تاحال ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ کہنے لگے کہ اس وقت 38 کروڑ اور سوا ارب کا پروجیکٹ وفاقی حکومت کے پاس منظوری کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ ہمارے سنٹر کی وجہ سے چین کی سچوآن ایگری کلچر یونیورسٹی اب تک 45 بچوں کو بیس کروڑ روپے کے سکالرشپ دے چکی ہے۔اس سنٹر میں کل تیرہ افراد کو میرٹ پر ملازمتیں دی جاچکی ہیں۔اس وقت پاکستان میں کل 81 ملین ایکڑ رقبے پر فصلیں کاشت کی جارہی ہیں۔ یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ ہمارا چولستان اکیلا دنیا کے کئی ممالک سے بڑا ہے۔ جس کی زمین 66لاکھ ایکڑ ہے۔وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور چولستان کی آباد کاری کے لئے کام کررہے ہیں۔رواں سال بارشوں کے نہ ہونے سے چولستان نے ایک بار پھر بدترین قحط کو برداشت کیا ہے۔مویشیوں کے ساتھ ساتھ انسانی آبادی کو کافی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وائس چانسلر نے پاکستان آرمی اور دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر مصنوعی بارش کے پروجیکٹ پر کام شروع کردیا ہے۔اگر یہ منصوبہ صحیح معنوں میں چل پڑا تو مصنوعی بارشیں چولستان میں ایک بار پھر ہریالی لائیں گی۔ ان بارشوں کی وجہ سے ایک طرف تو گرم ومرطوب موسم کا درجہ حرارت کم ہوگا، بارشیں بڑھ جائیں گی تو آلودگی میں کمی آئے گی، فضاء صاف ہوجائے گی، فصلوں کی پیداوار میں اضافہ ہوجائے گا،مویشیوں کی

افزائش نسل میں بہتری آئے گی، زمنی پانی اوپر آئے گا۔ اگر یہ علاقہ آباد ہوتا ہے تو پانچ لاکھ نئی ملازمتیں پیدا ہونگی، گندم کی درآمدات ختم ہوجائیں گی، کپاس کی درآمدات میں تیرہ فیصد کمی، تیل والی فصلوں میں سات فیصد کمی واقع ہوگئی جبکہ بائیوڈائیورسٹی بہت زیادہ بڑھے گی، پاکستان کی معیشت میں چھ سے سات ارب ڈالر کا اضافہ ہوگا۔

حیران کن طور پر یہ آئی ایم ایف سے ملنے والی امداد سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اگر صحیح معنوں میں ڈاکٹر علی رضا کے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وفاقی اور صوبائی حکومتیں معاونت کرتی ہیں تو پاکستان کی زراعت میں انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔ مثلاً کسان کو ایک ایکڑ سے 85 سے 90 من مکئی اور سات سے بارہ من سویابین کی پیداوار آرہی ہے۔ سویابین کا ایک من اس وقت نو ہزار میں بک رہا ہے۔ جب کسان اسلامیہ یونیورسٹی کی انٹر کراپنگ ٹیکنالوجی استعمال کرے گا تو اسے بیس سے پچیس ہزار فی ایکڑ اضافی نفع ہوگا۔ جس زمین میں سویابین کاشت ہوتی ہے یہ اُس زمین کے اندر زرخیزی بڑھادیتی ہے۔ سویابین زمین میں نائٹروجن کی مقدار کو بڑھاتی ہے کیونکہ سویابین کی جڑیں مٹی میں ایک خاص قسم کا تیزاب چھوڑتی ہیں اور وہ تیزاب زمین میں فاسفورس کی موجودگی کو بڑھادیتا ہے۔ سویابین کی کاشت زمین کو نرم کرتی ہے۔ ڈاکٹر علی رضا کہنے لگے کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی کی نگرانی میں جب ہم نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس وقت پورے ملک میں 35 لاکھ ایکڑ پر صرف مکئی کی فصل کاشت ہوتی ہے۔ اگر وفاقی اور صوبائی حکومت ساتھ دے اور فنڈ زفراہم کرے تو اسلامیہ یونیورسٹی میں سائنسدانوں کی ٹیم اس پروجیکٹ کو لے کر مکئی اور سویابین کی فصلیں کاشت کرسکتی ہے۔

اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ ہمارے ملک میں سویابین کی پیداوار شروع

ہو جائے گی اور ہمارا سالانہ 406 ارب روپیہ بچ جائے گا جبکہ ساتھ ہی ساتھ 100 ارب روپے کا مزید اضافہ ہوگا۔ موسمِ بہار میں مکئی سویابین کی مخلوط کاشت کامیابی سے کیا جاسکتی ہے۔ موسمِ خزاں میں سویابین کی فصل کو کاشت کرنے کے لئے موزوں ماحول کی فراہمی پر کام ہورہا ہے۔ اس تناظر میں سائنسدان تحقیق کررہے ہیں۔ حیران کن طور پر مخلوط فصلوں کی کاشت کے منصوبہ کی تفصیلی بریفنگ اب تک گورنر پنجاب، وزیر خزانہ پنجاب، وزیر ہائر ایجوکیشن کمیشن پنجاب، وزیر اطلات پنجاب، آئی جی پنجاب، کور کمانڈر بہاولپور، جی او سی، سیکرٹری ایگری کلچر پنجاب، سیکرٹری ماحولیات، سیکرٹری ہائیر ایجوکیشن اور حتی کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری جنوبی پنجاب کو دی جا چکی ہیں اور سبھی لوگ اس منصوبہ سے کلی طور پر متفق ہوئے ہیں کہ یہ ایک زبردست منصوبہ ہے جس کے دور رس اثرات مرتب ہونگے۔ خاص طور پر پاکستان کی معاشی حالت بہتر ہوگی۔ ڈاکٹر علی رضا کی گفت گو کو سننے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ ہمارے ملک میں ہر شعبہ میں ٹیلنٹ موجود ہے۔ ہم اپنی زندگیاں ہی نہیں بلکہ ملک کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ ہم غربت سے خوشحالی کا سفر صدیاں نہیں سالوں اور مہینوں میں طے کر سکتے ہیں۔ ہم ترقی پذیر ملک کی فہرست سے نکل کر ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہمارے اندر صلاحیت موجود ہے۔ ڈاکٹر علی رضا کی یہ بات صدفی صد درست ہے کہ اگر یہ ملک اپنے بیٹوں کی عزت نہیں کرے گا تو یہ ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ اور اس ملک کے اصل بیٹے ڈاکٹر علی رضا جیسے ہی ہیں جو محنت میں عظمت کے متلاشی ہیں جن کی رگوں میں پاکستان کی ترقی کا خواب انگڑائیاں لے رہا ہے۔ ہمیں صرف اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایسے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔

جامعات کی ترقی کا بہترین ماڈل

اوشو کی شخصیت اگرچہ اہلِ حل وعقد کے نزدیک کئی حوالوں سے متنازعہ رہی ہے مگر کچھ معاملات پر اوشو کی رائے ہم عصر مشاہرین سے توانا محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً اوشو استاد کے متعلق کہتا ہے کہ اُسے معاشرے کا منفرد فرد ہونا چاہیئے۔ استاد کو روایتی طور طریقوں سے بالا تر ہونا چاہیئے، استاد کی ذات سراپا علم ہو، استاد کو باغی ہونا چاہیئے، وہ سال ہا سال سے جاری و ساری نظریات سے ہٹ کر تعلیم دے، طلبہ و طالبات کو سوچنا سِکھائے، نئے زاویوں سے دیکھنے کے لئے استاد کی ذات معاشرے کے باقی پیشہ جات سے وابستہ افراد سے مختلف ہونی چاہیئے۔ نئی سوچ کی تعلیم دینے والا یقینی طور پر نئے زاویوں سے آگاہی رکھتا ہوگا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین کی ذات اوشو کی استاد کے متعلق بیان کردہ خصوصیات کے عین مطابق ہے جو ایک درسگاہ سے کم نہیں۔ ابنِ خلدون کی محبت میں گرفتار پروفیسر ڈاکٹر نظام الدین ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت ہیں جنہیں پاکستان میں ادارے بنانے والا کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ وہ چوبیس سال تک اقوامِ متحدہ کے مختلف اداروں سے وابستہ رہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں خدمات سرانجام دیں۔ اقوامِ متحدہ میں کام کرنے کے بعد وطن کی محبت اِنہیں امریکہ سے واپس پاکستان کھینچ لائی۔ ابتدائی مرحلے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین برصغیر کی پہچان پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ سوشیالوجی سے وابستہ ہوئے۔ پی ایچ ڈی پروگرام کے اجراء پر کام شروع کردیا۔ اسی اثناء میں انہیں وزیراعلیٰ پنجاب نے یونیورسٹی آف گجرات کے پروجیکٹ کے لئے منتخب کیا اور انہیں بطور وائس چانسلر یونیورسٹی آف گجرات کو آغاز سے

کامیابی تک پہنچانے کا فریضہ سونپا گیا۔ بانی نوائے وقت جنابِ حمید نظامی کے چھوٹے بھائی اور روزنامہ 'نوائے وقت' کے سدا بہار ایڈیٹر اِن چیف جنابِ مجید نظامی کہا کرتے تھے کہ 'چلتی ہوئی ٹرین پر بیٹھنا بہت آسان ہوتا ہے، مگر نئے سرے سے ٹرین بنا کر اُس پر سوار ہونا بہت مشکل ہوتا ہے'۔ پروفیسر محمد نظام الدین کو نئی 'ٹرین' بنانا تھی جو جان جوکھوں کا کام تھا مگر انہوں نے محض چار سالوں میں یہ کام کر دکھایا۔ موجودہ وزیراعظم پاکستان جنابِ شہباز شریف تب وزیراعلیٰ پنجاب تھے انہوں نے کچھ وزرا اور سیکرٹریز سے رائے لینے کے بعد پروفیسر نظام الدین کو یونیورسٹی آف گجرات میں دوسرا ٹینور بھی دے دیا اور ساتھ ہی گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیالکوٹ کو یونیورسٹی میں تبدیل کرنے کا فریضہ بھی سونپ دیا۔

جو انہوں نے بخوبی سرانجام دیا۔ یوں محض آٹھ سالوں کے اندر پروفیسر نظام الدین نے دو جامعات قائم کر دیں جنہیں دنیا میں بلند مرتبہ حاصل ہے۔اس دوران اٹھارویں آئینی ترمیم منظور ہوگئی اور کافی اختیارات مرکز نے صوبوں کو سونپ دیے جس سے صوبائی خودمختاری کو عروج ملا۔ اس ترمیم میں ایک شق اعلیٰ تعلیم کے متعلق بھی تھی جس کے تحت صوبوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ صوبائی سطح پر ہائر ایجوکیشن کمیشن قائم کریں تا کہ سرکاری و غیر سرکاری جامعات کی منظم انداز میں رہنمائی کی جاسکے۔ آئینی ترمیم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محمد شہباز شریف نے پروفیسر نظام الدین کو پہلا چیئرمین تعینات کر دیا اور ساتھ ہی پنجاب کا ہائر ایجوکیشن کمیشن قائم کرنے کا فریضہ بھی سونپ دیا، پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پروفیسر نظام الدین نے چند ہی سالوں میں پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن قائم کر دیا۔ بطور چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن وہ پنجاب کی سطح پر وائس چانسلر سرچ کمیٹی

کے ممبر بھی تھے۔اس دوران انہوں نے کئی جواں سال پروفیسرز کو وائس چانسلر تعینات کیا، بعدازاں وہ کچھ عرصہ کے لئے پرو ریکٹر یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب تعینات ہوئے، اب وہ سپر یئر یونیورسٹی لاہور میں بطور پرو ریکٹر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ساتھ ہی انہوں نے ابنِ خلدون سے محبت کے طفیل ملتان روڈ لاہور نزد ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں ِکٹاس کالج کی داغ بیل ڈالی ہے۔ ِکٹاس دراصل خلدونیہ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اینڈ اپلائیڈ سائنسز کا مخفف ہے۔ ِکٹاس کالج 'نظام ٹرسٹ' کے تحت قائم کیا گیا ہے۔

پروفیسر محمد نظام الدین نے گزشتہ ماہ لاہور کے جید صحافیوں سے گفت گو کرتے ہوئے کہا کہ یہ شاید اُن کی زندگی کا آخری پروجیکٹ ہوگا جو انہوں نے جذبہ خدمتِ انسانی کے تحت کمیونٹی سروس کے لئے شروع کیا ہے۔ ِکٹاس کالج میں ابتدائی مرحلے میں بی ایس کمپیوٹر سائنس، بی ایس انگلش لنگوئیسٹک، بی ایس اپلائیڈ سائیکالوجی، بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن، ڈاکٹر آف فارمیسی اور ڈاکٹر آف فزیکل تھراپی جیسے پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔جلد میڈیا سائنسز سمیت دیگر پروگرامز کا اجراء بھی کیا جائے گا، پروفیسر ڈاکٹر نظام الدین ہمہ جہت شخصیت ہیں، یوں تو اُن کے حلقۂ ارادت میں کئی نامور شخصیات شامل ہیں مگر پروفیسر محمد نظام الدین نے خاکسار کو بھی دِل میں خاص جگہ عنایت کی ہے۔اکیس مارچ 2022 کو وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی دعوت پر بطور مہمانِ خصوصی پروفیسر ڈاکٹر نظام الدین بہاولپور تشریف لائے۔ایک روزہ دورے کے دوران انہیں جامعہ اسلامیہ میں جاری ترقیاتی منصوبوں پر بریفنگ دی گئی۔وائس چانسلر نے بہ نفسِ نفیس انہیں ہاکڑہ آرٹ گیلری، نیشنل کالج آف آرٹس، فیکلٹی آف منیجمنٹ سائنسز، ایمفی تھیٹر، سولر پارک، نرسنگ کالج، تابش الوری بلڈنگ، اور وائس چانسلر سیکرٹریٹ

کا دورہ کرایا اور جاری ترقیاتی منصوبوں بارے آگاہی فراہم کی۔ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب چونکہ خود پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین کے دل میں خاص مقام رکھتے ہیں اس لئے نظام صاحب کے لئے عقیدت، محبت اور احترام دیدنی تھا۔ اس دوران پروفیسر نظام الدین نے خصوصی سیمینار سے خطاب کیا۔

اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے انہوں نے طلبہ و طالبات سے مخاطب ہوتے ہوئے اُنہیں مبارکباد پیش کی کہ اُنہیں خود پر فخر ہونا چاہئے کہ وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جیسی یونیورسٹی اور پروفیسر اطہر محبوب جیسی ولولہ انگیز قیادت میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ہر شعبہ میں تیز رفتار ترقی قابل داد ہے۔ محض چار سال کے مختصر ترین عرصہ میں ہر شعبہ کی کارکردگی میں نمایاں اضافہ، معیاری تعلیم کی فراہمی یقینی طور پر قابلِ تقلید مثالیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ 2008 سے لے کر 2022 کے درمیان وہ تین سے چار بار اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور آئے ہیں مگر جاری ترقیاتی کاموں، معیاری تعلیم، اور جدید انفراسٹرکچر میں انقلابی اقدامات کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑے گا کہ وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب نے تعلیمی انقلاب برپا کر دیا ہے جس پر وائس چانسلر، اساتذہ، طلبہ اور انتظامیہ بلکہ خود یونیورسٹی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی جامعہ کی تعمیر و ترقی کو دیکھنے کے لئے وہاں کے طلبہ اور اساتذہ کو دیکھا جاتا ہے۔ پروفیسر اطہر محبوب نے دونوں سیکٹر پر خاص توجہ دی ہے۔ جہاں طلبہ و طالبات کی تعداد میں اضافہ کیا ہے وہیں معیاری تعلیم کی فراہمی کے لئے اساتذہ کی تعداد میں بھی اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آبادی کے لحاظ سے پاکستان دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے اور جلد یہ چوتھی پوزیشن پر آجائے گا۔ پاکستان ایک نیوکلیئر پاور بھی ہے لیکن اس ملک میں صرف 215 سرکاری و غیر

سرکاری جامعات ہیں۔ پروفیسر محمد نظام الدین نے کہا کہ دنیا بھر کے مما لک کا موازنہ کیا جائے تو نوجوانوں کی تعداد پاکستان میں سب سے زیادہ ہے جو کہ ہماری اصل طاقت بھی ہے، لیکن ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو آگے بڑھنے کے لئے کیا مواقع فراہم کررہے ہیں۔

مثلاً پاکستان میں کل بارہ فیصد افراد کو کالج کی تعلیم تک رسائی حاصل ہے۔ بھارت میں 29، ترکی میں 39 جبکہ ملائشیاء میں 59 فیصد نوجوان نسل کو کالج تک رسائی حاصل ہے، ہمارے 26 سے 28 ملین بچوں کو سکول کی سطح تک تعلیم میسر نہیں، ایک بڑی وجہ بچوں کو ذرائع آمدورفت کا میسر نہ ہونا ہے۔ یہی مسئلہ انہیں یونیورسٹی آف گجرات میں پیش آیا تو انہوں نے جنگی بنیادوں پر بسوں کا انتظام کیا جس کی بدولت خواتین کی بڑی تعداد نے داخلہ لیا۔ یہی کام پروفیسر اطہر محبوب نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں کیا ہے۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ ستر کلومیٹر ریڈیس میں طلبہ و طالبات کو بسوں کی سہولت میسر ہے۔ ایک طالب علم کو سفری سہولت سے مستفید ہونے کے لئے محض چھ سے آٹھ ہزار روپے دینا ہوتے ہیں جبکہ ستر کلومیٹر کا خرچ کا تخمینہ لگایا جائے تو فی طالب علم شاید اٹھائیس سے تیس ہزار میں پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ آئینِ پاکستان کی روح سے ہر شہری کو معیاری تعلیم فراہم کرنا ریاست کے فرائض میں شامل ہے مگر متعلقہ سہولیات کی کمی کے سبب لاکھوں کی تعداد میں طلبہ و طالبات تعلیم کے حق سے محروم ہیں۔ سکول چھوڑنے کے حوالے سے پاکستان سرِ فہرست ہے کیونکہ تعلیمی اخراجات کے ساتھ ساتھ بچوں کو دیگر سہولتیں میسر نہیں ہوتیں۔ پروفیسر ڈاکٹر نظام الدین نے کہا کہ پروفیسر اطہر محبوب نے اسلامیہ سکول سسٹم کا اجراء کر کے بچوں کو سکول کی سطح پر معیاری تعلیم فراہم کرنے کا فریضہ بھی بخوبی نبھایا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کون سے

نئے طریقے اپنائے جائیں تا کہ سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر اُن بچوں کو تعلیم فراہم کی جا سکے جو کسی بھی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ مثلاً علامہ اقبال یونیورسٹی اور ورچوئل یونیورسٹی دونوں جامعات فاصلاتی تعلیم کا نظام منظم انداز میں چلا رہی ہیں۔

ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان نے بھی فاصلاتی تعلیم کے لئے پالیسی وضع کی ہے۔ تمام جامعات کو اس اقدام کی تقلید کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ متعلقہ مہارتوں کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں ڈگری کے ساتھ ساتھ طلبہ و طالبات کو متعلقہ مہارتیں فراہم کرنا چاہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین کے مطابق ہمیں کلاس رومز میں لیکچر کی ترتیب کو بدلنا ہوگا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دوطرفہ کمیونیکیشن کو فروغ دیں۔ استاد کو محض تیس منٹس کا لیکچر دینا چاہئے۔ باقی وقت طلبہ وطالبات کے ساتھ تبادلہِ خیال کرنا چاہئے تا کہ دورِ جدید کے تقاضوں کے عین مطابق انہیں تعلیم دی جاسکے۔ ہر یونیورسٹی کو چاہئے کہ وہ اساتذہ کی تربیت کا مرکز قائم کرے جہاں اساتذہ کو جدید خطوط پر استوار تعلیم دی جاسکے۔ قبل ازیں خطبہِ استقبالیہ میں پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں خوش آمدید کہتے ہوئے وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے کہا کہ آج ایک مبارک دن ہے۔ پروفیسر نظام الدین اپنی ذات میں خود ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پروفیسر محمد نظام الدین کا ہائر ایجوکیشن کے لئے متعارف کرایا گیا ماڈل انتہائی اہم ہے جس پر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پہلے سے ہی عمل پیرا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے پروفیسر نظام الدین کے دورے کے اختتام پر وائس چانسلر سیکرٹریٹ میں ایک بیٹھک کا بھی اہتمام کیا جہاں کئی پروفیسرز، ڈاکٹرز اور ڈائریکٹرز نے پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ دورانِ گفت گو شرکاء نے اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں پروفیسر نظام الدین کی ملکی خدمات کو سراہا۔

Bahawalpur, Pakistan
Bahawalnagar Campus

The Islamia University of Bahawalpur - Pakistan
Exclusive Lecture
of
rof. Dr. Mohammad Nizamuddin (Sitara-e-Imtiaz)
Founding Chairman PHEC & Former Vice Chancellor University of Gujrat
on Quality and Relevance of Higher Education
in Pakistan and the Changing Global Context

پائیدار ترقی کے اہداف

جس طرح پولیس۔ چور کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے بالکل اسی طرح انصاف اور ناانصافی عوام والناس کی فلاح و بہبود یا بدحالی کے ضامن و ذمہ دار ہوتے ہیں۔ پولیس اور عدلیہ کے معاملے میں مغربی تہذیب نے جدید طرزِ انصاف کو اپنایا ہے۔ترقی یافتہ ممالک میں لُٹنے کی صورت میں پولیس اہلکار پر نظر پڑ جائے تو متاثرہ فرد کو سُکھ کا سانس آتا ہے کہ اب انصاف ہوگا۔ترقی پذیر ممالک میں تاحال معاملہ اُلٹ ہے۔ یہاں بنا لُٹے شخص کی پولیس اہلکار پر نظر پڑ جائے تو اُسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ اب لٹنے کی صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ ہمارے ہمسائیہ ملک بھارت نے پولیس کے حوالے سے انگریز کا قائم کردہ قانون بدل دیا ہے کیونکہ بھارتی سیاستدانوں کے بقول انگریز نے پولیس ایکٹ اس لئے بنایا تھا کہ 'باغی' عناصر کی سرکوبی ہو سکے مگر 1947 کے بعد ہم آزاد ہو چکے ہیں۔اس لئے بھارت نے آزاد ملک کا قانون بنا کر عوام الناس میں تحفظ کا احساس جگایا ہے۔ پاکستان میں پولیس آرڈر 2002 شاید بھارت کے نئے قانون سے بھی قدرے بہتر ہے مگر تاحال اِس آرڈر پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔آج تک امن کمیٹیاں قائم نہیں کی جاسکیں وگرنہ ایس ایچ او سے لے کر ایس پی تک کی تعیناتی عوامی اُمنگوں کے مطابق ہونا لازم تھی۔امن کمیٹیوں میں چونکہ عوامی نمائندے شامل ہوتے ہیں جن کی رائے کے مطابق علاقائی امن عامہ کی راہ ہموار کی جاسکتی تھی اور امن کمیٹیوں سے ہونے والی تعیناتیوں سے سیاسی مداخلت کافی کم ہوجاتی شاید اس لئے آج تک اس پر عمل درآمد نہیں کیا جاسکا۔ یہی سبب ہے کہ آج تک زیادہ تر ضلعی پولیس

افسران اپنے اپنے اضلاع میں تین سالہ مدت (ٹینور) پورا کرنے سے پہلے تبدیل کر دیے جاتے ہیں۔ حال ہی میں تو معاملات اس قدر شدت اختیار کر گئے کہ انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب پانچ بار اور چیف سیکرٹری پنجاب چھ بار تبدیل ہوئے۔ ضلعی پولیس افسران، کیپٹل سٹی پولیس افسر لاہور، سی پی اوز اور ضلعی پولیس افسران کی تعیناتی اور تبادلوں کا تو شمار ہی نہیں۔

احساسِ تحفظ جگانا جہاں پولیس کا اولین فریضہ ہے وہیں پولیس افسران و اہلکاران کو ملازمت، تعیناتیوں اور تبادلوں میں تحفظ اور عزت نفس کی ضمانت دینا بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جب ایک پولیس افسر اور اہلکار بذاتِ خود محفوظ محسوس کرتا ہے، اُسے تربیت، اسلحہ کی فراہمی، تفتیشی معاملات میں مالی و اخلاقی معاونت فراہم کی جاتی ہے تو وہ بھرپور انداز میں عوامی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنا سکتا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور چونکہ ایک ایسا قومی ادارہ بن چکی ہے جو قومی خدمت اور کمیونٹی سروس کو اولین فرائض میں شامل کرتی ہے اس لئے عمومی طور پر جنوبی پنجاب جبکہ خصوصی طور پر بہاولپور کے معاشرتی و سماجی مسائل کے حل کے لئے پیش پیش نظر آتی ہے۔ حال ہی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور ایس ڈی جیز اکیڈمی کے باہمی اشتراک سے پنجاب کی پہلی قومی کانفرنس (پنجاب چیپٹر) کا انعقاد مین آڈیٹوریم بغداد الجدید کیمپس میں کیا گیا۔ اس موقع پر ترقیاتی اہداف حاصل کرنے کے ماہرین نے بریفنگ دی۔ کانفرنس میں ڈاکٹر احسان صادق سابق ایڈیشنل آئی جی جنوبی پنجاب، سابق ریجنل پولیس افسر بہاولپور اور سابق ضلعی پولیس افسر عبادت نثار اور دیگر اعلیٰ افسران نے شرکت کی۔ اس موقع پر مہمان خصوصی ڈاکٹر احسان صادق نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلامیہ یونیورسٹی میں اقوام متحدہ کے دیر پا ترقی کے حوالے سے اہداف کے لئے قومی

کانفرنس کا انعقاد انتہائی خوش آئند ہے۔ یہ اچھا موقع ہے کہ جامعہ قومی اور بین الاقوامی مسائل کے حل میں خاصی دلچسپی لے رہی ہے۔ جہاں تعلیمی معاملات بہتر ہو رہے ہیں وہیں پاکستان کے تدریسی ادارے خصوصاً اعلیٰ تعلیم کے ادارے منظم انداز میں عالمی سطح کے مسائل کے حل میں پیش پیش نظر آ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پولیس میں بھی اس حوالے سے اصلاحات جاری ہیں تا کہ پولیس اور شہریوں کا آپس میں تعلق بہتر ہو اور مجموعی طور پر ہمارے پولیس کلچر میں بہتری آئے۔ پنجاب پولیس عوامی خدمت کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور اس مقصد کے لئے یونیورسٹی اور دیگر اِداروں سے باہمی روابط کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

یہ ایک خوش آئند عمل ہے اور تعلیمی اداروں کے سربراہان داد کے مستحق ہیں جنہوں نے نظریاتی علم سے نکل کر عملی طور پر اقدامات کیے ہیں۔ اس موقع پر سابق ڈائریکٹر ایف آئی اے اور سائبر سیکورٹی ڈویژن کے سربراہ عمار جعفری نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کا تعاون انتہائی خوش آئند ہے۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی جانب سے کانفرنس کی میزبانی اور ماہرین کی شرکت انتہائی حوصلہ افزاء اقدام ہے۔ گڈ گورننس کے لئے دیر پا ترقی کے اہداف پر عمل نہایت ضروری ہے اور وقت کی اشد ضرورت بھی ہے۔ اگر ہم نے دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے تو ہمیں دیر پا ترقی کے منصوبہ جات اپنانا ہونگے۔ جامعات کا کردار اس حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے بھی کہا کہ دیر پا ترقی کے اہداف کی روشنی میں علاقے کی سماجی اور معاشی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ اس حوالے سے ٹائمز ہائر ایجوکیشن کی حالیہ رینکنگ میں 17 اہداف 169 ٹارگٹس اور 232 انڈیکٹرز کے حوالے سے جامعہ اسلامیہ

دنیا بھر کی 400 جامعات کی فہرست میں شامل ہوئی ہے۔ ماحولیاتی تبدیلی کے حوالے سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے صحرائے چولستان کی 6.5 ملین ایکڑ زمین کو آباد کرنے کے لئے خصوصی منصوبے پر عمل کر رہی ہے۔ جس سے اس علاقے میں بارش کی اوسط 100 ملی میٹر سے 400 ملی میٹر تک سالانہ بڑھ جائے گی اور زرعی معیشت میں 10 ارب ڈالرز کا اضافہ ہوگا۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی کپاس کی اقسام 50 فیصد رقبے پر کاشت ہوگی جس میں سے ٹیکسٹائل انڈسٹری کو فروغ حاصل ہوگا۔ چینی جامعات کے ساتھ انٹر کراپنگ ٹیکنالوجی مکئی اور سویابین کی مخلوط کاشت سے خوردنی تیل کی درآمد میں کمی سے قیمتی زرِمبادلہ کی بچت ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سوچ رکھتے ہوئے ہم مقامی سطح پر اس عمل پر یقین رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور دنیا کی 1000 اولین جامعات میں شامل ہوچکی ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں 300 سے زائد مضامین میں تدریس وتحقیق جاری ہے جس میں ہیلتھ سائنسز اور ماحولیات کے مضامین بھی شامل ہیں۔ اس موقع پر دیگر ماہرین کا کہنا تھا کہ اقوام متحدہ کی جانب سے دنیا کے لئے طے کئے گئے دیرپا ترقی کے 17 اہداف حاصل کرنے تک ہم ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل نہیں ہوسکتے۔ ان میں غربت کا خاتمہ، بچوں اور ہر عمر کے افراد کے لئے بہترین غذا کا اہتمام، زراعت کے فروغ اور جدید کاشت کاری طریقہ کاری سے زیادہ پیداوار، صحت مند معاشرے کا فروغ، معیاری تعلیم اور عمر بھر سیکھنے کے عمل کو جاری رکھنا، صنفی مساوات اور خواتین کو بااختیار بنانا، صاف پانی کی فراہمی، علاقے کی صفائی اور تعفن سے پاک کرنا، جدید طریقوں سے سستی توانائی تک ہر فرد کی رسائی ممکن بنانا اور فروغ دینا، معاشی پیداواری صلاحیتوں کو فروغ

دینا، بچوں پر مشقت اور چائلڈ لیبر کے خاتمے کو یقینی بنانا جیسے اہداف پر کام جاری ہے۔ ان کے مطابق جن اہداف پر ہم کام کر رہے ہیں۔

ان میں قدرتی آفات کے مقابلے کی صلاحیت پیدا کرنا، جدید ٹیکنالوجی سے صنعتوں کو فروغ دینا، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر عدم مساوات میں کمی لانا، انسانی آبادیوں کو مقامی شراکت سے اور ممکنہ آفات سے محفوظ بنانا، پیداواری طریقوں کو بہتر بنانا، پیداواری ضیاع کو روکنا، عمدہ ماحول سے پانی مٹی اور ہوا کو کثافتوں سے پاک رکھنا، موسمیاتی تبدیلی اور اسکے اثرات سے بچنے کے اقدامات کرنا، آبی وسائل کو محفوظ بنانا، پانی کے ضیاع کو روکنا اور آلودگی سے پاک رکھنا، سمندروں کے ماحول کو صحت منداور فائدہ مند بنانا اور انکو صاف ستھرا رکھنا، تمام ممالک کو زمینی ماحولیاتی تبدیلیوں سے محفوظ بنانا، جنگلات کی کٹائی کو روکنا اور اس سے بڑھتے ہوئے صحراؤں کو روکنا اور جنگلات میں اضافہ کرنا، جنگلی حیات کا تحفظ، پہاڑوں کے قدرتی حسن کی حفاظت کو یقینی بنانا، پرامن معاشرے کا قیام، انصاف کی رسائی ہر شخص تک ممکن بنانا، قانون کی حکمرانی کو فروغ دینا، کرپشن اور رشوت کا خاتمہ، اداروں میں شفافیت کی ترویج، دیرپا ترقی کے لئے عالمی اشتراک عمل کو مستحکم و یقینی بنانا شامل ہیں۔ ان اقدامات کے ذریعے پاکستان کو خوشحال اور ترقی یافتہ ملک بنانا ہے۔ ماہرین نے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت اور سرپرستی میں اس اہم کانفرنس کے جامعہ اسلامیہ میں انعقاد کو سراہا اور اسے ایک فعال اور قومی ترقی میں شریک یونیورسٹی قرار دیا۔ اس موقع پر ڈین ڈاکٹر سعید احمد بزدار ڈین فیکلٹی آف فزیکل اینڈ میتھ میٹیکل سائنسز نے خصوصی خطاب میں دیرپا ترقی کے اہداف کے حوالے سے یونیورسٹی کی کارکردگی بیان کی۔ ڈائریکٹر کیئر کونسلنگ اینڈ پلیسمنٹ سنٹر اینڈ فوکل پرسن شاہد درانی نے کانفرنس کے انعقاد پر وائس چانسلر

انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب اور ایس ڈی جی اکیڈمی کے فوکل پرسن عمار جعفری کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

قبل ازیں سابق ضلعی پولیس افسر بہاولپور عبادت نثار نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا خصوصی دورہ کیا۔ جہاں اُنہیں مختلف شعبہ جات، ہاکڑہ آرٹ گیلری، ایمفی تھیٹر، مسابقتی امتحانات مرکز، اور دیگر عمارات کا دورہ کرایا گیا۔ جامعہ میں ہونے والی ترقی اور ترقی کی رفتار دیکھ کر عبادت نثار نے انتہائی مُسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اُنہیں جنوبی پنجاب کی یونیورسٹی میں اس قدر ترقی اور ٹیکنالوجی کے معیارات دیکھ کر اُنہیں واقعی حیرت ہوئی ہے۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی کا ویژن، طلبہ کے لئے سہولیات، اساتذہ کی ترقی اور قابل اساتذہ کی بھرتی کا صاف وشفاف عمل واقعی قابلِ داد ہے۔ اِتنے کم دورانئے میں اِتنا تیز رفتار ترقی کسی بھی وائس چانسلر کی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دورانِ گفت گو ضلعی پولیس افسر عبادت نثار کا کہنا تھا کہ بہاولپور بذاتِ خود تاریخی شہر ہے جو اپنے اندر ایک جہان سموئے ہوئے ہے۔ نواب آف بہاولپور کی ریاستِ پاکستان کے لئے گراں قدر خدمات ناقابلِ فراموش ہیں جن میں سے ایک اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ہے۔ انہیں جامعہ کا دورہ کرکے دلی خوشی ہوئی ہے۔ پہلے وہ پنجاب یونیورسٹی کے بارے میں دل میں خاص گوشہ ِ محبت رکھتے تھے اور اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے بھی اُن کے دل میں جگہ بنالی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ترقی کے اہداف میں تعلیم خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اگر ہماری دیگر جامعات بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی طرز پر ایسی کانفرنس منعقد کریں اور قومی و بین الاقوامی مسائل کے حل میں اپنا کلیدی کردار ادا کریں تو یہ قومی ترقی کے لئے بہترین عمل ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پولیس افسران ہوں، بیوروکریسی ہو یا دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے

افسران و اہلکاران ہوں سبھی کسی نہ کسی تعلیمی ادارے سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ طلبہ و طالبات کی خواہش ہوتی ہے کہ انہیں اچھے اساتذہ ملیں جوان کا مستقبل سنوار سکیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی حالیہ ترقی نے واقعی طلبہ وطالبات میں اعتماد کی فضائی پیدا کی ہے۔

EHSAN

EHSAN
SHER

Academy
NATIONAL SUMMIT ON
(PUNJAB EPISODE)
Organized by:
The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan & SDGs Academy

Campus

سائنسی ترقی اشد ضروری ہے

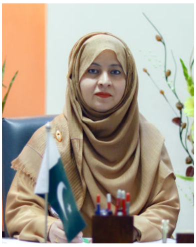

دورِ حاضر میں معاشرتی ترقی کا راز سائنسی ترقی میں پنہاں ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں حکمرانوں نے اپنی ترجیحات کا تعین اس انداز سے کیا ہے کہ دقیانوسی معاشرتی تصورات سے چھٹکارہ پانے کے لئے سائنسی سوچ اپنائی۔ یورپ نے اپنی نشاطِ ثانیہ کے ذریعے معاشرتی ترقی کی راہ ہموار کی۔ آج یورپ، امریکہ، برطانیہ، فرانس اور دیگر ترقی یافتہ ممالک جنہیں صفِ اول کے ممالک قرار دیا جاتا ہے وہاں تعلیمی اداروں، دفاتر حتیٰ کہ گھروں تک میں سائنس نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی گھر ہو جہاں آج سائنسی ایجادات پر مبنی کوئی مصنوعات موجود نہ ہوں۔ ہماری ترجیحات ہمارے معاشرتی مسائل طے کرتے ہیں، ہم تیسری دنیا کے ممالک بنیادی طور پر کئی طرح کے مذہبی، معاشرتی، سیاسی، سماجی اور سائنسی مسائل کے گرداب میں گھرے ہوئے ہیں جس کی کئی وجوہات ہیں جن میں جمہوری عدمِ استحکام، بدعنوانیت سمیت کئی دیو ہیکل اسباب ہیں جنہوں نے ہماری سائنسی ترقی کی راہ روک رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا تعلیمی بجٹ بڑھنے کی بجائے ہر سال سکڑتا جا رہا ہے، کئی سالوں سے وفاقی حکومت نے جامعات کے طے شدہ بجٹ کے حجم پر اکتفا کیا ہوا ہے۔ وسائل کی کمی کے سبب حکومت کسی بھی یونیورسٹی کے بجٹ میں اضافہ کرنے سے کترا رہی ہے کہ کہیں دیگر جامعات کا بجٹ نہ بڑھانا پڑ جائے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا ہم مستقل انہی مسائل میں الجھے رہیں گے یا آگے نکلنے کی تگ و دو کریں گے؟ اِن خیالات کا اظہار پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم نے دورانِ ملاقات کیا۔ اُن کے خیالات اور اندازِ بیان ہماری

خواتین کے لئے رہنمائی کا لازوال نمونہ ہے۔ پروفیسر شازیہ بلاشبہ پاکستانی خواتین بالعموم اورجنوبی پنجاب کی خواتین کے لئے بالخصوص ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم بطور ڈین سائنسز اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ وہ 1972ء کواحمد پور شرقیہ کے سید گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ سادات اور جنوبی پنجاب سے تعلق ہونے کے ناتے انہیں ثقافتی طور پر پڑھنے کے حوالے سے مشکلات ابتدائی سطح سے ہی برداشت کرنا پڑیں۔ چند دہائیاں قبل جنوبی پنجاب میں عمومی طور پرخواتین کو پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ڈاکٹر شازیہ کے والد بچپن میں وفات پا گئے۔گھر کی ساری ذمہ داری والدہ سیدہ رشیدہ بیگم پرآن پڑی۔رشیدہ بیگم چونکہ ایک صدمے سے دو چارتھیں۔انہوں نے سوچا ہی نہ تھا کہ اس طرح زندگی انہیں امتحان میں ڈال دے گی۔

اِس لئے شاید وہ ہمت ہار بیٹھی تھیں مگر اس موقع پر اُن کی والدہ یعنی پروفیسر شازیہ انجم کی نانی نے اپنی بیٹی کا حوصلہ بڑھایا اور اُنہیں معاشرتی قباحتوں، بے جا سماجی پابندیوں سے بالاتر ہوکر آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔اس لئے سیدہ رشیدہ بیگم نے پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں پہلے خود ملازمت کی، معاشرتی قباحتوں کا سامنا کیا اوراپنی دونوں بیٹیوں بشمول شازیہ انجم کو پڑھایا۔سیدہ رشیدہ بخاری کے لئے یہ ایک انتہائی چیلنج والا کام تھا، سید خاندان کو چونکہ ہمارے مسلم معاشرے میں قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے سید خاندان سے وابستہ خواتین عمومی طور پر چادر چار دیواری کے تصورات میں زندگی گزار دیتی ہیں۔اس ریجن میں سید خاندان کوقدرے مختلف انداز سے دیکھا جاتا ہے، اس علاقے میں سید فیملی میں خواتین کوعمومی طور پرنہیں پڑھاتے۔داماد کی وفات کے بعد جب سیدہ رشیدہ بیگم کی والدہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کی بیٹی پڑھے گی تو خاندان والوں نے اُن سے ناراضی اختیار کر لی۔

جب سیدہ رشیدہ بیگم میٹرک کر رہی تھیں تو اس وقت ان کی بیٹی (ڈاکٹر شازیہ انجم) تیسری جماعت کی طالب علم تھیں۔ بعدازاں ان کی والدہ نے پی ٹی سی اور ایف اے کا امتحان پاس کیا اور ساتھ ہی مڈل سکول میں ملازمت اختیار کر لی۔ احمد پور شرقیہ سے تعلق رکھنے والی سادات فیملی میں یہ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے ملازمت اختیار کی۔ اگرچہ خاندان نے سیدہ رشیدہ بیگم سے سماجی فاصلہ اختیار کر لیا مگر انہوں نے اپنی دونوں بچیوں کی تعلیم کو جاری رکھا۔

تمام اساتذہ بہت رحمدل تھے۔ مالی اور اخلاقی طور پر بھرپور معاونت کرتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم کہنے لگیں کہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہ سفر کیسے کٹ گیا، اللہ تعالیٰ نے اہم مقام دیا۔ اس وقت اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سائنس فیکلٹی میں پہلی خاتون پروفیسر اور پہلی خاتون ڈین سائنسز تعینات ہو کر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ دورانِ تعلیم انہیں بہترین اساتذہ سے پڑھنے کا موقع ملا جن میں معروف سائنسدان اور بانی ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمن شامل ہیں، اُن ہی کی سپروائزری میں 2000 میں پی ایچ ڈی مکمل کی۔ اس وقت اُن کے پاس کئی قومی اور بین الاقوامی ایوارڈز ہیں، صدارتی ایوارڈ اعزازِ کمال ہے، منسٹری آف وویمن ڈیویلپمنٹ نے انہیں 'محترمہ فاطمہ جناح ایوارڈ' اور چولستان ڈیویلپمنٹ کونسل نے انہیں تعلیم کے شعبہ میں 'چولستان ایوارڈ' سے نوازا۔ علاوہ ازیں پورے تعلیمی کیرئیر میں ان کی ہمیشہ پہلی پوزیشن رہی، ہمیشہ سے ہی وہ نمایاں طالبہ رہیں، بین الاقوامی سطح پر انہیں پوسٹ ڈاکٹورل سکالرشپ منسٹری آف سپین نے دیا۔ واضح رہے کہ پروفیسر شازیہ دنیا بھر میں مقابلہ کرنے کے بعد اس سکالرشپ کے لئے منتخب ہوئیں، علاوہ ازیں تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز آف اٹلی نے انہیں ینگ کیمسٹ کا ایوارڈ دیا، 2017 میں وہ اسلامک ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز کی فیلو بنیں، پورے جنوبی پنجاب میں

اس وقت اس اکیڈمی کا کوئی پروفیسر (مرد وخواتین) فیلو نہیں ہے۔

اور حال ہی میں ہائر ایجوکیشن کمیشن اور امریکن ایمبیسی نے دنیا بھر سے پچیس خواتین کو لیڈرشپ ڈیویلپمنٹ پروگرام کے لئے منتخب کیا ہے جن میں پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم بھی شامل ہیں۔ اس پروگرام کے تحت منتخب خواتین کی تربیت دو سال پر مشتمل ہوگی۔ جس میں کچھ ورچیول، کچھ مشی گن اور کچھ اسلام آباد میں ہوگی، اس پروگرام کے تحت بنیادی طور پر انہوں نے لیڈرشپ مہارتوں کے متعلق تربیت فراہم کرنا ہے، اس دوران انہوں نے کینیڈا، سپین، دبئی، ترکی، ملائشیا، تھائی لینڈ، چین، کردستان کے دورے کیے، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی سائنسز فیکلٹی کو گزشتہ سال جوائن کیا۔ بطور ڈین انہوں نے مارچ میں انٹر یونیورسٹی کنسورشیم سائن کروایا جس میں تیس کے قریب جامعات آن بورڈ تھیں، یہ پاکستان میں اپنی نوعیت کا پہلا کنشوریم ہے جس میں اتنا تعداد میں جامعات شریک ہوئیں۔ درجنوں کی تعداد میں مندوبین اور شرکاء نے شرکت کی اور انہیں سراہا، پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم کہنے لگیں کہ انہوں نے کئی قومی اور بین الاقوامی نمایاں شخصیات کے ساتھ کام کیا ہے مگر وہ بلاشرکتِ غیرے یہ کہہ سکتی ہیں کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور لاجواب لیڈر رہیں۔ پروفیسر اطہر محبوب واقعتاً جدت پسند تعلیمی لیڈر رہیں جو ترقی کو پسند کرتے ہیں۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ وائس چانسلر کی ترقی کی رفتار سے رفتار ملا کر چلنا بہت سوؤں کے بس میں نہیں، وہ ہر نئے دن کے ساتھ نئے ولولے کے ساتھ دفتر آتے ہیں اور کام میں جُت جاتے ہیں، مثلاً کوئی ایک بھی فیکلٹی ممبر نہیں ہوگا جو یہ کہے کہ وہ کوئی پروپوزل لے کر گیا تھا اور وائس چانسلر نے آگے سے دھتکار دیا یا اُس کی حوصلہ شکنی ہے بلکہ وائس چانسلر ہر تجویز کو پسند کرتے ہیں۔ پروفیسر اطہر محبوب تعلیم کی اعلیٰ معراج پر ہیں، فیکلٹی ممبران سمیت دیگر سبھی افسران واہلکاروں

کوعزت وتکریم دیتے ہیں۔

وگرنہ جب انہوں نے زندگی شروع کی تو اُنہیں تو زندگی کے آغاز سے ہی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، کتابیں جلائی گئیں، گھر سے نکلنے پر ہراساں کیا گیا، اللہ میاں نے تمام راستے کھول دیئے، سکول گئے، اساتذہ نے حوصلہ افزائی کی، پھر راستہ آسان ہوتا گیا، سکول میں اساتذہ کرام فیس سب بچوں کے سامنے لے لیتی تھیں مگر واپسی پر وہ فیس لفافے میں ڈالر کر واپس کر دیتی تھیں۔ اب اس معاشرے میں انہیں کام کرتے ہوئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ اب وہ پرُ اعتماد ہیں کہ کوئی ان کا کام نہیں روک سکتا، ان کا یقین ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کی دسترس میں ہے، شروع میں مشکلات کا ضرور سامنا تھا مگر اب انہیں بطور خاتون کوئی مشکل پیش نہیں آئی، ان کا خیال ہے کہ اگر وہ سامنے والے کی عزت کریں تو وہ بھی اتنا ہی عزت کرے گا۔ اب تو مخالف رائے رکھنے والے بھی مانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ عزت سے پیش آتی ہیں، ویسے بھی اگر ہر چیز ٹھیک ٹھاک ہو تو زندگی میں مزہ نہیں آتا، مخالف ہونا چاہیے تاکہ آپ آگے بڑھتے جائیں، طالبات کی رہنمائی کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے، وہ بچیوں کو سمجھاتی ہیں کہ اگر وہ مشکل کام کریں گی تو وہ یقینا کامیاب ہونگی۔ جیسے اہل علاقہ اب اُن کی مثالیں دیتے ہیں، جس سے باقی بچیوں کو حوصلہ ملتا ہے۔ اُن کے بقول ان کی زندگی میں یہ ایک بریک تھرو تھا کیونکہ ان کی بڑی بہن ہاسٹل نہیں گئی تھیں کیونکہ گھر سے ہوسٹل جانا ایک لڑکی کے لئے کافی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اگر تب شازیہ انجم ہاسٹل نہ جاتیں تو وہ پی ایچ ڈی نہ کرسکتیں، پروفیسر ڈاکٹر شازیہ بانی چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمن کی ہونہار طالبہ رہی ہیں۔ ڈاکٹر عطاء الرحمن کے تعریفی سرٹیفیکیٹ ان کے لئے سند کا درجہ رکھتے ہیں، پروفیسر عطاء الرحمن ڈاکٹر شازیہ کو اپنے تین بہترین طلبہ و طالبات میں گردانتے ہیں۔

ڈاکٹر شازیہ انجم کی پہلی ملازمت بھی وہیں ہوگئی تھی۔

بعدازاں وہ کینیڈا چلی گئیں، وہاں پانچ سال گزارنے کے بعد وہ بہاولپور واپس آئیں تاکہ یہاں کے عوام کی خدمت کرسکیں، ساتھ ہی ساتھ وہ کراچی یونیورسٹی میں اب بھی ایڈجنکٹ پروفیسر ہیں۔ڈاکٹر عطاءالرحمن کا انٹرنیشنل سنٹر فار کیمیکل اینڈ بائیولوجیکل سائنسز اور اسی کے ماتحت حسین ابراہیم جمال ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف کیمسٹری کراچی یونیورسٹی میں ہے۔ یہ ایشیاء میں بہترین ادارہ ہے جہاں دنیا بھر کے طلبہ وطالبات پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ دورانِ گفت گو کہنے لگیں کہ ڈاکٹر عطاء الرحمن بھی چاہتے تھے کہ وہ کراچی رہیں اور بہاولپور نہ جائیں مگر وہ بہاولپور آئیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت نوازا۔ جو پہچان بہاولپور اور پاکستان میں اُنہیں ملی وہ شاید کینیڈا میں کبھی نہ مل پاتی۔ سکارف میں ملبوس پروفیسر شازیہ چونکہ ایک طاقتور نفیس اور پروفیشنل خاتون کا عملی چہرہ ہیں اس لئے مغرب میں اُن کے تجربات یقینا قارئین کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہونگے، دورانِ گفت گوانھوں نے بتایا کہ مغربی دنیا نے صحیح معنوں میں اسلام کو مانا ہے۔ہم صرف نام کے مسلمان ہیں۔ہم نے اسلام کو عملاً چھوڑ دیا ہے مثلاً صفائی نصف ایمان ہے، ہمارے گھر، سڑکیں، دفاتر، سکول، کالج وغیرہ گندے ہیں جہاں صفائی نام کی چیز نہیں۔یعنی ہم نے نصف ایمان تو یوں ہی گنوا دیا ہے اور باقی نصف ایمان کی حالت ہمارے سامنے ہے۔معاشرہ افراد سے بنتا ہے، اگر ہر فرد اپنی ذمہ داری سنبھال لے تو معاشرہ پرسکون ہوجائے۔ جب وہ پہلی بار سپین گئیں تو 9/11 کا واقعہ تازہ تازہ رونما ہوا تھا۔ان کے ذہن میں بہت خوف تھا کہ اہلِ مغرب اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں گے؟ وہ کن نظروں سے اُن کا استقبال کریں گے؟ لیکن سپین جا کر ان کا نقطہ نظر بدل گیا، وہ حیران رہ گئیں کہ وہ انسان ہیں کہ فرشتے؟ لوگوں نے اتنے منظم

انداز میں اُن خیال رکھا کہ وہ دم بخود رہ گئیں، وہ ہمیشہ سکارف میں پھرتی تھیں کسی نے بھی اُن کے ساتھ امتیازی سلوک روانہیں رکھا۔

جب وہ کینٹین پہ جاتیں تو لوگ خود آ کر انہیں حلال خوارک کے متعلق بتلاتے تھے، حتیٰ کہ ساتھ بیٹھے لوگ رہنمائی کرتے، اگر کبھی حلال خوراک میسر نہ ہوتی تو حلال خوراک منگوا کر اُنہیں فراہم کرتے۔ ڈگری کے حساب سے انہیں رات بارے بجے تک لیب میں کام کرنا پڑتا، گھر واپسی کے راستے پر کئی بار رومز، پب، ڈانسنگ بار آتے مگر کہنے لگیں کہ انہیں یاد نہیں کہ کسی نے کبھی بھی اُن پر کوئی فقرہ تک کسا ہو۔ جب انہوں نے مغرب کے معاشرتی رویوں کے متعلق اپنے شوہر کو بتلایا تو ان کے شوہر تک اس بات پر یقین کرنے کو تیار نہ تھے، بہت ہی افسردگی کے ساتھ کہنے لگیں کہ جب وہ مغرب سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد پہلی بار پاکستان آئیں تو اُن کے شوہر نے انہیں کہا کہ اب آپ پاکستان میں ہیں تو اب آپ کو خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ بات درست ہے کہ کوئی خاتون یہاں اکیلی نہیں جا سکتی۔ دراصل انہیں لوگوں کی سوچ کا اندازہ ہے کیونکہ ان لوگوں کا ایکسپورز ہی نہیں ہے، جتنا بھی کتابیں پڑھ لیں جب تک عملی طور پر تجربہ نہ کریں تو کوئی فائدہ نہیں۔ مغرب میں اگر آپ سبزی لینے بھی جائیں، تو لوگ قطار میں کھڑے ہوں گے، وہ اس عمل میں فخر محسوس کرتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں لوگ قطار توڑ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ خیر وہ کہنے لگیں کہ مغرب میں کسی بھی مسلم خاتون کو کوئی بھی مسئلہ درپیش نہیں ہوتا۔ یہ آپ پر منحصر ہوتا ہے کہ آپ ٹھیک ہیں تو آپ ٹھیک ہیں اور اگر آپ خراب ہیں تو بھرے بازار میں بھی آپ خراب ہیں اور اکیلے میں بھی خراب ہیں۔ دراصل یہ سب والدین پر منحصر ہے کہ آپ اپنے بچوں کو مذہب سکھائیں، تعلیم دیں، شعور دیں تو یہ بچے باہر جا کر آپ کے اور پاکستانی معاشرے کے برینڈ ایمبیسڈر ہونگے۔

یہاں ہم تصور ہی نہیں کر سکتے مگر باہر جاتے ہیں ان کی خواہش ہے کہ ہم عملی مسلمان بن جائیں تب ہی ہمارا معاشرہ ترقی یافتہ اقوام میں شامل ہوگا، اگر ہم صحیح معنوں میں مذہب کی پیروی کریں تو ہم مذہبی بھی ہونگے، مہذب بھی ہونگے اور ترقی یافتہ بھی ہونگے۔ سائنس کا اصول بڑا ہی زبردست ہے آپ سائنس میں جتنا گڑ ڈالیں گے اتنا ہی میٹھا ہوگا، بدقسمتی ہے کہ جو کام انہوں نے سپین میں ایک مہینے میں کیا وہ کام پاکستان میں دس سال میں بھی نہیں کر پا رہیں۔ یہ سچ ہے کہ ہمیں تحقیق میں پیسہ لگانا ہوگا، ہم بین الاقوامی سطح کی تحقیق نہیں کر پا رہے۔ ڈاکٹر عطاء الرحمن کا انسٹی ٹیوٹ یوں تو بہترین ادارہ ہے مگر بہت سارے ایسے کیمیکلز ہیں جنہیں باہر سے خریدنا پڑتا ہے، بہت ساری مشکلات ہیں۔ بے جا پابندیاں ہیں، صحیح بتائیں تو پاکستان میں سائنسز فیکلٹیز میں عالمی معیار کی لیب سرے سے موجود ہی نہیں جن سے بچوں کو عملی طور پر تربیت فراہم کی جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اساتذہ پر زور دیا کہ وہ سائنس گالا کروائیں، ایسے پروگرامز سے بچوں میں سائنسز کلچر کو فروغ حاصل ہوگا۔ ہمارے ہاں بہت زیادہ ٹیلنٹ موجود ہے۔ اساتذہ نے محض بچوں کو رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ اساتذہ کو بچوں کو بتانا چاہئے کہ مستقبل میں اُنہیں کیا کرنا ہے۔ کون سا پیشہ اُن کے لئے بہتر ہے۔ اساتذہ کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک استاد اگر اپنی ذمہ داری سے عہدہ براء ہوتا ہے تو ہمارا معاشرہ صحت مند ہو سکتا ہے۔

بطور ڈین انہوں نے ایک کورس پڑھانا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایک ہی کلاس لیتی ہیں اور جب تک وہ مطمئن نہیں ہوتیں تو بچوں کو پڑھاتی رہتی ہیں، حال میں ہونے والی ترقی کی امثال پیش کرتی ہیں جن سے بچوں کی دلچسپی بڑھتی ہے۔ کلاس میں ان کا طریقہ تدریس سیکھنے سکھانے والا ہوتا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ بچے ایک گھنٹہ آپ کو کیوں سنیں؟ اچھا ہوتا

ہے کہ اساتذہ بچوں سے اگلے دن سابقہ درس وتدریس/لیکچر کے متعلق بھی پوچھ لیا کریں جس سے بچوں کا حوصلہ بڑھتا ہے، اساتذہ کو چاہئے کہ وہ بچوں کو نام سے پکارا کریں اِس سے بچوں کے ساتھ ربط بڑھتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم نے سچ کہا کہ اس دنیا میں محنت کا کوئی نعم البدل ہی نہیں ہے، ذہین وفطین لوگوں کا کامیابی میں اتنا زیادہ کردار نہیں ہوتا جتنا محنتی افراد کا ہوتا ہے، ویسے بھی ایک ضرب المثل اس بات پر صادق آتی ہے کہ قسمت والوں کو بھی وہی مِلتا ہے جو محنت والوں سے بچ جاتا ہے۔ اس لئے مکمل لگن اور کامل یقین کے ساتھ کام کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ یقین رکھیں اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو مایوس نہیں ہونگے دیں گے بلکہ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی صورت میں آپ کو ضرور کامیاب کریں گے۔ محنت میں عظمت کا راز پنہاں ہے۔ ہاں یہ بھی درست ہے کہ آغاز سے ہی صحیح سَمت کا تعین ہو جائے تو منزل پر جلد پہنچا جا سکتا ہے۔ جب بہت چھوٹی تھیں تو وی سی آر کا زمانہ تھا بچے بہت دیکھا کرتے تھے۔ جب خالو نے کہا کہ کیا میں آپ کو بھی وی سی آر لا دوں؟ تو میں نے کہا ’نہیں امی ! میری پڑھائی متاثر ہوگی‘ میں پوری ایمانداری سے لکھا کرتی تھی۔ ہوم ورک زیادہ ہوتا تھا لیکن میں پورا باب لکھا کرتی تھی حتیٰ کہ امی بھی کہتی تھیں کہ کم لکھا کرو، میں پوری کتابیں پڑھا کرتی تھی اور گیس پیپر پر کبھی انحصار نہیں کیا کرتی کیونکہ انہیں بچپن سے ہی محنت میں عظمت پر کامل یقین تھا، انسان کو چاہئے کہ وہ منزل پر پہنچنے کے لئے پہلے سے ہی تیاری شروع کر دے۔

پھر انسان کو اپنی صلاحیتوں پر بھی بھروسہ ہونا چاہئے۔ جیسا کہ انہوں نے کبھی بھی امتحان میں نقل نہیں کی۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کیا، کیئریر اور زندگی میں ہمیشہ اپنے زورِ بازو پر بھروسہ کیا اور اللہ پہ توکل کیا تو اللہ میاں نے انہیں ہمیشہ نوازا۔ انہوں نے کبھی بھی شارٹ کٹ پہ یقین نہیں کیا۔ محنت کر کے ہمیشہ پہلی پوزیشن حاصل کی۔ کہنے لگیں

کہ اُن کی کلاس میں اگر ایک استاد ایک بچے کو پیار کرتیں اور تعریف کرتیں تو وہ پھر خوب محنت کرتیں تا کہ یہ تعریف انہیں ملے۔ کبھی بھی انہوں نے ذاتی تسکین کو پیمانہ نہیں بنایا یہی وجہ ہے کہ وہ آگے بڑھتی جا رہی ہیں۔ کہنے لگیں کہ انہیں تو معلوم ہی نہیں تھا کہ تعلیم کے کتنے درجے ہوتے ہیں۔ بچپن میں وہ تو بچوں سے کہتیں کہ وہ 100 تک پڑھیں گی۔ سکول میں جاتیں تو سوچتیں کہ جتنی سکول میں اسمبلی ہال میں قطاریں ہوتی تھیں اتنا ہی پڑھائی ہوتی ہوگی۔ دورانِ گفت گو ڈین فیکلٹی آف سائنسز پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم نے اپنی ذاتی و پیشہ ورانہ زندگی کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ یہ یقیناً صاحبِ کمال پروفیسر ہیں جو زندگی جینے کی اُمنگ رکھتی ہیں۔ جو زندگی جینا جانتی ہیں۔ جو ہمارے معاشرے کی خواتین کو اپنی زندگیاں سائنسی خطوط پر استوار کرنے پر آمادہ کر سکتی ہیں۔ سچ پوچھئے تو پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم سے گفت گو کرنے کے بعد پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ٹیم سلیکشن پر دل عش عش کر اُٹھتا ہے کہ ایک تعلیمی لیڈر ایسا ہی ہونا چاہیئے جس نے نایاب پھول چن کر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو ایک خوشبودار گلشن میں بدل دیا ہے۔

سماجی علوم میں تحقیق اور پائیدار معاشرتی ترقی

پروفیسر ڈاکٹر روبینہ بھٹی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں پہلی خاتون ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز ہیں۔ انہیں 2022 میں ورلڈ ٹاپ 2 فیصد سائنسدان سٹینفورڈ یونیورسٹی کی رینکنگ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کے علاوہ وہ پیٹرن فاطمہ جناح وویمن لیڈرشپ سنٹر، SDGs Collaboration Center، اور ڈائریکٹر، Prevention for Harrassment and Discrimination کے طور پر اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر مشی گن سٹیٹ یونیورسٹی امریکہ اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف اسپائرنگ وویمن لیڈرشپ پروگرام 2023 کے لیے منتخب ہوئیں، اور ایسوسی ایشن آف انفارمیشن سائنس اینڈ ٹیکنالوجی امریکہ سے ASIS&T2018 (First paper winner award)2018

فرسٹ ریسرچ پیپر ونر کا ایوارڈ انہیں ملا۔ یہ ایک متحرک تعلیمی لیڈر ہیں جو خواتین کی رہنمائی اور اُن میں قائدانہ صلاحیتیں پیدا کرنے پہ یقین رکھتی ہیں۔ پروفیسر روبینہ دورِ حاضر میں پاکستانی خواتین خصوصاً جنوبی پنجاب میں اُن علاقوں میں جہاں خواتین کو تعلیم اور حقوق سے دور رکھا جا رہا ہے اُن کے لئے ایک اُمید کی کرن سے کم نہیں۔ گفت گو میں شیرنی، لہجے میں مٹھاس اور بحث میں دلیل سے قائل کرنے کی صلاحیت اُن کی شخصیت کا خاصہ ہے۔ پروفیسر روبینہ نے بطور خاتون خود کو ثابت ہی نہیں کیا بلکہ سینکڑوں اور لاکھوں خواتین کے لئے مثال قائم کی ہے کہ اُنہیں اپنے اندر خود اعتمادی اور وقار لانا چاہئے اور ترقی کی دوڑ میں اہم کردار

ادا کرنا چاہیئے۔ بلاشبہ پروفیسر روبینہ ایک ایسی مشرقی خاتون پروفیسر ہیں جو محنت، لگن اور کارکردگی پہ یقین رکھتی ہیں۔صحیح معنوں میں وہ خواتین کی ایک ایسی رول ماڈل ہیں جو محنت کرنے والی طالبات وخواتین کو عملی زندگی میں کامیاب ہونے کا راستہ دکھاتی ہیں۔انہیں بچپن سے ہی اپنے والدین اور خصوصی طور پر اپنے والد کا مثبت رویہ ملا۔جس سے ان کے اندر خوداعتمادی اور تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے کی لگن پیدا ہوئی۔والدہ کی پرخلوص دعائیں اور والد کے متحرک رویے اور ماحول سبھی بہن بھائیوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے۔ انہوں نے بیٹے اور بیٹیوں کی تعلیم پر یکساں توجہ دی۔

فیکلٹی کی سطح پر ماسٹرز میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کے بعد پروفیسر ڈاکٹر روبینہ بھٹی یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے میرٹ سکالرشپ پر لائبریری سائنس اینڈ انفارمیشن میں پی ایچ ڈی کرنے کیلیئے یونیورسٹی آف مانچسٹر برطانیہ جانے کا موقع ملا۔ جہاں انہیں اپنے سپروائزر اور ڈین سکول آف ایجوکیشن پروفیسر تھامس کرسٹی کے ساتھ تحقیق و تدریس کا تجربہ ہوا۔ وطن واپسی پر انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر جوائن کیا، ۲۱۰۲ میں وہ پروفیسر جبکہ ۲۰۲۱ میں وہ پہلی خاتون ڈین سوشل سائنسز تعینات ہوئیں۔سوشل سائنسز میں دس شعبہ جات کام کررہے ہیں جو مختلف پروگرامز بشمول اپلائیڈ سائیکالوجی،میڈیا اینڈ کمیونیشن سٹڈیز، اکنامکس،اکنامکس اینڈ فائنانس،ڈیولپمنٹ سٹڈیز،انٹرنیشنل ریلیشنز،ڈیفنس اینڈ ڈپلومیٹک سٹڈیز،لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس،پولیٹیکل سائنسز، پولیٹکس اینڈ پارلیمنٹری اسٹڈیز،جینڈر سٹڈیز، پبلک پالیسی اینڈ گورنینس، پبلک ایڈ منسٹریشن،سوشل ورک،سوشیالوجی اور اینتھر وپولوجی شامل ہیں۔سوشل سائنسز فیکلٹی کا شمار اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں کی اُن فیکلٹیز میں ہوتا ہے

جو کمیونٹی سروسز کے جذبے سے سرشار سماجی رویوں میں بہتری، سماجی رویوں میں مثبت تبدیلی لانے کے ساتھ ساتھ سماجی ترقی پر کام کر رہی ہے۔ ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز پروفیسر ڈاکٹر روبینہ بھٹی اس بات پر یقین رکھتی ہیں کہ موجودہ دور میں تعلیم کے میدان میں سماجی رویوں میں مثبت تبدیلی اور خودی کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ جس سے نہ صرف علمی شعور و آگہی کو فروغ ملتا ہے، بلکہ ہم ایک دوسرے کی قابلیت سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اجتماعی طور ملک وقوم کی ترقی اور عالمی امن میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہمارا مقصد تنقید برائے تنقید کی بجائے تنقید برائے تعمیر ہونا چاہیے کیونکہ صرف مثبت سوچ سے ہی معاشرہ پروان چڑھ سکتا ہے۔

موجودہ دور میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھا کر سماجی رویوں اور مائنڈ سیٹ میں تبدیلی کے عمل کو بہتر کیا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے اساتذہ کرام اور طلباء کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمیں طلباء کے رویوں میں مثبت تبدیلیاں لا کر، انہیں زندگی میں مقصدیت سے روشناس کروا کر ہی ملک کا مستقبل روشن اور تابناک بنانا ہوگا۔ ہمارے معاشرے میں عدم برداشت کے باعث ملک کا عالمی سطح پر منفی تاثر عام ہوتا جا رہا ہے۔ سماجی روایات اور ثقافت بھی متاثر ہو رہی ہیں، جو معاشرے کے ہر شعبے میں تنزلی کا باعث بن سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انسانی رویوں میں تبدیلی تعلیم اور تحقیق ہی کی بدولت ہے اس مقصد کے لئے جدید ٹیکنالوجی کو بروئے کار لا کر ہمیں جدید علوم کے ساتھ ساتھ فنی مہارتوں کو سیکھ کر آگے بڑھنا ہوگا۔ سوشل نیٹ ورکنگ کے ذریعے تعلیم یافتہ طبقہ معاشرتی مثبت سوچ پیدا کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے یونیورسٹی کے اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ یونیورسٹی کے ساٹھ ہزار طلباء و طالبات کو معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا

کرنے کیلیئے تیار کریں تا کہ معاشرتی ہم آہنگی کے عمل کو تیز کیا جا سکے۔ تعلیمی ادارے ہر سطح پر اور خاص طور پر جامعات میں ذہن سازی کا کام کرنے اور مختلف میدانوں، محاذوں یا اداروں کی قیادت کے لیے افراد کی تیاری کے لئے صلاحیت سازی، استعداد سازی اور کردار سازی کے عناصر لازم وملزوم ہیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کے اساتذہ اس موجودہ قیادت کے ساتھ اپنی پوری کوشش اس پر مرکوز کرتے ہوئے تعلیم وتدریس اور تحقیق کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

خواتین کو بااختیار بنانے اور مساوات کا مسئلہ پوری دنیا کے ایجنڈوں میں سرفہرست ہے، کیونکہ عدم مساوات تمام ثقافتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں صنفی تفاوت ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا اس قسم کی وضاحتوں سے کوئی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ترقیاتی اقدامات کے تمام شعبوں میں خواتین کی یکساں شمولیت کے بغیر پائیدار ترقی کے مذکورہ بالا تمام اجزاء حاصل نہیں کیے جا سکتے۔ تاہم، اقتصادی، سماجی اور ماحولیاتی جہتوں میں صنفی عدم مساوات وسیع اور مستقل ہے۔ چنانچہ کسی بھی ترقیاتی پہل میں شامل ہونے کے لئے ہمیں اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ مرد اور عورت دونوں حصہ ڈالیں اور اس سے یکساں طور پر مستفید ہوں۔ ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز پروفیسر ڈاکٹر روبینہ بھٹی کا مزید کہنا تھا کہ اڑھائی سال قبل محض سات فیکلٹیز تھیں، کم شعبہ جات تھے، لوگ تجاویز دینے سے گھبراتے تھے مگر وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے جہاں فیکلٹیز کی تعداد سات سے پندرہ کردی ہے، وہیں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے سماجی ترقی کے لئے کئی طرح کے منصوبہ جات شروع کردئے ہیں۔ پروفیسر روبینہ اسلامیہ یونیورسٹی کی انسپیکشن کمیٹی، پبلیکیشن کمیٹی، پراس پیکٹس کمیٹی، سووئیر کمیٹی، تصحیح نام کمیٹی، تدارکِ ہراساں کمیٹی،

کورکمیٹی فار پاکستان گیلری کی چیئر پرسن کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے سماجی علوم میں وقوع پذیر ہونے والے تبدیلیوں کے پیش نظر کئی طرح کے منصوبہ جات شروع کیے ہیں۔

انہیں جب ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کا چارج دیا گیا تو اپنی ٹیم کے ساتھ سماجی علوم میں عالمی رجحانات کے مطابق انٹرڈسپلنری اور ملٹی ڈسپلنری جہتوں پر کام کرنے کو ترجیح دی تاکہ سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی مسائل کا پائیدار اور دیرپا حل تلاش کرنے میں مدد مل سکے۔ وہیں بین الاقوامی کانفرنس، سیمینارز، سیمپوزیم، انٹرڈسپلنری اور میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز، وویمن اکنامک ایمپاورمنٹ، تحفظ ماحول اور سماجی ذمہ داریاں، انٹرنیشنل سمپوزیم آن انفوڈیمک، اور مینٹل ہیلتھ فار آل، گڈ گورنینس جیسے کئی طرح کے موضوعات پر بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد یقینی بنایا جا رہا ہے، جن میں کئی بین الاقوامی شخصیات نے شمولیت کی، کئی یونیورسٹیز کے وائس چانسلرز نے انٹرنیشنل سمپوزیم آن انفوڈیمک میں شرکت کی۔ کئی اہم موضوعات پر سیمینار منعقد کرائے اور طالبات کی ذہنی وفکری رہنمائی کی۔ تحقیق وتدریس کے شعبہ کی ترویج کے لئے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جرنل آف سوشل سائنسز، پاکستان جرنل آف اپلائیڈ سائیکالوجی، جرنل آف انفارمیشن مینجمنٹ ہائر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ ہیں، اور دیگر تحقیقی جرائد کا اجراء کیا گیا ہے تاکہ سماجی رویوں میں تبدیلیوں کے محرکات، مثبت رویوں کی ترویج اور سماجی ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی کامیابی کا راز ان کی مثبت سوچ اور رِسک مینجمنٹ میں پنہاں ہے، وہ ڈیلیور کرنے پر یقین رکھتے ہیں، وائس چانسلر کا ماننا ہے کہ طلباء کے اندر اعتماد کی فضاء کو فروغ دیا جائے جس کے لئے مختلف طرح کی نصابی اور ہم نصابی تقاریب منعقد کی جا رہی ہیں۔ جن میں قومی اور بین

الاقوامی سکالرز شرکت کرتے ہیں، خاص طور پر ایسے سکالرز اور بڑی قد کاٹھ کی شخصیات کو اپنے درمیان دیکھ کر ان سے بات کر کے اور ان سے تبادلہ خیال کر کے طلبہ و طالبات میں اعتماد کی فضاء پیدا ہوتی ہے، یقینی سی بات ہے کہ بچے ان سے سیکھتے ہیں۔

طلباء کو پڑھائی اور ایڈمنسٹریشن کا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر روبینہ بھٹی کا مزید کہنا تھا کہ موجودہ قیادت میں ساری یونیورسٹی میں تعمیری کام ہو رہا ہے، تجاویز آ رہی ہیں۔ ان میں بہتری لائی جا رہی ہے، خود وائس چانسلر ان تجاویز میں بہتری لانے پر رہنمائی کرتے ہیں اور تجویز پیش کرنے والے کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتے ہیں بلکہ انہیں پوری معاونت فراہم بھی کرتے ہیں۔ سوشل سائنسز کے شعبہ جات میں اب مرد و خواتین کی تعداد تقریباً برابر ہے، خواتین کو پہلے کم پیمانے پر ملازمت کے مواقع حاصل تھے، اب طلباء اور طالبات دونوں کو برابری کی سطح پر آگے بڑھنے کے مواقع مل رہے ہیں۔ پروفیسر روبینہ بھٹی کا مزید کہنا تھا کہ انہیں بہت سے ممالک میں سفر کرنے اور اپنے تحقیقی مقالہ جات پیش کرنے کا موقع ملا، ان ممالک میں انگلینڈ، جرمنی، فرانس، بھارت، سکاٹ لینڈ ملائشیا، ترکی، بیلجیئم، ہالینڈ، آسٹریا، سوئٹزرلینڈ، اٹلی اور دیگر ممالک شامل ہیں۔ مغربی معاشرے میں قوانین اور اصولوں کی پاسداری کو اولین ترجیح دی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں مطالعہ کا رجحان عمومی طور پر بہت کم ہے دنیا میں دیگر اقوام کے مقابلے میں ہمارے ہاں گھروں میں لائبریری بنانے اور کتب بینی اور مفید معلوماتی خزانے سے استفادہ کرنے کی شرح بہت کم ہے، لیکن مغربی ممالک میں ابھی بھی انٹرنیٹ، گوگل اور سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس کے باوجود بھی وہاں کتب بینی کا رجحان دیکھ خوشی ہوئی۔ یہی چند عناصر ہیں جن میں ان ممالک کی ترقی کا راز پنہاں ہے۔

پروفیسر روبینہ بھٹی نے مزید بتایا کہ دوران پی ایچ ڈی، انہیں موثر انداز میں اسلامی اور ایشیائی طرز فکر، طرز عمل اور اسلاموفوبیا کے بارے میں مغربی خیالات کو کسی حد تک زائل کرنے کا موقع ملا۔ ایک انٹرنیشنل کانفرنس میں بھارت جا کر انہیں مرزا غالب کے مزار پر جانے کا شوق ہوا تو وزارتِ داخلہ نے ایک گاڑی اور سکیورٹی فراہم کی، بھارت کے لوگ بہت عزت سے پیش آئے، وہاں کسی کو بتائیں کہ آپ پاکستانی ہیں تو کوئی چیز بھی خریدیں وہ رقم کا مطالبہ نہیں کرتے۔ یہی حال پاکستانی عوام کا ہے، کوئی بھارتی شہری پاکستان آئے تو ہم پاکستانی بھی کسی چیز کے پیسے نہیں لیتے، بھارت دورے کے دوران ایک بھارتی افسر نے بتایا کہ جب وہ پاکستان آئے تو ایک ڈھابے پر چائے پینے کا اتفاق ہوا۔ جب ڈھابے والے کو علم ہوا کہ چائے پینے والا بھارتی ہے تو اس نے رقم لینے سے انکار کر دیا، پروفیسر روبینہ کے مطابق ہم اپنے چھوٹے چھوٹے عمل سے ملکی وقار کو پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک ڈھابے والے کے چھوٹے سے عمل نے بھارتی پر گہرا اثر چھوڑا اور اس نے کئی دوستوں کو پاکستانی مہمان نوازی کی مثال دی ہوگی۔ یہی سماجی رویہ ہی سماجی تبدیلی ہے۔ بیرون ملک تعلیم کے دوران انہیں بہت مثبت مشاہدات اور تجربات ہوئے وہاں لوگ دوسروں کی زندگی میں بیجا مداخلت کی بجائے مقصدیت اور محنت کو ترجیح دیتے ہیں، اور اسی میں ان اقوام کی ترقی پوشیدہ ہے۔ وہ طلباء اور اپنے بچوں کو بھی تلقین کرتی ہیں کہ کسی بھی مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے عزم، لگن، مستقل مزاجی اور محنت کامیابی کی ضمانت ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ، وہی افراد اپنے خوابوں کی تکمیل حاصل کر پاتے ہیں، جو جہد مسلسل سے کام کرتے ہیں۔

تعلیمِ قانون

تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان توڑنے اور بنگلہ دیش بننے میں بھارت نواز بھارتی اور بنگالی پروفیسرز نے مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کی جامعات میں مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) کے حوالے سے بنگالی نوجوان نسل کے اذہان میں نفرت کے وہ بیج بوئے جو کم ہی عرصہ میں پروان چڑھ کر تناور درخت کا روپ دھار گئے۔ وطن سے محبت کا تصور ہمیں دیگر تہذیبوں کے ساتھ ساتھ اسلام میں بھی ملتا ہے۔ اسلام میں وطن سے محبت عقیدے کا جزوِ لازم ہے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل اہلِ قریش کے ظلم وستم سے تنگ آ کر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کرنے لگے تو مڑ کر مکہ شہر کی طرف دیکھا اور وطن سے محبت کے وہ الفاظ تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومتِ پاکستان نے ''مطالعہ پاکستان'' کے نام سے ایک مضمون کا اجراء کیا جو آج سکولوں، کالجوں اور جامعات میں پڑھایا جاتا ہے۔ سکولوں میں بنیادی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ کالج میں مطالعہ پاکستان کو وسیع پیمانے پر پڑھایا جاتا ہے جبکہ جامعات کی سطح پر مطالعہ پاکستان کے ساتھ ساتھ وطن سے محبت، ماضی کی تاریخ، ملک کی سرحد سے ملحقہ ممالک کی اہمیت وافادیت اور مستقبل میں ممکنہ جغرافیاتی تبدیلیوں اور دیگر تاریخی خطوط پر بات کی جاتی ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ایک ایسی عظیم درسگاہ ہے جہاں شعبہ مطالعہ پاکستان تاریخی کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ شعبہ اس حوالے سے بھی خوش قسمت ہے کہ اِسے ڈین کی صورت میں ایک ایسی شخصیت میسر آئی جو وطن سے محبت کے جذبے سے سرشار رہی۔ ایک ایسی ہمہ جہت خوبیوں

کی مالک شخصیت جو کئی حوالوں سے ملکی خدمات سرانجام دے چکی ہے اور کئی حوالوں سے خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ پچھلے دِنوں چیئر مین شعبہ مطالعہ پاکستان پروفیسر ڈاکٹر آفتاب گیلانی سے گفتگو ہوئی جو سابق ڈین فیکلٹی آف لاء کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے پہلے شعبہ مطالعہ پاکستان کے ماضی، حال اور مستقبل پر سیرِ حاصل بات چیت کی، پروفیسر آفتاب گیلانی نے دورانِ گفتگو بتایا کہ عہدِ رواں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی تاریخ میں طلبہ وطالبات میں جذبہِ پاکستانیت پیدا کرنے کے حوالے سے درخشاں الفاظ میں یاد رکھا جائے گا۔ پروفیسر ڈاکٹر آفتاب گیلانی نے انٹر کالج بہاولپور سے ایف ایس سی، گورنمنٹ صادق ایجرٹین کالج سے بی اے اور اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور سے تاریخ و مطالعہ سے فرسٹ کلاس میں ایم اے کیا۔

انہوں نے پیشہ ورانہ سفر کا آغاز 1988 میں بطور لیکچرر بلوچستان یونیورسٹی آف کوئٹہ سے کیا۔ بعدازاں اُن کی پبلک سروس کمیشن سے بطور لیکچرار تعیناتی ہوئی اور انہوں نے تیس جنوری 1990 کو انٹر کالج منچن آباد کو جوائین کیا۔ چھ اگست 1990 کو ایف سی کالج میں بطور لیکچرار تعینات ہوئے۔ 2002 میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے 'ریاستِ بہاولپور کا نظام عدل' کے نام سے مقالہ لکھا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ 2009 کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی کو جوائن کیا، 2014 میں ایسوسی ایٹ پروفیسر جبکہ 2020 میں پروفیسر ہوئے۔ قبل ازیں 2017 میں انہیں چیئر مین پاکستان سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ تعینات کیا گیا جبکہ بائیس مارچ 2021 انہیں ڈین فیکلٹی آف لاء کی ذمہ داری ملی۔ انہیں بچپن سے ہی کرکٹ کھیلنے کا شوق تھا۔ بہاولپور ڈویژن کی طرف سے انڈر 19 کرکٹ کھیلی۔ ایس ای کالج اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے بھی کرکٹ کھیلی،

یونیورسٹی کرکٹ ٹیم کے کپتان بھی رہے۔ 2001 میں پاکستان کرکٹ بورڈ کا ایمپائرنگ کا امتحان پاس کیا اور پی سی بی سے بطور ایمپائر وابستہ ہو گئے۔ 2007 میں پاکستان کرکٹ بورڈ بطور فرسٹ کلاس ایمپائرنگ سے ڈیبیو کیا۔ اب تک پچاس سے زائد فرسٹ کلاس، پچاس ون ڈے (ڈومیسٹک) اور تیس سے زائد ٹی ٹوئینٹی میچز میں ایمپائرنگ کے فرائض سرانجام دے چکے ہیں۔ جبکہ پی سی بی کے تحت وہ کل 400 سے زائد میچز کی ایمپائرنگ کر چکے ہیں جن میں ساٹھ فرسٹ کلاس میچز بھی شامل ہیں۔ 2007 میں کراچی میں پاکستان اور بنگلہ دیش انڈر 19 ٹیموں کے درمیان میچ کی ایمپائرنگ کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ اُن کی کوچنگ میں یونیورسٹی نے اِنٹر یونیورسٹی چیمپئن شپ جیتی جبکہ دو بار رَنراَپ رہی ہے۔

کرکٹ سے محبت اور کرکٹ کے شعبہ میں دلچسپی اور خدمات کو دیکھتے ہوئے انہیں 2019 میں کچھ عرصہ کے لئے ڈائریکٹر سپورٹس بھی تعینات کیا گیا۔ ساتھ ہی انہیں اسلامیہ یونیورسٹی سپورٹس ٹورنامنٹ کمیٹی (آئی یو ایس ٹی سی) کا صدر بھی منتخب کیا گیا۔ علاوہ ازیں یونیورسٹی کی سپورٹس پرچیز کمیٹی کے چیئرمین، یونیورسٹی کرکٹ ٹیم کے منیجر اور سلیکٹر اور ساتھ ہی ساتھ وہ اسلامیہ یونیورسٹی سپورٹس سوسائٹی کے ایڈوائزر بھی ہیں۔ تین سال میں ایفی لیشن کمیٹی کے ممبر، چیئرمین کانووکیشن فوڈ کمیٹی، سیکرٹری کمیٹی اِن ڈسپلن اور مس کنڈکٹ (اپیل کمیٹی)، پنجاب یونیورسٹی، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، وویمن یونیورسٹی ملتان، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد اور شاہ عبداللطیف یونیورسٹی کے بورڈ آف سٹڈیز، سلیکشن بورڈز، ایم فل اور پی ایچ ڈی سکالرز کے ممتحن کے علاوہ پروفیسر آفتاب گیلانی پانچ کتابوں کے مصنف، قومی و بین الاقوامی جرائد میں چھپنے والے ساٹھ سے زائد مقالہ جات کے مصنف ہیں۔ ساٹھ ایم فل اور دس پی ایچ ڈیز کروا چکے ہیں۔ عہدِ ماضی کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جب

انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو جوائن کیا تب شعبہ کے کل 43 طلبہ وطالبات تھے۔ صرف بی ایس اور ایم اے پروگرام تھا، جبکہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ذاتی دلچسپی کے سبب اب بی ایس، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرام چل رہے ہیں اور 400 سے زائد طلبہ و طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ اب شعبہ بڑھ چڑھ کر تدریسی، تحقیقی، مطالعاتی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔ حال ہی میں سوشل سائنسز اور ہیومینی ٹیز پر بین الاقوامی کانفرنس کروائی گئی ہے۔

قائد (قائدِاعظم) ڈے، اقبال (علامہ اقبال) ڈے، یومِ یکجہتی کشمیر، قرار دِلا ہور ،نواب (نواب آف بہاولپور سر صادق خان عباسی) ڈے اور تحریکِ پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرنے والی شخصیات سے آگاہی کے لئے سیمینار منعقد کرائے جاتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ 'صادق جنرل آف پاکستان سٹڈیز' کے تین شمارے نکال چکے ہیں اور اب یہ جریدہ ہائر ایجوکیشن کمیشن سے جلد منظوری حاصل کرلے گا۔ سابق ڈین فیکلٹی آف لاء پروفیسر ڈاکٹر آفتاب گیلانی نے مزید بتایا کہ ہم صرف 'مطالعہ پاکستان مضمون' ہی نہیں پڑھا رہے بلکہ طلبہ وطالبات کو پاکستان سے محبت اور ان میں 'پاکستانیت' پیدا کررہے ہیں۔ بچوں کو اپنی تاریخ کی روشنی میں وطن سے محبت سکھائی جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پہلے ڈیپارٹمنٹ آف لاء ہوا کرتا تھا مگر موجودہ وائس چانسلر کی قیادت میں انہوں نے ایک اور شعبہ 'شریعت اینڈ لاء' قائم کیا ہے۔ ایل ایل بی کے بعد ایل ایل ایم اور اب تو پی ایچ ڈی پروگرام بھی جاری ہو چکا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ رحیم یار خان کیمپس اور بہاولنگر کیمپس میں بھی ایل ایل بی پروگرام شروع کروادیا گیا ہے تاکہ طلب وطالبات کو اُن کی دہلیز پر قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سہولیات میسر کی جاسکے۔ فیکلٹی کے حوالے سے کہنے لگے کہ جب انہوں نے بطور چیئر مین

ذمہ داریاں سنبھالیں تو صرف دو فیکلٹی ممبر تھے اور اب بارہ فیکلٹی ممبران ہیں جن میں آٹھ پی ایچ ڈی ڈگری ہولڈرز ہیں۔ اسی طرح لاء کے شعبہ میں اب سات لیکچررز اور چار اسسٹنٹ پروفیسرز خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر آفتاب گیلانی نے شعبہ مطالعہ پاکستان اور شعبہ قانون کی تعمیر و ترقی کا سارا کریڈیٹ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو دیتے ہوئے کہا کہ دیگر شعبہ جات کی طرح فیکلٹی آف لاء میں واضح اور منظم بہتری کا سہرہ وائس چانسلر کے سر سجتا ہے کیونکہ یہ ویژن صرف کسی دلیر اور بہادر وائس چانسلر کا ہی ہوسکتا ہے اور یہ تمام خوبیاں پروفیسر اطہر محبوب میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

پروفیسر اطہر محبوب کا یونیورسٹی کی تعمیر وترقی میں کردار

پروفیسر ڈاکٹر شاہد حسن رضوی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ تاریخ کے چیئرمین کی حیثیت سے کچھ عرصہ قبل ریٹائر ہوئے ہیں۔ رضوی صاحب مشہور و معروف علمی شخصیت مسعود حسن شہاب دہلوی کے فرزند اور امام رضا (مشہد۔ایران) کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ شاہد حسن رضوی کے بزرگ ایران، افغانستان اور وسط ایشیاء سے ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچے اور پھر پاکستان آ گئے۔ شاہد رضوی کی شادی سلسلہ اشرفیہ کے معروف بزرگ حضرت جہانگیر سمنانی کی اولاد سے منسوب خاندان میں 1988ء میں ہوئی۔ زوجہ ماہنامہ 'الہام' کی مدیرہ ہیں جو رضوی صاحب کے والدِ مرحوم نے 1940ء میں دہلی سے شروع کیا بعد میں بہاولپور منتقل ہو گیا۔ اُن کے انتقال کے بعد والدہ محترمہ کی نگرانی میں شائع ہوتا رہا۔

والدہ کی نگرانی کے بعد رضوی صاحب پبلشر و ایڈیٹر کی حیثیت سے جریدہ نکال رہے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا۔ بعدازاں گورنمنٹ عباسیہ ہائی اسکول بہاولپور سے میٹرک اور صادق ایجرٹن کالج سے انٹر اور بی اے کے امتحانات پاس کئے۔ اسلامیہ یونیورسٹی سے ایم اے تاریخ کا امتحان 1982 میں پاس کیا اور 1983 میں یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ سے پیشہ ورانہ تدریس کا آغاز کر دیا۔ 1997 میں پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا اور بہاولپور کے موضوع پر پہلی پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان کے پی ایچ ڈی مقالے کا موضوع ''بہاول پور کی تعلیمی و سماجی تاریخ'' تھا، 2017 میں بطور فل پروفیسر ریٹائر ہو گئے۔ اِس دوران 1998ء سے 2005 تک ڈپٹی

رجسٹرار پبلک ریلیشنز کے اضافی چارج کی ذمہ داری بھی ان کے پاس رہی۔ علاوہ ازیں انچارج پاکستان گیلری 1984ء تا 2015ء رہے کیونکہ یہ ان کا پہلا پروجیکٹ تھا کہ پاکستان گیلری قائم کی جائے جس میں تحریک پاکستان کی تصاویری تاریخ مرتب کی جاسکے۔ وہ طلباء یونین کے انچارج بھی رہے۔ یونیورسٹی طلباء میگزین سروش 1998ء تا 2004ء کے نگران رہے۔ کئی سوسائٹیز کے انچارج، فیکلٹی آف اسلامک لرننگ کے تحقیقی جریدے 'علوم اسلامیہ' کے 2005ء سے 2011ء تک ایڈیٹر رہے۔

شاہد حسن رضوی صاحب علمی و ادبی ادارہ 'اُردو اکیڈمی بہاول پور کے 1990ء میں سیکرٹری جنرل بنے اور تا حال یہ ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ اُردو اکیڈمی کے تاریخی علمی جریدے 'الزبیر' کے بھی ایڈیٹر ہیں جو ایچ ای سی کے منظور شدہ تحقیقی مجلّات کی فہرست میں بھی شامل رہا ہے۔ اس کے عام شماروں کے علاوہ مختلف موضوعات پر کئی تحقیقی خاص شمارے بھی شائع کیے ہیں جن میں ''بہاولپور نمبر، چولستان نمبر، سفر نامہ نمبر، طارق محمود نمبر اور طنز و مزاح نمبر' شامل ہیں۔ اکیڈمی کے زیرِ اہتمام کئی کتب بھی شائع کیں۔ اس وقت شہاب دہلوی اکیڈمی، مجلس سخن، جرنلزم اسٹڈی، سرکل کا صدر، علمی ادبی اور دینی مجلہ ماہنامہ الہام کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ رضوی صاحب کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں جن میں ''بے مثال ریاست کا شہر۔ بے مثال بہاول پور۔۔ مقالاتِ بہاول پور (بہاول پور کی تاریخ، تہذیب اور ثقافت پر لکھے گئے تحقیقی مقالات کا مجموعہ) سلطنتِ مغلیہ کا زوال طنز و مزاح کے تنقیدی اُفق مرتبہ سفر ہی سفر شامل ہیں جبکہ 'الزبیر کی اقبال شناسی، ادبی مضامین کا مجموعہ زیر طبع ہیں۔ اس کے علاوہ بہاول پور کی تاریخ، تہذیب و ثقافت اور چولستان کی تاریخ و قلعہ جات پر سینکڑوں مضامین و فیچر قومی و مقامی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ 40 سے زائد تحقیقی مقالات ایچ ای سی کے

منظورہ شدہ مجلّات میں شائع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر شاہد حسن رضوی کے علمی کام پر ایک ایم فل کا تھیسز گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے اور ایک آزاد کشمیر یونیورسٹی سے ہوا جبکہ بطور مدیر الذبیر ایک گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لیہ کیمپس اور ایک صادق وویمن یونیورسٹی بہاول پور سے ہوا ہے۔

جبکہ ان کے لکھے ہوئے الذبیر کے موضوعاتی اداریوں کو ڈاکٹر مظہر حسین نے اظہاریہ عنوان سے مرتب کیا ہے۔وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے پروفیسر شاہد حسن رضوی کی کتاب 'بے مثل ریاست کا شہر بے مثال بہاولپور' پر تبصرہ دیتے ہوئے کہا کہ شاہد حسن رضوی تصنیف، تحقیق و تاریخ میں ایک مستند مقام رکھتے ہیں۔ان کی مذکورہ کتاب تاریخِ بہاولپور پر ایک مکمل تحقیقی کتاب ہے۔ڈاکٹر شاہد حسن کے بقول کہ 'تاریخ میں تحقیق کبھی بھی حرفِ آخر نہیں رہی' یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی شہر کی تہذیب ثقافت اور اس کی نفسیات کو کسی ایک شخص کی نظر سے نہیں دیکھا جاسکتا۔اس لئے تہذیب کی تاریخ کو مرتب کرتے ہوئے کتابوں، بزرگوں سے گفت گو،عوام کے بیانات، عمارت کی تزئین اور شہروں کی تشکیل کو بھی مدِنظر رکھا جاتا ہے۔کسی بھی ایک پہلو پر ہر شخص کی رائے مختلف ہوتی ہے۔تاریخ دان ہر پہلو سے اس تاریخ کا مطالعہ کرتا اور پھر اپنی تحقیق کو وسعت عطا کرتا ہے۔ ڈاکٹر شاہد حسن ایک مستند محقق ہیں، جنہوں نے اپنی کتاب میں بہاولپور کے تاریخی، ثقافتی، جغرافیائی، تعلیمی، مذہبی اور نفسیاتی پہلوؤں کا عہدِ حاضر تک کا جائزہ پیش کیا ہے۔اور اس تحقیق میں انہوں نے معلومات کو جمع کرنے کے لئے کتابوں کے علاوہ بزرگوں کی گفت گو اور ذاتی مشاہدے سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ان کی یہ کتاب ریاستِ بہاولپور کی تحقیق میں ایک سنگِ میل ثابت ہوگی اور آنے والے محققین کے لئے

تحقیق کے نئے در وا کرے گی۔ مذکورہ کتاب پر نوائے وقت کراچی ایڈیشن میں ایک تبصرہ کچھ یوں چھپا۔ 'پاکستان کا شہر بہاول پور اپنی بے مثال اور لازوال تاریخی، جغرافیائی، مذہبی، سیاسی، سماجی، ادبی، صحافتی اور ثقافتی اہمیت کے بل پر ایک منفرد شناخت اور حیثیت کا حامل ہے۔ قبل ازیں یہ برصغیر کی ایک محتشم بالشان ریاست تھی جس کے آخری حکمراں نواب صادق محمد خاں خامس تھے جنہوں نے قیامِ پاکستان اور استحکامِ پاکستان کے ضمن میں ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دیں۔

1955ء میں اس ریاست کا (اُس وقت کے) مغربی پاکستان میں اِدغام ہوا اور پہلی جولائی 1970 کو 'ون یونٹ' کے خاتمے پر یہ پاکستان کا ایک شہر نگاراں بن کر ابھرا۔ اگرچہ بہاول پور کی مقامی زبان سرائیکی ہے، جو پہلے ''ریاستی'' کہلاتی تھی۔ لیکن سرکاری زبان نوابی دور میں بھی اُردو رہی ہے۔ چنانچہ بابائے اُردو مولوی عبدالحق نے درست کہا تھا، 'پاکستان بھر میں بہاول پور ہی وہ جگہ ہے جہاں اُردو کو اس کا صحیح مقام ملا۔۔۔' میں اس تناظر میں ایک کتاب ''بے مثال ریاست کا بے مثال شہر بہاول پور' کا تذکرہ کرتا ہوں۔ یہ پروفیسر (ڈاکٹر) شاہد حسن کی لائقِ تحسین کاوش ہے۔ جو اس شہر کی ایک صاحبِ علم و فضل شخصیت سید مسعود حسن شہاب دہلوی (مرحوم) کے صاحب زادے ہیں اور خود بھی اُردو ادب و صحافت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ 216 صفحات پر محیط میگزین سائز کی یہ مجلد کتاب بیس ابواب پر مشتمل ہے اور آخر میں طلبہ و محققین کی رہنمائی کی خاطر ''کتابیات' کا حصہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ ٹائٹل/گرد پوش دیدہ زیب ہے جبکہ کتاب کو خوبصورت رنگین تصاویر سے مزین کیا گیا ہے۔ مصنف کے قلم کا کمال یہ ہے کہ کتاب پڑھتے وقت احساس ہوتا ہے جیسے ہم اُسی دور میں گھوم پھر رہے ہیں جس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی دیدہ ریزی

سے بہاول پور کے تاریخی پسِ منظر، قدیم سفر ناموں میں اس شہر کے ذکر، نوابی دور، رسم و رواج، تعلیمی، ادبی، ثقافتی اور صحافتی روایات، عمارات، محلات، کتب خانوں، ادبی تنظیموں، بازاروں، مساجد، مقابر حتیٰ کہ باغات اور ثریا گھر کے بارے میں بھی مستند معلومات دلچسپ انداز میں فراہم کی ہیں۔

البتہ ایک دو جگہ سہو سرزد ہوا ہے۔ سید تابش الوری صاحب نے اپنے پیش لفظ میں دلی کو 'بارہ ولیوں کی چوکھٹ'' لکھا ہے۔ نہیں جناب، یہ شہر 'بائیس خواجہ کی چوکھٹ'' کہلاتا تھا اور مجھے اوائلِ عمری میں اس چوکھٹ پر جبیں سائی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میر کا ایک شعر کتاب میں دو جگہ دو مختلف صورتوں میں ملا یعنی

ولی کے گلی کوچے اوراق مصور تھے

جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

پروفیسر شاہد حسن رضوی بہاولپور کے علمی وادبی حلقوں میں قدآور شخصیت مانی جاتی ہیں۔ اُن کا گھر کئی تاریخی یاداشتوں سے میزن ہے۔ یہ بات اچنبھے سے خالی نہ ہوگی کہ معروف صحافی و ٹیلی ویژن اینکر جاوید چودھری کو پڑھنے سے رغبت پروفیسر شاہد حسن رضوی کے گھر سے ہوئی۔ اسی گھر میں جاوید چودھری کا پروفیسر ڈاکٹر شہزاد رانا سے تعلق یارانے میں بدل گیا جو تا حال جاری ہے۔ جاوید چودھری حال ہی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا دورہ کرنے بعد گویا ہوئے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پاکستان کی اُبھرتی ہوئی یونیورسٹی ہے جو صدیوں کا سفر سالوں اور سالوں کا سفر مہینوں میں طے کر رہی ہے۔ پروفیسر شاہد حسن رضوی نے بتلایا کہ یہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی شخصیت کا طرہِ امتیاز ہے کہ انہو ں نے نہ صرف ثقافت، زبان اور تہذیب کی پرورش میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں بلکہ نئی نسل

کے اذہان کی آبیاری بھی ڈاکٹر علامہ اقبال کی شاعری اور ولولہ انگیز سوچ کے تحت کر رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ پروفیسر اطہر محبوب جب وائس چانسلر خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئر نگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی تعینات ہوئے تو وہ وہاں معروف صوفی شاعر خواجہ غلام فرید سے موسوم 'خواجہ غلام فرید چیئر' کا قیام عمل میں لائے تاکہ عظیم صوفی شاعر کی سوچ کو پروان چڑھایا جاسکے۔

وہ ہر خطے کی ثقافت، رسوم و رواج، طرزِ رہن سہن میں ڈھل جانے کا فن بخوبی جانتے ہیں، یہی وجہ ہے جب وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور تعینات ہوئے تو یوں لگنے لگا ہے کہ انہیں بہاولپور سے عشق ہو گیا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی تعمیر و ترقی کو جیسے پَر لگ گئے ہوں۔ یونیورسٹی کے حجم میں جہاں اضافہ ہوا ہے وہیں طلبہ و طالبات کو معیاری تعلیم کی فراہمی کے لئے وہ نت نئے رجحانات متعارف کرا رہے ہیں۔ پروفیسر اطہر محبوب کئی سالوں سے جامعہ میں جاری 'جوں کی توں' صورتحال میں واضح تبدیلی لائے ہیں۔، اگرچہ کئی لوگوں کو یہ تبدیلی ہضم نہیں ہو رہی لیکن بہاولپور کے لوگ ڈاکٹر اطہر محبوب صاحب کے کام اور یونیورسٹی کی ترقی کے لئے کیے گئے اقدامات سے مطمئن ہیں اور وہ بجا طور پر یہ توقع رکھتے ہیں کیونکہ آئندہ سالوں میں اس دور کو اسلامیہ یونیورسٹی کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے درخشاں دور کے نام سے یاد رکھا جائے گا۔ جس کا سہرہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب اور اُن کی ٹیم کے سر سجتا ہے۔

روایتی سے ڈیجیٹل یونیورسٹی کا سفر

دنیا میں وہی قومیں ترقی کی منازل تیزی سے طے کرتی ہیں جو دورِ جدید کے تقاضوں کے عین مطابق بدلتی ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ خود کو ہم آہنگ کرتی ہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک نے نہ صرف خود کو نئی ٹیکنالوجی کے ساتھ لیس کیا بلکہ اس نئی ٹیکنالوجی سے اپنے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔ دنیا بھر کی سرکاری و نیم سرکاری اور پرائیوٹ اداروں نے نئی ٹیکنالوجی کے کارآمد استعمال سے اپنے اداروں کی کارکردگی میں بھی بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ جہاں تک پاکستان کی بات ہے ہم کلی طور پر تا حال ٹیکنالوجی کے صحیح استعمال سے کوسوں دور ہیں۔ تاہم ہمارے ہاں چند سرکاری اور غیر سرکاری ادارے ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے ٹیکنالوجی کے استعمال سے خود کو نہ صرف لیس کیا بلکہ وہ دوسرے اداروں کے لئے بھی مثال بنے ہیں۔ پچھلے دنوں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ڈائریکٹر انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈاکٹر رضوان مجید سے ملاقات ہوئی تو ایک سرکاری یونیورسٹی میں ٹیکنالوجی کے صحیح استعمال سے وقوع پذیر انقلاب بارے سیر حاصل جانکاری ہوئی۔

رضوان مجید اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ڈائریکٹر انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ڈائریکٹر سٹوڈنٹس افیرز ہیں۔ دورانِ گفتگو معلوم ہوا کہ انہوں نے وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے زیر سایہ اپنی آئی ٹی ٹیم کے ہمراہ بہاولپور یونیورسٹی کو آئی ٹی یونیورسٹی میں بدل دیا ہے۔ مجھے یہ جان کر حیرانی ہوئی کہ رضوان مجید نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اتنے پلیٹ فارمز بنا دیے ہیں کہ بطور طالب علم، بطور استاد یا انتظامیہ

کے سٹاف ہونے کے ناتے آپ جامعہ سے منسلک ہیں تو پوری یونیورسٹی آپ کے موبائل فون میں دستیاب ہے۔آپ کی ذمہ داریاں۔فرائض،سہولتوں،مراعات،لیکچرز،گریڈز، چھٹیوں،اہم تقریبات کی تفصیل سبھی کچھ آپ کے موبائل میں موجود ہے۔یعنی آپ کے موبائل پر پورا کیمپس مینجمنٹ سسٹم دستیاب ہے۔مثلاً صرف ایک آئی ٹی پلیٹ فارم''مائی آئی یو بی'' کے تحت آپ اٹھارہ اقسام کے معاملات سرانجام دے سکتے ہیں۔جیسے کہ ٹائم ٹیبل، وظائف،لرننگ مینجمنٹ سسٹم،سابق طلبہ سے رابطہ کاری کا نظام،ہیومین ریسورس مینجمنٹ، ہوسٹل، تدریس کے متعلق ایپ، لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ کا پورا نظام، کیس مینجمنٹ،ٹرانسپورٹ،سروے رپورٹس،اکاؤنٹنگ اینڈ فنانس، پروکیورمنٹ،لائبریری، سٹور،لیگل کیس مینجمنٹ سسٹم،اوورِک، امتحانات اور دیگر کئی کام آپ اپنے موبائل سے کر سکتے ہیں۔

اسی طرح سٹوڈنٹس لائف سائیکل نظام کے تحت ایک طالبعلم یونیورسٹی میں داخل ہونے سے لے کر سابق طالبعلم بننے تک ہر مرحلے کی معلومات اور سہولیات سے مستفید ہوسکتا ہے۔علاوہ ازیں آئی یو بی پورٹل،آئی یو بی سمارٹ کارڈ،مائی آئی یو بی انڈرائیڈ ایپ، اور دیگر کئی طرح کی انفارمیشن ٹیکنالوجی سے متعلقہ سہولیات سے میزن اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ایک جہان آباد ہوگیا ہے۔یونیورسٹی کے کل چار ہزار تین سو بہتر ملازمین سے لے کر 53 ہزار طلبہ و طالبات جن میں ساٹھ فیصد سے زائد طلبہ جبکہ انتالیس فیصد سے زائد طالبات کی مکمل معلومات ماؤس کے محض ایک کلک پر موجود ہیں۔اسی طرح پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ پنجاب کی معاونت سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ای۔روزگار پروگرام شروع کیا گیا ہے جس کے تحت کل ایک ہزار طلبہ وطالبات سے زائد کو

تربیت دی جا چکی ہے اور صرف طلبہ سے گیارہ ملین روپے کا منافعہ ہوا ہے۔ وزارتِ انفارمیشن ٹیکنالوجی پاکستان کی معاونت سے قومی فری لانس ٹریننگ پروگرام شروع کیا گیا ہے اور پاکستان کی بہترین آئی ٹی لیب میں شمار ایک ہائی ٹیک لیب قائم کی گئی ہے۔ اٹھارہ کمپیوٹرز لیبس بنائی گئی ہیں، سٹوریج کے لئے ڈیٹا سنٹر بنایا گیا ہے۔ آئی ٹی کی بدولت اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ویڈیو کانفرنس کے حوالے سے بہترین یونیورسٹی میں ڈھل چکی ہے۔ کچھ دیگر دوستوں سے ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے یہ معجزہ کچھ ایسی خوابیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سرانجام دیا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کھلے دل ودماغ کے مالک ہوں۔

آپ کو کسی بھی قسم کا احساسِ کمتری نہ ہو بلکہ آپ دوسروں کو کریڈٹ دینا جانتے ہوں۔ دوسروں کو عزت وتکریم دینے سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک تو دوسروں کو اپنی اہمیت اور اپنے کام کا کریڈٹ ملتا ہے دوسرا آپ کی ٹیم طاقتور ہوتی جاتی ہے۔ یہی کام وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے کیا ہے۔ انہوں نے آتے ہی اپنے تمام بڑے اہم اختیارات پرو وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر نوید اختر کو منتقل کر دیے۔ یوں وہ روزمرہ کے معمولات سے فارغ ہوئے تو پوری توجہ ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کی طرف کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ یونیورسٹی میں گزشتہ دو سالوں کے اندر سات فیکلٹیز سے بڑھ کر سولہ اور شعبہ جات کی تعداد 132 تک جا پہنچی ہے۔ فیکلٹیز اور شعبہ جات کے حوالے سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پاکستان کی سب سے قدیم پنجاب یونیورسٹی کو بھی پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ جبکہ فنانشل منیجمنٹ سسٹم کے تحت یونیورسٹی خسارے سے منافع کی جانب چل پڑی ہے۔ رضوان مجید نے بتایا کہ ہم نے حال ہی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ٹیسٹنگ سروس کا اجراء کیا ہے جس

کے تحت نہ صرف ہم اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں مختلف پروگرامز میں داخلوں بلکہ بھرتیوں تک کا آن لائن ٹیسٹ لے رہے ہیں جس سے شفافیت کا عنصر ابھر کر سامنے آیا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ٹیسٹنگ سروس کے اعتماد اور ساکھ کا یہ عالم ہے کہ دیگر سرکاری و غیر سرکاری تنظیمیں اور ادارے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی ٹیسٹنگ سروس سے اپنے ٹیسٹ منعقد کرا رہے ہیں جس کے سبب مختلف اداروں کو نہ صرف با اعتماد بلکہ شفاف طریقہ کار کے مطابق کام کرنے والی سروس میسر آئی ہے۔ یقینی سی بات ہے اگر یہ سب کچھ ایک وائس چانسلر کا دماغ کر سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہماری باقی 129 جامعات کیوں نہیں کر سکتیں؟ راقم الحروف کے خیال میں ہمیں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ماڈل کو اپنانا چاہیئے تا کہ ہماری قومی جامعات خسارے سے منافع کی جانب چل پڑیں اور ہم اپنے اداروں کو مضبوطی کی جاب رواں دواں کریں۔

خود کفیل جامعہ

اگرچہ یہ ایک اچنبھے کی بات ہے کہ کوئی سرکاری جامعہ مالیاتی طور پر خود کفیل ہو اور نہ صرف روزمرہ بلکہ کئی ترقیاتی منصوبوں پر آنے والی لاگت کا بوجھ بھی وہ خود برداشت کر رہی ہو۔ اگر ایسا کوئی ادارہ ترقی پذیر ملک یعنی پاکستان میں موجود ہو تو جان کر دل کو تسلی ہی نہیں ہوتی بلکہ امید کی ایک کرن بھی جاگ اٹھتی ہے کہ ہمارے جیسے ملک میں بھی کوئی ایسی یونیورسٹی موجود ہے جو مالیاتی طور پر خود کفیل ہو رہی ہے۔ پچھلے دنوں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے خزانہ دار پروفیسر ڈاکٹر ابوبکر نے ایسی ہی کچھ حیرت انگیز معلومات فراہم کیں کہ سماعت پر خوشگوار اثر پڑا۔ مثلاً اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور تین سال قبل ہائر ایجوکیشن کمیشن کی جانب سے فراہم کی جانے والی ایک طے شدہ گرانٹ سے چلنے والی جامع تھی جس میں طلبہ و طالبات کی تعداد محض ساڑھے تیرہ ہزار تھی۔ تب یونیورسٹی کے معاشی و مالیاتی وسائل اخراجات سے کم تھے۔ مگر پھر یک دم وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے جامع کا چارج سنبھالا اور طلبہ کی تعداد محض دو سال کے عرصہ میں ترپن سے پچپن ہزار ہو گئی اور اب شاید ساٹھ ہزار طلبہ و طالبات جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اب صورتحال یوں ہے کہ مالیاتی و معاشی وسائل کا گراف اخراجات سے کہیں زیادہ ہے۔ یونیورسٹی میں کئی ترقیاتی منصوبہ جات شروع کیے گئے ہیں جو اگلے دو سے تین سال میں تکمیل کے مراحل طے کر رہے ہونگے۔ پروفیسر ڈاکٹر ابوبکر نے بتلایا انہوں نے سابق گورنر پنجاب اور چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور لیفٹیننٹ جنرل خالد مقبول اور دیگر کئی وائس چانسلر کو قریب سے دیکھا ہے۔

یہ (پروفیسر اطہر محبوب)واحد وائس چانسلر ہیں جنہیں یونیورسٹی کا صحیح مطلب آتا ہے ۔ پروفیسر ابوبکر قومی اور بین الاقوامی اداروں بشمول بین الاقوامی جامعات میں کام کرنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ آسٹریلیا سے ایم ایس اور پی ایچ ڈی کرنے کے ساتھ پروفیسر ابوبکر نے آسٹریلیا میں کام کیا اور وطن واپسی پر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے بہاولنگر کیمپس کو بطور کیمپس ڈائریکٹر جوائن کیا۔ بہاولنگر کیمپس کے قیام اور بڑھوتری کے لئے سابق چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان پروفیسر ڈاکٹر عطاالرحمن اور گورنر پنجاب جنرل خالد مقبول نے خصوصی دلچسپی لی اور پہلی بار گورنر پنجاب ایک کیمپس کے دورے پر آئے اور مقامی انتظامیہ کو ہدایت جاری کیں کہ کیمپس کی فلاح و بہبود کی تعمیر و ترقی کے لئے مکمل معاونت فراہم کریں۔

پروفیسر ابوبکر نے بتایا کہ یہ بات درست ہے کہ کالج وہ جگہ ہے جہاں معلومات فراہم کی جاتی ہیں جبکہ جامع ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہوتا ہے جہاں کمیونٹی سروس کا کام کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عہدِ اطہر محبوب میں رواں ترقیاتی منصوبوں میں شفافیت کا یہ معیار ہے کہ پہلے مالیاتی بجٹ دستی یا ہاتھ سے بنا ہوا کرتا تھا۔ پہلے تو لوگ اپنی تجاویز مسترد ہونے کے خوف سے کوئی تجویز پیش ہی نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی ایسا کرتا تو اسے کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر اب صورتحال بدل چکی ہے۔ جو بھی تجویز لے کر آتا ہے خود وائس چانسلر ان تجاویز میں مزید بہتری کے ساتھ متعلقہ افسر کی رہنمائی کررہے ہوتے ہیں۔ اب انفارمیشن ٹیکنالوجی کے انقلاب کے بعد یونیورسٹی کا مالیاتی نظام مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے۔ خزانہ دار سے چیک جاری ہوتا ہے۔ فوراً بینک میں جمع ہوتا ہے، جوں ہی چیک کیش ہوتا ہے تو ساتھ ہی کمپیوٹرائزڈ تصدیقی عمل مکمل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پہلے بجٹ بھی دستی ہوا کرتا تھا جس میں نہ تو کسی شعبہ کے چیئرمین اور نہ ہی کسی فیکلٹی کے ڈین کو مشاورت کے عمل

میں شریک کیا جاتا تھا۔ یہ بھی پہلی بار ہوا ہے کہ وائس چانسلر نے تمام شعبہ جات کے چیئر مین ،سر براہان اور ڈینز کو ہدایت جاری کیں ہیں کہ وہ اپنی فیکلٹی ،شعبہ اور ڈائریکٹوریٹ کے اخراجات ایس این ای یعنی Statement of New Expenditure کی لسٹ بنائیں ،اس کے بعد خزانہ دار کے ساتھ ڈسکس کیا گیا۔ بعدازاں فنانس اینڈ پلاننگ کمیٹی جو کہ ایک statutory body ہے وہاں سے منظوری ہوئی۔

پھر سنڈیکیٹ اور آخر میں یونیورسٹی کی سب سے بڑی باڈی یعنی سینٹ سے منظوری لی گئی۔ پروفیسر ابوبکر نے بتلایا کہ 2016 سے لےکر 2021 تک اسلامیہ یونیورسٹی کا کوئی بھی بجٹ سنڈیکیٹ سے منظور نہیں تھا مگر وائس چانسلر نے نہ صرف پچھلے بجٹ سنڈیکیٹ سے منظور کرائے بلکہ موجودہ بجٹ بھی سینٹ سے منظور کرایا گیا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ کسی بھی ترقیاتی منصوبہ پر کسی بھی طرح سے قانونی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اسلامیہ یونیورسٹی میں ترقیاتی منصوبہ جات کی خوبصورتی کا عنصر ہمیں development plan میں نظر آتا ہے۔ ہر ترقیاتی منصوبہ پہلے تجویز کی صورت میں وائس چانسلر، سنڈیکیٹ اور سنڈیکیٹ کی منظوری کے بعد نافذ العمل ہوتا ہے۔جس قدر ترقی ہمیں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں نظر آرہی ہے اس کی کامیابی کا راز بھی وائس چانسلر کی بلند سوچ اور تیز رفتاری میں پنہاں ہے۔ اب یونیورسٹی کی مستقبل مالیاتی منصوبہ بندی کے لئے دو اہداف وضع کیے گئے ہیں جن میں ایک فائل کی ٹریکنگ (سراغ رسانی) اور دوسرا ہدف بلوں کی ٹریکنگ شامل ہیں تا کہ یونیورسٹی کا سارا نظام ہی منظم انداز میں آن لائن چل رہا ہو اور یہ مستقبل قریب میں ہوتا ہوا نظر بھی آرہا ہے۔ مستقبل قریب میں جب تمام جاری ترقیاتی منصوبے تکمیل کی منزل طے کر چکے ہونگے تب یونیورسٹی کے وسائل اسی سطح پر ہونگے جواب ہیں یعنی یونیورسٹی نہ صرف خود کفیل

ہوچکی ہوگی بلکہ کسی بھی نئے ترقیاتی منصوبہ یا پروجیکٹ کے لئے وافر انداز میں وسائل میسر ہونگے اور یونیورسٹی صرف کیمپس کی حد ہی نہیں بلکہ کیمپس کی چار دیواری سے نکل کر بہاولپور اور دیگر ملحقہ علاقوں کے سماجی، معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل تجویز کررہی ہوگی۔

یوں یونیورسٹی، قومی، صوبائی اور ضلعی حکومتوں کے تعاون اور ان کے شانہ بشانہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کررہی ہوگی۔ پروفیسر ڈاکٹر ابوبکر کی گفت گو کے بعد راقم الحروف کو احساس ہوا کہ اگر دیگر جامعات کے وائس چانسلرز بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ماڈل اپنا لیا جائے تو یقینی طور پر ہماری سرکاری جامعات مالیاتی طور پر خود کفیل ہوجائیں گی اور ہم بھی فخریہ انداز میں لوگوں کو بتا رہے ہونگے کہ صرف امریکہ اور برطانیہ کی جامعات ہی دنیا میں دانش کدے نہیں ہیں بلکہ پاکستان کی جامعات بھی اس قابل ہوچکی ہیں کہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر ممالک کے طلبہ و طالبات یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے اپنے ممالک میں کہہ رہے ہونگے کہ وہ پاکستان کی فلاں یونیورسٹی سے پڑھ کر آئے ہیں۔اس مقصد کے لئے ہمیں نامور مسلمان خلیفہ ہارون الرشید اور مامون رشید کے 'دارالحکمت' جیسے ماڈل کو دیکھنا ہوگا جو صحیح معنوں میں دانش کدہ ہو۔اور ایسے دانش کدوں کو مالیاتی طور پر کامیاب بنانے کے لئے ہمیں پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے مالیاتی ماڈل کو اپنانا پڑے گا اور ایسے ماڈل کو کامیاب کرانے کے لئے پروفیسر ابوبکر جیسے موثر فرد کو خزانہ دار لگانا ہوگا۔

میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز

یوں تو پاکستان میں ٹیلی ویژن کی آمد سابق صدر ریٹائرڈ جنرل ایوب خان کے دورِ اقتدار کو 'نعمتوں اور برکتوں' والا دور دکھانے کے لئے تھی مگر کسی کو کیا علم تھا کہ ایک دن آئے گا اِس ٹیلی ویژن نے پاکستان ایک منہ زور صنعت کھڑی کر دینی تھی۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی گھر ہو جس میں ٹیلی ویژن سیٹ موجود نہ ہو۔ اگر آپ ٹیلی ویژن استعمال نہ کر رہے ہوں پھر بھی بجلی کے بل میں ٹیلی ویژن کی فیس آپ کو یہ ضرور یاد کروا دیتی ہے کہ آپ ٹیلی ویژن کا تصور رکھتے ہیں۔ اب ٹیلی ویژن کی جگہ سیل فون نے لے لی ہے۔ سیل فون کی کہانی بھی بڑی دلچسپ ہے۔ تین اپریل 1973 کو سیل فون کے بانی مارٹن کوپر نے سب سے پہلی کال اپنے حریف ڈاکٹر جول اینجل کو کرتے ہوئے کہا 'جوئل! میں مارٹی بات کر رہا ہوں۔

آپ یقین کریں گے کہ میں آپ سے ایک سیل فون سے بات کر رہا ہوں جو واقعتا میں نے اپنے ہاتھ میں اُٹھایا ہوا ہے'۔ یقینی سی بات ہے جوئل کو مارٹن کوپر کا یہ لہجہ جتنا ناگوار گزرا ہونا ہے اُس کا اندازہ صرف حریف ہی لگا سکتا ہے۔ خیر! اُس کے بعد سوا کلو گرام کے سیل فون میں اِس قدر جدت آ چکی ہے کہ اب لوگ ٹیلی ویژن بھی یوٹیوب پہ لائیو دیکھتے ہیں۔ ٹیلی ویژن کے بعد جہاں سیل فون نے دنیا میں حیرت انگیز کارناموں کو جنم دیا ہے وہیں سوشل میڈیا نے بھی اپنا جہان آباد کر لیا ہے۔ پاکستان کا میڈیا جو منہ زور گھوڑے کا روپ دھارے ہوئے ہے اور ہر پل ملک کے انتہائی منفی پہلوؤں کو اجاگر کر کے جہاں ملک

کی بدنامی کا سبب بن رہا ہے وہیں چند پیشہ ورافراد رہ گئے ہیں جو مثبت چیزوں کو دکھا کر ملک وملت کا نام روشن کررہے ہیں۔ایسی ہی شخصیت پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد رانا کی ہے۔ جو اِس وقت شعبہ میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز میں بطور چیئرمین اپنی ذمہ داریاں نبھارہے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد ڈائریکٹوریٹ آف کمیونٹی براڈ کاسٹنگ، ریڈیو، فلم اینڈ ٹی وی کے بانی ڈائریکٹر بھی ہیں۔چیئرمین کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے قبل انہوں نے اِس ڈائریکٹوریٹ کے پلیٹ فارم سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے کئی ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جو شاید اُن کی عدم موجودگی میں تاریخ میں خاموشی کی چادر تانے رہتے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ٹیم کے انتہائی بااعتماد ساتھی اور میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز کے دنیا کے بے تاج بادشاہ ہیں ۔وہ یقینا اپنی ذات میں ایک جامعہ ہیں۔شعبہ میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز کے طلبہ وطالبات کے لئے ایک اُمید کی کرن کی مانند وہ شمع محفل کا کام کررہے ہیں کیونکہ اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور چونکہ جنوبی پنجاب کے کنارے آباد ہے اور مین سٹریم میڈیا (لاہور، اسلام آباد اور کراچی) کی پہنچ سے کافی دور ہے۔ایک ایسی جامعہ میں امُید کا دیا جلانا یقینا اُن کی شخصیت کا خاصہ اور پیشہ ورانہ امور کی سرانجام دہی میں ایماندارانہ سوچ کی عکاس ہے۔ہیلن کیلر کا یہ قول کہ'' انسان 100 کتابوں کا مطالعہ کرے تو وہ ایک جملہ لکھنے کے قابل ہوتا ہے''۔اگرچہ یہ جملہ معنی خیز ہے لیکن اگر اِس معقولے کو پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد کی شخصیت کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔ پروفیسر شہزاد بہاولپور کے مقیم ہیں اور نثر نگاری میں ملکہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ بہاولپور میں نثر نگاروں کا قال ہے مگر پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد اِس قحط الرجال میں اُمید کا دِیا جلائے ہوئے ہیں۔ لکھنے والے بہت

ہیں مگر نصیحت آموز فکاہیہ ادب تخلیق کرنے والی شاید بہاولپور میں یہ واحد شخصیت ہے جو اِس وقت جامعہ اسلامیہ میں شعبہ میڈیا اینڈ کمیونیکیشن کی بطور صدرِ شعبہ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ پروفیسر شہزاد کی شخصیت جاذبِ نظر ہے۔ دل موہ لینے والی گفتگو کرتے ہیں۔ صاحبِ مطالعہ اور دقیق مشاہدہ رکھنے والے ایک سرکردہ ادیب ہیں۔جن کا اُسلوب بیاں پڑھ کر اُنہیں مشتاق احمد یوسفی ثانی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جملوں کی چاشنی اور کاٹ ایسی کہ قاری سحر زدہ ہوکر رہ جاتا ہے۔

جس باریک بینی سے انسانی رویوں کو ڈاکٹر شہزاد نے اپنے مختلف اُردو اور پنجابی انشائیوں اور محافل میں بیان کیا ہے وہ متاثر کن ہے۔ پنجابی زبان میں متعدد تنقیدی مضامین بھی اُن کے کریڈیٹ پر ہیں۔ اُن کی نظریں مشاہدہ نہیں بلکہ ایکسرے یا پوسٹ مارٹم کرتی ہیں۔ پھر اپنے مشاہدات کو جس آسانی کے ساتھ وہ قرطاس پر منتقل کرتے ہیں۔ اُس طرزِ تحریر کو میں بلاجھجک 'نثری سہلِ ممتنع'' بھی کہا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر شہزاد زمانہِ طالب علمی سے ہی کالم نویسی کر رہے ہیں۔ اُن کے کالم حقیقت میں کالم کی کتابی تعریف پر پورا اُترتے ہیں۔ اُن کے متعدد برجستہ اور طبع زاد کالم آج بھی لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ برسوں پہلے سینئر براڈ کاسٹر شہزاد نعیم شاہ نے ڈاکٹر شہزاد کو ریڈیو پر ڈرامہ نگاری کیلئے دعوت دی تھی۔ جب سے اب تک ڈاکٹر شہزاد ریڈیو پاکستان بہاولپور کیلئے متعدد اُردو اور پنجابی فکاہیہ سکرپٹس لکھ چکے ہیں۔ خاص طور پر تہواروں کے موقع پر لکھے گئے اُن کے سکرپٹس بھی قابلِ ذکر ہیں جن کے لئے نامی گرامی صداکاروں کی خدمات لی جاتی رہی ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی کیلئے تحریروں کی باریکیوں کو بہت سمجھتے ہیں۔ اُن کا فطری میلان بھی اِن شعبوں کی طرف زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 200 سے زیادہ ٹی وی ڈاکومنٹری بنا چکے ہیں۔ موبائل کے

ذریعہ ویڈیو ڈاکومنٹری بنانے میں مہارت رکھتے ہیں اور اِس شعبہ میں ہزاروں طالبعلوں کو تربیت بھی دے چکے ہیں۔ خاکہ و فیچر نویسی ، انٹرا یکٹو تھیٹر ، آپریس تھیٹر ، فوک سٹوڈیو ، فوٹوگرامی ، شہر کی دیواروں پر پینٹنگ کا تخیل طلبا میں منتقل کرنے کا عمل ہو یا موسیقی ، وہ اِن سب شعبوں میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

وہ درجنوں قومی و بین الاقوامی کانفرنسوں میں اپنے تحقیق و علمی مقالوں کے ذریعہ اپنے ادارہ اور شہر کا نام روشن کر چکے ہیں۔ آپ کی دو ڈاکومنٹری بہت مشہور ہوئیں۔ بیساکھی پر بنائی گئی ڈاکومنٹری پی ٹی وی پر بھی نشر ہوئی۔ اپنے طالبعلموں کو عملی تربیت دینے کے لئے وسائل کی کامیابی کے باوجود میگزین شائع کرواتے رہے۔ ڈاکٹر محمد شہزاد دورانِ تعلیم اسلامیہ یونیوسٹی بہاولپور کے میگیزن ''سروش'' کے مدیر بھی رہے ہیں۔ جس کی تازہ ترین مثال اسلامیہ یونیورسٹی میں عامل صحافیوں کی تربیت کیلئے منعقدہ ورکشاپس ہیں۔ رئیس الجامعہ ڈاکٹر اطہر محبوب نے یہ اہم ذمہ داری ڈاکٹر محمد شہزاد کو سونپی اور انہوں نے انتہائی معیاری تربیتی سیشن کروا کر بہترین منتظم ہونے کا بھی ثبوت دیا۔ اِن تربیتی سیشن میں ملک کے تمام بڑے بڑے اداروں کے ماہرین ڈاکٹر شہزاد کی دعوت پر ہنسی خوشی بہاولپور آئے اور اپنے تجربات دوسروں کو منتقل کئے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو سمجھنے والا اگر کوئی میڈیا ایکسپرٹ اور میڈیا مینیجر ہے تو وہ پروفیسر ڈاکٹر محمد شہزاد رانا ہی ہیں۔ یہ دعویٰ زیبِ داستاں کیلئے نہیں بلکہ شارٹ فلم میکنگ ، ڈاکومنٹری ، ریڈیائی تحریریں ، سیٹیزن جنرل ازم پر اُن کا کام و نتائج ، موبائل بیس ڈاکومنٹر یز اور اُن کے تربیت یافتہ سینکڑوں طالبعلم اِس کا بات کا عملی ثبوت ہیں۔ یہ ڈاکٹر شہزاد رانا ہی ہیں جنہوں نے طالبعلموں کو کانٹینٹ رائٹنگ ہنر سکھانے کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اُن کے بنائے ہوئے

اسلامیہ یونیورسٹی پرنٹ اینڈ الیکٹرانک میڈیا یونٹ کی شاندار کارکردگی جامعہ اسلامیہ اور شعبہ میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز کے ریکارڈ کا حصہ ہے۔ اِن دنوں بھی اسلامیہ یونیورسٹی کی میڈیا سوسائٹی کے مشیر ہیں اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ طالبعلموں میں سوشل میڈیا سے متعلق آگاہی کیلئے تربیت فراہم کرتے ہیں۔

آپ طالبعلموں کو الیکٹرانک میڈیا کی عملی تربیت دلوانے کیلئے ذاتی اثر ورسوخ کے ذریعہ بہترین تنظیموں اور اداروں کے ماہرین کی خدمات اسلامیہ یونیورسٹی کیلئے حاصل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد شہزاد کو انفرادی طور پر مزید کئی اعزازات حاصل ہیں جن کا ذکر ضروری ہے۔ مثلاً اسلامیہ یونیورسٹی کے شعبہ صحافت کے پہلے طالبعلم ہیں جنہوں نے پی ایچ ڈی کی۔ وہ پہلے پی ایچ ڈی سکالر ہیں جن کے مقالہ کا اردو ترجمہ کر کے مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ وہ اِس شعبہ کے پہلے طالبعلم ہیں جو یہیں بطور استاد تعینات ہوئے۔ اس سے پہلے تمام اساتذہ مختلف جامعات کے فارغ التحصیل ہیں۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور پر پہلی آفیشل ڈاکومنٹری پی ٹی وی اسلام آباد سنٹر نے تیار کی تھی۔ اُس اولین ڈاکومنٹری کا سکرپٹ بھی ڈاکٹر شہزاد رانا نے لکھا تھا۔ یہ پہلی ڈاکومنٹری شاید 2006 میں بنائی گئی تھی۔ اُن کے دور میں معروف کالم نگار نوید امان خان اور جاوید چوہدری بھی شعبہ صحافت میں زیرِ تعلیم تھے۔ یہ دونوں ڈاکٹر شہزاد کے بہترین دوستوں میں شامل ہیں۔ ڈاکٹر شہزاد، نوید امان خان اور جاوید چودھری کے ساتھ بیتے ہوئے خوبصورت لمحات کی سنہری یادیں آج بھی دہراتے رہتے ہیں۔ شعبہِ صحافت میں ڈاکٹر غلام شبیر بلوچ، ڈاکٹر سجاد پراچہ، ڈاکٹر روشن آراء راؤ اور ڈاکٹر عبدالواجد خان آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ سابق چیئرمین شعبہ صحافت شمس الدین کو اپنا Mentor تسلیم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شمس الدین آپ کی پی ایچ

ڈی کے نگران تھے۔ آج کل وہ یونیورسٹی آف کراچی سے وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر شہزاد رانا جنابِ قدرت اللہ شہزاد، جنابِ زاہد علی خان اور پروفیسر ڈاکٹر روشن آراء راؤ (مرحومہ) کو بھی ہمیشہ اپنا Mentor ہی سمجھتے ہیں۔

وہ اکثر کہتے ہیں کہ والدین کی تربیت کے بعد اِن تینوں شخصیات نے زندگی کی راہیں متعین کرنے میں اُن کی بھرپور رہنمائی اور مدد کی ہے۔ ڈاکٹر شہزاد کچھ عرصہ محکمہ ہائی ویز پنجاب کے مکینکل شعبہ میں سب انجینئر بھی رہے۔ وہاں کی یادوں میں کیوان قدر شان اور ایس ای علیم خان آج بھی اُن کی یادوں میں تازہ ہیں۔ فٹ بال کے کھیل کے شیدائی ہیں اور خود بھی کھلاڑی رہے ہیں۔ فٹ بال کے منتظم قاری اظہار اللہ مرحوم، نسیم قریشی مرحوم، حنیف تیلی، شمشاد علی قریشی، لالہ شبیر ثمین اور کرکٹ کوچ ماجد خان آج بھی اُن کو یاد ہیں۔ ڈاکٹر شہزاد کو سرگرمیاں کرنے میں لطف آتا ہے۔ لڑکپن میں سابق وزیرِ خوراک سمیع اللہ چودھری کے ساتھ مل کر رینگ سائیکل ایسوسی ایشن قائم کی اور تین سال باقاعدگی سے یزمان تا بہاولپور سائیکل ریس کا اہتمام کیا جس میں ڈویژن بھر کے سینکڑوں سائیکلسٹ حصہ بھی لیتے تھے۔ ڈاکٹر شہزاد صفِ اول کے ادیب ہیں مگر کم کم لکھتے ہیں۔ اگر وہ باقاعدگی سے لکھنا شروع کردیں تو فکاہیہ اُردو ادب میں گراں قدر اضافہ ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد شہزاد رانا کے علمی مقام و مرتبہ پر اگر طائرانہ نظر دوڑائیں تو پتا چلتا ہے کہ آپ کی نگرانی میں چار پی ایچ ڈیز مکمل ہوئیں اور پانچ مکمل ہونے والی ہیں جبکہ 37 ایم فل مقالے اُن کی نگرانی میں مکمل ہو چکے ہیں۔ دورانِ گف گو پروفیسر محمد شہزاد نے بتلایا کہ یوں تو اُنہوں نے کئی وائس چانسلرز کے ساتھ کام کیا ہے۔ اُن سب میں جزوی طور پر خوبیاں تھیں مگر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو اللہ تعالیٰ نے قیادت کی تمام خوبیاں کلی طور پر عطا کردی ہیں۔ وہ ہمیشہ سبھی کو محبت اور عزت و

احترام سے نوازتے ہیں۔

اُن کے چہرے پر تروتازگی رہتی ہے۔ لہجے میں مٹھاس، باتوں میں شیرینی اور مدلل گفت گو وائس چانسلر کی شخصیت کا خاصا ہے۔ کہنے لگے کہ انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے جس انداز میں جامعہ اسلامیہ کو تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے اُس کی مثال اسلامیہ یونیورسٹی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ ایک نئی جامعہ بن چکی ہے جو بین الاقوامی سطح پر اپنی پہچان رکھتی ہے۔ آج ہر بندہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی مثال دیتا ہے۔ آج اسلامیہ یونیورسٹی کے کسی بھی شعبہ کو اُٹھا لیا جائے اور محض پونے چار سال قبل اُس کی حالت کا موجودہ حالات سے تقابل کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ شعبہ نئے سرے سے تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔ جامعہ معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو چکی ہے۔ سماج کے سبھی حوالوں سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی سماجی و معاشرتی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جامعہ اسلامیہ نے وائس چانسلر کی قیادت میں جہاں اپنی پہچان بنائی ہے وہیں بہاولپور ڈویژن اور خود جنوبی پنجاب کے لازوال تاریخی و معاشرتی کردار کو اجاگر کیا ہے۔ بہاولپور بالخصوص اور جنوبی پنجاب بالعموم وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جنابِ انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی گراں قدر خدمات کا ہمیشہ ہمیشہ مرہونِ منت رہے گا۔ یہ رتبہ بھی اللہ تعالیٰ کم بندوں کو عطاء کرتا ہے کہ دورانِ ملازمت لوگ اُنہیں دعائیں دیں۔

لیگل منیجمنٹ سسٹم میں جِدت

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جہاں ہر شعبہ کے کام کرنے کے روایتی طور طریقے اپنائے جاتے تھے وہاں دورِ جدید میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال بارے آج تک کسی کو خیال تک نہیں آیا۔ یہی وجہ تھی کہ فائل سسٹم سے لے کر پیپرز بنانے، جوابی شیٹ، داخلوں کے طلبہ و طالبات کی تعلیمی پرکھنے کے طریقہِ کار بھی روایتی تھے۔ ہر آفس میں فائلوں کے انبار عہدِ رفتہ کے نشانات کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ جامعہ کے کسی بھی سینئر اسسٹنٹ رجسٹرار، اسسٹنٹ کنٹرولر یا پھر اسسٹنٹ خزانہ سے سوال کریں تو روایتی جواب ملتا تھا کہ فائل سسٹم کا کوئی نعم البدل ہو ہی نہیں سکتا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ عہدِ حاضر میں بدلتے رجحانات کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ یوں ہر وائس چانسلر کی آمد کے ساتھ اگرچہ کچھ بہتری ضرور آئی مگر ہر وائس چانسلر اور منیجمنٹ نے روایتی طریقہِ کار کو بدلنے کی طرف توجہ نہ دی یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ دورِ جدید کی نئی ٹیکنالوجی سے جامعہ کو متعارف کرانے، طلبہ و طالبات، اساتذہ اور انتظامیہ کے افسران و اہلکاران کو مستفید کرنے کا سہرہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے سر سجتا تھا۔ آج اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ہر نظام دورِ جدید کے تقاضوں کے عین مطابق نئی ٹیکنالوجی سے میزن ہے۔ ہر تدریسی شعبہ، طلبہ و طالبات، اساتذہ حتی کہ انتظامی دفاتر میں بھی جدید ٹیکنالوجی کی آمد نے جہاں آفس کے روایتی طریقہِ کار کو بدلا ہے وہیں متعلقہ دفتر کی کارکردگی میں واضح بہتری آئی ہے۔ ہر جامعہ میں اگرچہ ہر دفتر اہمیت رکھتا ہے مگر آئے روز اخبارات اور میڈیا کے دیگر میڈیمز میں تقریباً ہر جامعہ کے متعلق منفی خبروں

کے سبب خزانہ دار، رجسٹرار آفس اور لیگل ونگ زیرِ عتاب رہتے ہیں۔ مگر فیصل آباد کے گھنٹہ گھر کی طرح ہر مسئلے کے حل کا رُخ لیگل ونگ کی طرف ہی جاتا ہے۔ چند سال قبل اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور بھی ایک ایسی ہی جامعہ تھی جہاں تعیناتیوں، عمارات کی تعمیر، فرنیچر کی خرید و فروخت حتیٰ کہ امتحانات کے متعلق خبریں آئے روز اخبارات کی زینت بنی رہتی تھیں مگر کچھ عرصہ سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں معمولاتِ زندگی ہی بدل گئے ہیں۔ جہاں لیگل شعبہ نے روایتی انداز عہدِ جدید کے مطابق خود کو ڈھال کر نئی ٹیکنالوجی سے کلی طور پر استفادہ کیا ہے۔

ایڈیشنل رجسٹرار محمد بلال ارشاد لٹی گیشن سیل کے سربراہ کے طور پر کام کر رہے ہیں جن کے ہمراہ ڈپٹی رجسٹرار (لٹی گیشن اینڈ ریگولیشن) ارم مریم ناز، اسسٹنٹ رجسٹرار وزیر علی، اسسٹنٹ رجسٹرار اسامہ شفیق اور دیگر افسران کے طور پر کام کر رہے ہیں، محمد بلال ارشاد چونکہ انتظامی امور کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے انہیں ڈائریکٹر لینڈ ریکارڈ کا بھی اضافی چارج سونپا ہے۔ محمد بلال ارشاد انتظامی اور لیگل امور میں پندرہ سال سے زائد کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ اِس لئے وہ یونیورسٹی کے انتظامی معاملات بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ ملائیشین یونیورسٹی سے ٹیکنالوجی منیجمنٹ کے مضمون میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ محمد بلال ارشاد نے بتلایا کہ جب انہوں نے لٹی گیشن ونگ کا چارج سنبھالا تو انہیں پہلا نوٹی فیکیشن سپریم کورٹ کی جانب عباسیہ کیمپس کے قبضے کا جاری ہوا تھا اور افسران و اہلکاران سے متعارف ہوئے بنا۔ وسائل کی جانکاری یا پھر سیل کے عمومی طریقۂ کار اور کارکردگی جانے بِنا انہیں متعلقہ کیس کو لڑنے کا کہا گیا جسے انہوں نے بڑے ہی سلیقے سے لڑا اور کیس جامعہ کے

حق میں کرایا۔ بلال ارشاد نے کہا کہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق انہوں نے لٹی گیشن سیل کو ازسرِ نو ترتیب دیا، بہاولپور، ملتان اور لاہور بار کا جائزہ لیا، بہتر سے بہترین وکلاء کی خدمات بطور کنسلٹنٹ مستعار لیں، ماہانہ تیس ہزار اعزازیہ اور ہر کیس کی معقول فیس کے عوض بہترین وکلاء کو اسلامیہ یونیورسٹی کے پینل پر لیا، تمام سابقہ اور زیرِ التوا کیسز کی فائلیں منگوائیں، تمام کیسز کے ریکارڈ کو جمع کیا۔ ہر کیس کو جانچنے کے بعد ہر کیس کے کاغذات کو سکین کیا گیا۔ تمام کیسز کی درجہ بندی کی گئی تاکہ کنسلٹنٹس کو معلوم متعلقہ کیس ہی سونپا جاسکے۔

اس سے کئی فوائد حاصل ہوئے، ایک تو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی اعلیٰ منیجمنٹ کو معلوم ہوا کہ کس نوعیت کے کیسز میں عدالتی رجحان زیادہ تھا اور کس نوعیت کے کیسز میں کمی دیکھی گئی تھی۔ بلال ارشاد نے مزید بتایا کہ جدید طریقہ اپنانے کے بعد انہیں بہتر فیصلہ سازی کا موقع ملا۔ انہوں نے ہر کنسلٹنٹ کے لئے ایک اسسٹنٹ تعینات کیا تاکہ وہ متعلقہ کنسلٹنٹ کے تمام فائلیں خود ہی maintain کرے، کیسز کی تواریخ کو یاد رکھے اور متعلقہ کنسلٹنٹ کو بروقت کیس کی سماعت کے متعلق آگاہ کر سکے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ متعلقہ تاریخ کو اسسٹنٹ کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ خود عدالت میں کنسلٹنٹ کے ہمراہ پیش ہو اور کنسلٹنٹ کی کارکردگی کا جائزہ لے۔ یوں ہر کنسلنٹ لیگل کو خود احساس ہوا کہ جامعہ ہر کیس کی پیروی کر رہی ہے اور ان کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا جا رہا ہے۔ محمد بلال ارشاد کے مطابق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق ہر کنسلٹنٹ کو کارکردگی اور ڈسپوزل اوسط کے مطابق کیسز سونپے جاتے ہیں تاکہ کسی دوسرے کنسلٹنٹ کو کسی قسم کا شکوہ نہ ہو۔ اسی طرح ہر کیس کو ڈیجیٹل کرنے کا یہ بھی فائدہ

ہوا کہ ماضی میں کیسز کے ریفرنسز بھی مل گئے اور نئے کیس میں جامعہ خود عدالت کو ماضی کے عدالتی فیصلوں بارے آگاہ کررہی ہوتی ہے جس سے عدالت کو جامعہ کے حق میں فیصلہ دینے میں آسانی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں لینڈ ریکارڈ ایک انتہائی اہم مگر کٹھن مرحلہ تھا۔ محمد بلال ارشاد نے جب چارج سنبھالا تو کسی کو علم نہیں تھا کہ جامعہ کی کل زمین کتنا تھی۔ کتنے زمینی وسائل تھے، زمینی وسائل کی کل مالیت کیا تھی۔

انہوں نے چارج سنبھالتے ہی ڈسٹرکٹ کمشنر کے طے کردہ نرخوں کے مطابق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے بغداد الجدید کیمپس، عباسیہ کیمپس، ریلوے روڈ (خواجہ فرید) کیمپس، رحیم یار خان کیمپس، بہاولنگر کیمپس، لیاقت پور کیمپس، احمد پور شرقیہ کیمپس وغیرہ کے کل زمینی وسائل کی نہ صرف مالیت کا تخمینہ لگایا گیا اور جامعہ کے پاس کل اثاثہ جات کی کل قیمت کا بھی تعین ہوگیا۔ ساتھ ہی ساتھ جامعہ کے تمام زمینی وسائل کو گوگل میپ کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے تا کہ کوئی بھی اہم سیاسی وسماجی شخصیت کو بریفنگ دینے کے لئے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا جاسکے۔ یعنی اب دنیا کے کسی بھی مقام پہ بیٹھے آپ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے کسی بھی حصہ کو گوگل میپ کے ذریعے دیکھ سکتے ہیں اور چند سالوں میں وہاں ہونے والی تدریسی سرگرمیوں کو بھی لائیو دیکھا جاسکے گا۔ مذکورہ بالا سیل کی کارکردگی کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جامعہ کی والہانہ قیادت کے سبب یونیورسٹی کے ہر تدریسی شعبہ جات کی کارکردگی میں بہتری آئی ہے وہیں لٹی گیشن سیل جیسے اہم شعبہ کی کارکردگی میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ محمد بلال ارشاد نے بتایا کہ جب سے وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے جامعہ کا چارج سنبھالا ہے یونیورسٹی کی قسمت ہی بدل گئی ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ مستقبل میں یونیورسٹی پاکستان کی نمبرون یونیورسٹی بن کر سامنے آئے گی۔

اکیڈمک، پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ

شعبہ منصوبہ بندی و ترقی یا عرفِ عام میں پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کسی بھی سرکاری و غیر سرکاری ادارے کی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے۔ سرکاری جامعات ہوں، نیم سرکاری محکمے ہوں یا غیر سرکاری ادارے ہوں سبھی کی کامیابی میں کلیدی کردار ہمیشہ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ادا کرتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سرکاری جامعات میں یہ شعبہ غنودگی کی صورتحال میں رہتا ہے۔ بنیادی وجہ اکثر اوقات وائس چانسلرز اور انتظامیہ نئے ترقیاتی پروجیکٹس شروع کرنے میں اس لئے بھی ہچکچاہٹ کا شکار رہتی ہے کہ چارسالہ مختصر عرصہ کے بعد نیب، اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ، عدالتوں اور دیگر احتسابی اداروں کی جانب سے غیر ضروری انکوائریزی کا ناختم ہونے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ماضی قریب میں کچھ وائس چانسلرز کو ہتھکڑیاں لگا کر عدالتوں میں پیش کرنا، میڈیا ٹرائل کے ذریعے وائس چانسلرز کو اس حد تک ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی بھی سرکاری جامعہ کا وائس چانسلر بڑے پروجیکٹس شروع کرنے سے احتراظ کرتا ہے۔ مگر تاریخ کے اوو راق کھنگھا لے جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ نے ہمیشہ اُن افراد کو اپنے سینے میں جگہ دی ہے جنہوں نے دنیاوی ڈر اور افراد کے خوف سے بالاتر ہوکر بہادرانہ کام کئے اور تاریخ رقم کردی۔ ایک زندہ جاوید مثال اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب ہیں جنہوں نے محض تین سال کے اندر جامعہ کی شکل بدل کے رکھ دی ہے۔ اربوں روپے کے ترقیاتی کام کا اجراء، ان کی مانیٹرنگ، اوران کی کامیاب تکمیل کے طفیل یقینی طور پر آئندہ کئی برسوں میں

وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کا نام تاریخ میں زندہ وتابندہ رہے گا۔ پچھلے دنوں محمد شجی الرحمن سے ملاقات ہوئی انہوں نے کئی تعمیراتی پروجیکٹس پر سیر حاصل گفت گو کی۔ محمد شجی الرحمن بطور ایڈیشنل رجسٹرار (اکیڈمک وایڈیشنل ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ شجی الرحمن تعلیمی وادبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کے آباؤ اجداد میں مولانا حفیظ الرحمن، مولانا عزیرالرحمن، سیٹھ عبید الرحمن، ڈاکٹر جمیل الرحمن اور گورنر پنجاب اور سابق وفاقی وزیر برائے تعلیم محمد بلیغ الرحمن میں نمایاں ہیں۔ یہ خاندان ریاستِ بہاولپور کے آغاز کے ساتھ ہی یہاں رہائش اختیار کیئے ہوئے ہے۔

اس خاندان کی بنیادی پہچان تعلیم، ادب، تجارت اور سیاست رہا ہے۔ محمد شجی الرحمن نے ابتدائی تعلیم بہاولپور سے حاصل کی، بی کام اور ایم بی اے میں گولڈ میڈل بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے حاصل کیا۔ ایم بی اے کے فوراً بعد اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ہی میں اُن کی بطور اسسٹنٹ رجسٹرار تعیناتی ہوگئی۔ اسی دوران انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی تعمیر وترقی کے لے یونیورسٹی انتظامیہ اور حکومتی سطح کے افسران کے درمیان پل کا کردار ادا کیا اور کئی پروجیکٹس پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ شجی الرحمن کا کہنا تھا کہ ہر وائس چانسلر اپنی سَمت طے کرتا ہے اور چار سال وہ اسی سَمت میں کام میں گامزن رہتا ہے۔ اُن کے بقول شعبہ پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کے بغیر کوئی بھی ادارہ اپنی سمت طے نہیں کرسکتا۔ آغاز سے ہی موجودہ وائس چانسلر نے اپنا ویژن بتایا۔ وائس چانسلر نے کہا کہ اگلے دوسالوں میں ہم چالیس ہزار طلبہ وطالبات پر مشتمل ہونگے۔ ہم نے سوچا کہ کہاں تیرہ ہزار طلبہ وطالبات اور کہاں چالیس ہزار؟ اگرچہ پوری یونیورسٹی انتظامیہ تذبذب کا شکار ضرور تھی کہ یہ سب کیسے

ہوگا مگر ہم نے اپنے منصوبے بنانا شروع کیے۔ پروپوزل بنائے گئے، ورکنگ پیپرز تیار ہوئے۔ ابتدائی طور پر وائس چانسلر نے کہا کہ سولر پارک کا منصوبہ فوری طور پر مکمل کیا جائے کیونکہ جب طلبہ و طالبات کی تعداد میں اضافہ ہوگا تو یقینی طور پر بجلی کی کھپت میں بھی اضافہ ہوگا اور موجودہ میپکو کا سسٹم بجلی کی کھپت پوری نہیں کر پائے گا۔ اسی لئے ہم نے پا سولر پارک کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے رات دن ایک کر دیا۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن، سابق صوبائی وزیر توانائی ڈاکٹر اختر ملک اور دیگر حکومتی ارکان کی کاوشوں سے اڑھائی میگا واٹ کے سولر پارک نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

اسی طرح دوسرا اہم ٹاسک نئی عمارات کی تعمیر تھی تا کہ بڑھتی ہوئی تعداد کے حساب سے کلاس رومز اور فیکلٹی بلڈنگ کی تعمیر تھا جس پر صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے تعاون سے کام جاری ہے۔ محمد شجیع الرحمن کے مطابق ہائر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان مختلف پروجیکٹس کی مد میں سرکاری جامعات کو ترقیاتی فنڈ مہیا کرتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت شجیع الرحمن نے وائس چانسلر کی مشاورت سے پی سی ون بنایا اور ہائر ایجوکیشن کمیشن کو جمع کرایا۔ اس پروگرام کے تحت ہائر ایجوکیشن کمیشن نے چار ارب روپے کا ریکارڈ پروجیکٹ منظور کیا۔ اس پروجیکٹ کے تحت بغداد الجدید میں تین اکیڈمک بلاکس اور دو ہاسٹل، بہاولنگر کیمپس میں ایک اکیڈمک بلاک اور طالبات کے لئے دو ہاسٹلز، اسی طرح احمد پور شرقیہ سب کیمپس میں اکیڈمک بلاکس، ہاسٹل، چار دیواری کی تعمیر اور دیگر تعمیرات ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی جامعہ اسلامیہ کی تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ کسی بھی سرکاری جامعہ میں پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ تصور کے تحت چار ارب روپے مالیت کے ترقیاتی کام جاری کیے گئے ہیں۔ اس پروجیکٹ کے تحت تین نئی فیکلٹی

بلڈنگز، ایگری کلچرل کالج کی توسیع ، چار نئے ہاسٹل، اور منیجمنٹ فیکلٹی کی عمارت کے ساتھ سڑک اور نیا گول چکر بنایا جائے گا۔انہوں نے بتایا کہ اس پروجیکٹ کے حوالے سے پرو چانسلر راجہ یاسر ہمایوں نے دیگر یونیورسٹیز کو بھی کہا ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی طرز پر ایسا ماڈل اپنایا جائے تا کہ سرکاری جامعات نہ صرف اپنے وسائل میں رہتے ہوئے کام کریں بلکہ پرائیوٹ سیکٹر کو بھی شامل کریں اور جامعات کی بڑھوتری کے لئے کام کیا جائے۔

دریں اثناء اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے تقریباً پونے دوسوملین روپے کے پروجیکٹس مکمل کر چکی ہے جن میں ہاسٹلز، چار دیواری اور دیگر منصوبہ جات کی مرمت و بحالی کا کام شامل ہے۔محمد شجیع الرحمن کے مطابق سوا ارب روپے کے مزید پروجیکٹس جاری ہیں جن میں بہاولنگر کیمپس میں اکیڈمک بلاک، گیسٹ ہاؤس اور گرلز ہاسٹل کی تعمیر، رحیم یار خان کیمپس میں مسجد کی تعمیر، اور بغداد کیمپس میں ایمفی تھیٹر، جامع مسجد کی توسیع شامل ہیں، علاوہ ازیں متعدد پروجیکٹس جن میں مقامی سطح پر کھومبیوں، اسٹرابری، کھجوروں، مالٹے اور کیمپس میں تزین و آرائش کے لئے کٹ فلاور اگانے کے منصوبہ جات بھی شامل ہیں۔کئی ایسے پروجیکٹس پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں جن کے مکمل ہونے پر کیمپس کی خوبصورتی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔رواں سال میں حکومت پنجاب کے ساتھ بات چیت چل رہی ہے تا کہ نرسنگ کالج کے لئے نئی عمارت کا منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے، اور پاکستان کی سطح پر نرسنگ کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔اس پروجیکٹ کے تحت نہ صرف بغداد الجدید کیمپس میں ایک مکمل کالج کا قیام عمل میں لایا جائے گا بلکہ بہاولنگر اور رحیم یار خان کیمپس میں بھی سب کیمپس بنائے گا جائیں گے۔محمد شجیع الرحمن سے گفت گو کے بعد

راقم الحروف کو احساس ہوا کہ اگر قیادت کا ویژن رکھتی ہو۔ بہادرانہ فیصلے کرنے کی ہمت و سکت رکھتی ہو تو سرکاری جامعات کو یقینی طور پر نہ صرف آگے بڑھایا جاسکتا ہے بلکہ دنیا کی صفِ اول کی جامعات میں شامل کرایا جاسکتا ہے۔

تعلقاتِ عامہ کی خاص باتیں

شہزاد احمد خالد اس وقت پاکستانی جامعات میں شعبہ تعلقات عامہ کے سینئر تجربہ کار ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور سے سال 2006 سے وابستہ ہیں اور اس وقت ایڈیشنل رجسٹرار اور ڈائریکٹر پریس میڈیا اینڈ پبلیکیشنز کی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں۔شہزاد احمد خالد 20 مارچ 1977 کو بہاول پور میں پیدا ہوئے۔ان کا تعلق ضلع رحیم یار خان کے قصبہ فیروزہ سے ہے۔ان کے والد جام احمد بخش علاقے کی معروف سماجی شخصیت ہیں جنہوں نے پاکستان آرمی میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے ڈھاکہ اور پشاور میں ڈیوٹی سرانجام دیں اور 1971 کی جنگ میں حصہ لیا بعدازاں وہ کپڑے کے کاروبار سے منسلک ہو گئے۔شہزاد احمد خالد نے میٹرک اور انٹرمیڈیٹ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول فیروزہ سے امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بہاول پور سے بی ایس سی کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ماسٹر ان پبلک ایڈمنسٹریشن میں داخلہ لیا اور 2002 میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پاس آؤٹ ہوئے۔ اسی سال انہیں ورلڈ بینک اور سمیڈا کے مشترکہ تحقیقی پراجیکٹ کے لیے منتخب کیا گیا جہاں انہوں نے لاہور اور گردونواح کے 200 صنعتی اداروں کی سرمایہ کاری اور حکومتی سہولیات سے متعلق رپورٹ کی تیاری میں عملی حصہ لیا۔سال 2003 میں ابراہیم فائبرز لمیٹڈ فیصل آباد سے وابستہ ہو گئے اور اس ادارے میں بطور ہیومن ریسورس آفیسر خدمات سرانجام دیں۔انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اس وقت کے

سب سے بڑے سپیننگ یونٹ کی جنرل مینجر سے عام ورکر تک ریکروٹمنٹ کی ذمہ داری سنبھالی۔ اگست 2006 میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں ان کا تقرر بطور مینجر پلیسمنٹ اینڈ کیریئر کونسلنگ ہوا تاہم نومبر 2006 میں انہیں پبلک ریلیشنز آفیسر کی ذمہ داری دے دی گئی۔ بعد ازاں انہیں ڈپٹی رجسٹرار پبلک افیئرز، ایڈیشنل رجسٹرار اور ڈائریکٹر پریس میڈیا اینڈ پبلیکیشنز کے عہدوں پر ترقی ملی۔ انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں پرنسپل سیکورٹی آفیسر، پرنسپل اسٹیٹ کیئر آفیسر اور ڈپٹی رجسٹرار اکیڈیمکس کے اضافی عہدوں پر بھی کام کیا۔ تقریبا ایک سال تک شعبہ مینجمنٹ سائنسز میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر بھی تعینات رہے۔

سال 2015 میں کامسیٹس یونیورسٹی اسلام آباد سے پراجیکٹ مینجمنٹ میں ایم فل کی ڈگری حاصل کی اور اس وقت اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں مینجمنٹ میں پی ایچ ڈی سکالر ہیں۔ شہزاد احمد خالد کا شمار اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے تجربہ کار اور منجھے ہوئے افسران میں ہوتا ہے جنہوں نے براہ راست 7 وائس چانسلروں کے ساتھ کام کیا اور یونیورسٹی میں ہونے والے اہم امور میں ان کی مشاورت شامل رہی۔ وہ پبلک ایڈمنسٹریشن اور پبلک ریلیشنز کے ماہر ہیں اور اس سلسلے میں ہائر ایجوکیشن کمیشن نے انہیں برٹش کونسل کی خصوصی ٹریننگ کے لیے دوبئی بھی بھیجا۔ آج شعبہ تعلقات عامہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور خبروں کی نشر و اشاعت، سوشل میڈیا، مطبوعات اور ایونٹ مینجمنٹ میں پاکستان بھر میں اپنی مثال آپ ہے۔ اسی طرح بہاول پور لٹریری اینڈ کلچرل فیسٹیول، یونیورسٹی میں طلباء وطالبات کی سوسائٹیوں کے قیام اور بہاول پور ٹریڈ فیئر جیسے میگا ایونٹس کے انعقاد و آغاز میں ان کا مرکزی کردار شامل ہے۔ کووڈ بحران کے دوران یونیورسٹی فیکلٹی ممبران، ملازمین، طلباء وطالبات اور

کمیونٹی میں رابطہ کاری، آن لائن سیمسٹر اور رفاعی کاموں کے لیے سہولیات فراہم کرنے میں ادارہ جاتی پہل اور عملی کام اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ ویسے تو شہزاد احمد خالد اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی گزشتہ 17 سال میں ہونے والی ترقی میں عملی طور پر شریک ہیں لیکن موجودہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی حالیہ چار برسوں میں ہونے والی غیر معمولی ترقی، توسیع اور عالمی یونیورسٹی کا درجہ ملنے والے جیسی کامیابیوں میں تعلقات عامہ اور نشر و اشاعت کا شعبہ انہوں نے سنبھالا اور وائس چانسلر کی رہنمائی میں بہت سی کامیابیاں سمیٹیں۔

ان کا کہنا ہے کہ انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نہ صرف پاکستان بلکہ عالمی سطح کے مدبر، منتظم اور رہنما ہیں جنہوں نے اعلیٰ تعلیم کے شعبے کو سماجی اور معاشی ترقی سے جوڑ کر ایک نئے پیراڈائم اور نظریے کا آغاز کیا ہے۔ گزشتہ 8 برسوں میں جنوبی پنجاب کی تعلیمی ترقی میں ڈاکٹر اطہر محبوب کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ رحیم یار خان میں سٹیٹ آف دی آرٹ خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے قیام سے نہ صرف جنوبی پنجاب بلکہ سندھ اور بلوچستان کے نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع میسر آئے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں 7 فیکلٹیز سے 16، اور 48 شعبہ جات سے 148، جبکہ 13 ہزار طلباء و طالبات سے تقریباً پینسٹھ ہزار، 550 اساتذہ سے 1400 اساتذہ تک کا سفر ساڑھے تین برسوں کے مختصر عرصے میں مکمل کرنا ڈاکٹر اطہر محبوب جیسی قابل اور عہد ساز شخصیت کی قیادت میں ہی ممکن ہوا۔ انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی چار ارب کی اکانومی کو 20 ارب سالانہ کی معیشت میں تبدیل کیا ہے جو بلاشبہ بہاول پور کی سماجی اور معاشی ترقی میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اسی طرح ملکی معاشی ترقی سے ہم آہنگ زرعی منصوبے جیسے بارش میں اضافے

کے ذریعے صحرائے چولستان کو ایگرو اکنامک زون میں تبدیل کرنا، کلائمیٹ چینج، مکئی اور سویابین کی مخلوط کاشت اور زرعی معیشت میں کپاس اور ٹیکسٹائل کی بحالی کے لیے تحقیق ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

آئی ٹی کے شعبے میں ای روزگار، ٹیک پورا اور دیگر منصوبے اس علاقے کی ترقی کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ شہزاد احمد خالد بطور ایک آفیسر اس ترقی کے عمل میں شریک ہیں اور شبانہ روز مصروف عمل ہیں۔ دورانِ گفت گو شہزاد احمد خالد نے بتایا کہ ہر وائس چانسلر کی قائدانہ صلاحتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ہر وائس چانسلر اپنے تئیں بہتر سے بہتر انداز میں کام سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے مگر کامیابی کسی کسی کے نصیب میں ہوتی ہے۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب واحد وائس چانسلر ہیں جو ہر پل اور ہر دن کام میں مشغول رہتے ہیں۔ اُنہیں کام سے عشق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور چند ہی سالوں کے اندر پاکستان کی نامور جامعہ بن کر اُبھری ہے۔ پروفیسر اطہر محبوب کی شخصیت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ نہ صرف نئے مواقع بناتے ہیں تاکہ جامعہ اور اُس میں کام کرنے والی ٹیم کو آگے بڑھنے کا حوصلہ ملے۔ اُنہوں نے آتے ہی اُس وقت کی ٹیم کو ہی اپنی ٹیم سمجھ کر اپنا لیا اور لوگوں کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے متاثر کیا۔ آج ہر فیکلٹی ممبر اور انتظامیہ کا افسر اِس کوشش میں مگن رہتا ہے کہ کسی طرح وہ دوسروں سے اچھا کام کر سکے اور ایک لیڈر کی کرشماتی شخصیت کا یہی خاصا ہوسکتا ہے کہ آج اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی موجودہ ٹیم شاید کسی بھی جامعہ کی بہترین ٹیم ہوگی۔ پروفیسر اطہر محبوب نے نہ صرف اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور بلکہ خصوصاً بہاولپور شہر اور اِس جنوبی پنجاب کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ایسے ایسے ترقیاتی اقدامات اُٹھائے گئے ہیں جو آگے چل کر دوررس نتائج کے حامل ہونگے۔

جنابِ شہزاد احمد خالد کی گفت گو جاری تھی کہ اِس دوران فوٹو گرافر قاسم نے آ کر بتلایا کہ غلام محمد گھوٹوی ہال میں تقریب شروع ہونے والی ہے۔ راقم الحروف کے پوچھنے پر شہزاد احمد خالد نے مزید بتایا کہ جامعہ میں عباسیہ کیمپس میں ایک سینٹ ہال تھا جسے بعد ازاں 'غلام محمد گھوٹوی' ہال کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ دراصل غلام محمد گھوٹوی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے پہلے وائس چانسلر تھے۔ گفت گو کا یہ سلسلہ شاید طوالت اختیار کر جاتا اگر ہمارے سامنے بہاولپوری سوہن حلوہ اور گرما گرم چائے پیش نہ کی گئی ہوتی۔ اگرچہ ہر ترجمان اپنی جامعہ کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر جو باتیں ڈائریکٹر پریس میڈیا اینڈ پبلیکیشنز نے بتلائیں وہ حرف بہ حرف درست تھیں۔

کیئریئر کونسلنگ اور صنعتی رابطہ کاری

پاکستانی سرکاری جامعات اور کالجز میں طلبہ و طالبات کے کیئریر کونسلنگ اور کیئریر پلیس منٹ کے متعلق آگاہی فراہم کرنا اور بچوں کو صنعت کے ساتھ منسلک کرنا تدریسی اداروں کی ذمہ داری میں شامل کرلیا جائے تو کچھ ہی سالوں میں ملک کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ یونیورسٹی لائف ایک ایسے سہانے کیمپس کی لائف ہوتی ہے جہاں طلبہ و طالبات کو تصوراتی زندگی جینے کا موقع ملتا ہے۔ مگر پالیسی ساز اداروں اور اہلِ حل وعقد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس سہانی لائف کے دوران ہی طلبہ و طالبات کی سماجی زندگی کے ساتھ ساتھ پیشہ ورانہ زندگی جینے کے متعلق نہ صرف آگاہی فراہم کریں بلکہ ان کی رہنمائی فرمائیں تاکہ طلبہ و طالبات کالجز اور یونیورسٹیز سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد فوراً عمل میدان میں اترنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں۔

کچھ عرصہ قبل جنوبی پنجاب میں طلبہ و طالبات میں نہ صرف صحیح سمت کے تعین میں مشکل درپیش تھی بلکہ ساتھ ہی ساتھ انہیں سی ایس ایس اور دیگر مقابلے کے امتحانات کے حوالے سے کوئی مناسب اور متعلقہ پلیٹ فارم دستیاب نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سنٹرل سپیریئر سروسز میں جنوبی پنجاب کے طلبہ و طالبات کی شرح ہمیشہ سے کم ہوتی ہے۔ اکثر اوقات یہی دیکھا گیا ہے کہ پہلے تو جامعات میں اس طرح کا کوئی شعبہ سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے طلبہ و طالبات کو صرف نظریاتی علم کے زور پر ڈگری دے دی جاتی ہے اور وہ خود صنعت میں جا کر کام سیکھتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ یونیورسٹی کی سطح پر طلبہ و طالبات کو

نہ صرف مقابلے کے امتحانات کے لئے تیار کیا جائے بلکہ ساتھ ہی ساتھ ان میں اعتماد بڑھانے کے لئے ان کے کیئریر کونسلنگ اور صنعت میں ملازمت کے مواقع فراہم کرنے کی فضاء قائم کی جائے۔خوش قسمتی سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپوران چند پاکستانی جامعات میں شامل ہیں جہاں پر جہاندیدہ وائس چانسلرز کی تعیناتی نے جامعات کے مقدر ہی کو بدل دیا ہے۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی تعیناتی سے قبل اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں اس طرح کا کوئی شعبہ یونیورسٹی میں سرے سے موجود ہی نہ تھا۔اس لئے عرصہِ دراز سے اس شعبہ کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔

وائس چانسلر نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ڈائریکیٹوریٹ آف کیئریئر کونسلنگ اینڈ پلیس منٹ سنٹر قائم کیا۔شاہد درانی کوڈائریکٹوریٹ کا پہلا ڈائریکٹر تعینات کیا گیا۔شاہد درانی اسلامیہ یونیورسٹی جائن کرنے سے قبل قریباً بیس سال کا قومی و بین الاقوامی صنعتی تجربہ رکھتے ہیں جس میں ملٹی نیشنل کمپنیاں بھی شامل ہیں جہاں انہوں نے مارکیٹنگ، پبلک ریلشنز، کیئریئر کونسلنگ، صحیح پروفیشن کے چناؤ اور بڑھوتری کے لئے انہوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ جب شاہد درانی سے بات چیت ہوئی تو اُن کی گفت گو سے معلوم ہوا کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ویژن کے مطابق یونیورسٹی نے طے کیا کہ انہوں نے طلبہ و طالبات کو محض ڈگری کا ٹکڑا نہیں تھمانا بلکہ انہیں دورانِ تعلیم صحیح پیشہ کے چناؤ کے لئے رہنمائی بھی فراہم کرنا ہے۔ انہیں ملازمت حاصل کرنے کیلئے متعلقہ پیشہ ورانہ مہارتیں فراہم کرنا ہیں۔تاہم اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ تعلیمی اداروں اور صنعت کا تعلق انتہائی کمزور رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صنعت کی ضرورت کے مطابق تعلیمی اداروں نے تربیت یافتہ کھیپ پیدا ہی نہیں کی کیونکہ اس پہلو کی

طرف کسی نے سوچنا ہی گوارا نہیں کیا۔جس کے سبب اکیڈیمیہ اور صنعت کے درمیان فاصلے بڑھتے گئے۔صنعتوں میں غیر تعلیم یافتہ لیکن تجربہ کار افراد نے جگہ لے لی اور تعلیم یافتہ افراد ہاتھوں میں ڈگری لئے در در کی ٹھوکریں کھاتے نظر آئے۔جامعات پر میڈیا اور دیگر سیکٹرز سے تنقید کے نشتر بھی برسائے گئے جو کسی حد تک درست تھے کیونکہ یہ پہلو ہمیشہ سے نظر انداز ہوتا آ رہا تھا۔ پریشان کن امر یہ ہے کہ اگر عصرِ حاضر میں اس خالی جگہ کو پُر نہ کیا گیا تو ملک و ملت کا مستقبل مخدوش ہوتا جائے گا۔اور یہ بھی پہلی بار ہوا ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے پلیٹ فارم سے صنعتوں کو تعلیم اور تربیت یافتہ طلبہ و طالبات میسر آ رہے ہیں اور صنعت کا اعتماد تعلیمی اداروں پر بڑھ رہا ہے۔

شاہد درانی نے بتایا کہ اس ڈائریکیٹوریٹ کے کئی مقاصد میں سے ایک مقصد پہلے سمسٹر کے طلبہ و طالبات کو یونیورسٹی لائف کے متعلق آگاہی فراہم کرنا، معاشرتی قباحتوں سے بچانا اور انہیں صحیح سمت کا تعین کرنے میں مدد دینا ہے۔ چھٹے اور ساتویں سمسٹر کے طلبہ و طالبات کو اس پلیٹ فارم سے ملازمتوں کے لئے انٹرویو دینے کی پیشہ ورانہ مہارتیں سکھائی جاتی ہیں۔انہیں سی وی اور کور لیٹر لکھنے کی تربیت دی جاتی ہے،انہیں فرضی انٹرویو کی مشقیں کرائی جاتی ہیں تاکہ طلبہ و طالبات میں اعتماد پیدا کیا جا سکے اور جب وہ عملی میدان میں اتریں تو انہیں عمل کے میدانِ کارزار میں ابتدائی مشکلات کے متعلق نہ صرف مکمل جانکاری حاصل ہو بلکہ انہیں اُن مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے بارے میں بنیادی تربیت بھی حاصل ہو۔ اسی لئے پیشہ ورانہ تربیت فراہم کرنے کے لئے مختلف صنعتوں کے ماہرین کو یونیورسٹی میں مدعوع کیا جاتا ہے۔طلبہ و طالبات کو مختلف صنعتوں کے دورے کرائے جاتے ہیں تاکہ صنعت کے متعلق انہیں مکمل آگاہی حاصل ہو۔اس مقصد کے حصول کے لئے

مختلف فیکلٹیز اور شعبہ جات میں ورکشاپ، سیمینارز اور سمپوزیم منعقد کرائے جاتے ہیں۔ طلبہ و طالبات کو آن جاب ٹریننگ فراہم کرنے کے لئے ماہرینِ صنعت کو مدعوع کیا جاتا ہے۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق جامعہ کے طلبہ و طالبات کو امریکی یونیورسٹیز کی طرز پر پہلے سمسٹرز کے طلبہ و طالبات کے لئے پچیس سے تیس کریڈیٹ آورز کا متن اور کورسز ترتیب دیے گئے ہیں تاکہ وہ یونیورسٹی لائف میں اپنے مستقبل کے بارے میں بہت کلیئر ہوں۔ مختلف قباحتوں، سماجی برائیوں کے متعلق بھی انہیں معلومات حاصل ہوں تاکہ وہ معاشرے میں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ چل سکیں۔

ساتھ ہی ڈائریکٹوریٹ آف کیئریئر کونسلنگ اینڈ پلیس منٹ سنٹر نے چھٹے اور ساتویں طلبہ و طالبات جو بی ایس/گریجوئیٹ کی ڈگری حاصل کر چکے ہوتے ہیں اُنہیں اعلیٰ ملازمتوں کے حصول کے لئے مقابلہ جات کی تیاری کا سنٹر قائم کیا ہے۔ جسے Competitive Exams Center کہا جاتا ہے جسے ابتدائی طور پر ایمفی تھیٹر سے ملحق کلاس رومز میں شروع کیا گیا۔ اس سنٹر میں پہلے مرحلے میں سی ایس ایس اور پی ایم ایس کے لازمی (Compulsory) مضامین کی تیاری کرائی جارہی ہے اور جلد دیگر مضامین کا اجراء بھی کر دیا جائے گا۔ سی ایس ایس کی کلاسز کو پڑھانے کے لئے متعلقہ مضامین کے لئے بہترین اساتذہ کرام کی خدمات لی گئی ہیں۔ کچھ اساتذہ براہِ راست عملی شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ سینئر حکومتی افسران بشمول ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس، ضلعی پولیس افسران، ڈپٹی کمشنر اور دیگر افراد کو گیسٹ لیکچر کے لئے مدعوع کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ و طالبات میں عملی میدان کے متعلق ترغیب و شعور اُجاگر کیا جاسکے۔

نرسنگ کالج کا قیام

جغرافیائی اعتبار سے پاکستان ایک ایسے خطہ میں موجود ہے جہاں قدرتی آفات تقریباً ہر سال کا معمول ہیں۔ ہر سال کوئی نہ کوئی قدرتی آفت پاکستان سے کسی نہ کسی صورت میں ٹکراتی ہے۔ چاہے زلزلہ ہو، سیلاب ہو یا پھر بلند و بالا عمارتوں میں آتش زدگی کے سانحات، عمارتیں اور پلازے گرنے کے واقعات ہوں، صحت کی صورتحال ہمیشہ خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ناگہانی صورتحال میں ڈاکٹرز، پیرامیڈکس اور نرسز کی طلب کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں صحت کی صورتحال کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ بات سامنے آئی ہے کہ پاکستان کو ہنگامی بنیادوں پر کم از کم نوے لاکھ نرسز کی ضرورت ہے۔ ایک لمحے کے لئے سوچئے کہ اگر یہ پاکستان کی صورتحال ہے تو مڈل ایسٹ اور دنیا کے دیگر ممالک میں نرسز کی طلب کس قدر شدید ہو سکتی ہے۔

اس بات کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر سال ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ڈاکٹرز اور نرسز مڈل ایسٹ اور دنیا کے دیگر ممالک میں بسلسلہ روزگار جاتے ہیں۔ اس حوالے سے راقم الحروف کی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے یونیورسٹی کالج آف نرسنگ کے پرنسپل ایسوسی ایٹ پروفیسر فرحان مختار سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتلایا کہ یونیورسٹی کالج آف نرسنگ کا قیام پاکستان میں (جنرل کیٹیگری کا) پہلا پروجیکٹ ہے جس میں ایک سرکاری یونیورسٹی نے نرسنگ کالج شروع کیا ہے۔ اس ادارے میں سیکھنے کے لئے جو وسائل موجود ہیں وہ پاکستان کے کسی بھی متعلقہ شعبہ سے کم نہیں ہیں۔ یہاں طلبہ و طالبات کو لیب

کے ساتھ ساتھ وہ تمام ضروری سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں جو نرسنگ کورس کرنے کے لئے ایک نرس کو ضرورت ہوتی ہیں۔ نرسنگ کالج نے حال ہی میں سر صادق خان ہسپتال (سابق سول ہسپتال) اور بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے ساتھ معاہدے کیے ہیں تاکہ طلبہ و طالبات کو مطلوبہ سہولیات میسر آسکیں۔ نرسنگ کالج میں طلبہ و طالبات کو اپنے تئیں تمام نظریاتی علم فراہم کیا جاتا ہے اور تجرباتی عمل سے گزارنے کے لئے انہیں مذکورہ ہسپتالوں میں ماہرین کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ عملی میدان میں پیشہ ورانہ فرائض سرانجام دینے کے لئے قابلِ عمل اور پیشہ ورانہ امور میں ماہر نرسز بن کر میدان میں اتریں۔

یونیورسٹی کالج آف نرسنگ میں اینا ٹیمی اینڈ فزیالوجی لیب، چارٹٹوریل رومز، ایک بنیادی سکلز لیب، ایڈوانس سکلز لیب، گرلز کامن روم، بوائز کامن روم، عبادت کے لئے جگہ، جدید کانفرنس اور امتحانی مراکز، جدید خطوط پر استوار فیکلٹی آفس اور دیگر سہولیات کو اس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے کہ طلبہ و طالبات کے لئے ایک بہترین سیکھنے کا ماحول پیدا ہو گیا ہے۔ ایک جائزے کے مطابق ہر سال پاکستان میں صرف تیس ہزار کے قریب ڈاکٹرز جبکہ پانچ سے چھ ہزار کے قریب نرسز فارغ التحصیل ہوتی ہیں جبکہ پاکستان بھر کے ہسپتالوں اور صحت کے مراکز کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ دیکھا گیا ہے کہ پاکستان واحد ملک ہے جہاں نرسز کی تعداد کم ہے۔ اس لئے پاکستان کو فی الفور ہنگامی بنیادوں پر بائیس لاکھ نرسز درکار ہیں جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق ہمیں نوے لاکھ نرسز چاہئیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ ہمارا صحت کا نظام نوے لاکھ نرسز کی تنخواہوں اور سہولیات برداشت کرنے کا پوری طرح متحمل ہے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ ہر سرکاری ہسپتال میں نرسز کی اسامیاں خالی پڑی ہیں، چونکہ نرسز سرے سے موجود ہی نہیں ہیں اس لئے نرسز کی اسامیاں ہسپتالوں اور صحت کے مراکز میں

خالی پڑی ہیں۔خصوصاً جنوبی پنجاب میں صورتحال انتہائی گھمبیر ہے۔وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے دورِ جدید کے تقاضوں کے عین مطابق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں اس یونیورسٹی کالج آف نرسنگ کا منصوبہ بنایا اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

پاکستان نرسنگ کونسل نے اس ادارے کو ماڈل انسٹی ٹیوٹ مانتے ہوئے مختلف کالجز کو ہدایت دی ہیں کہ اس کا مشاہدہ کریں اور اس ماڈل کو اپنائیں۔بہترین پیشہ ورانہ ماحول کو دیکھتے ہوئے چند ہی ماہ میں دس سے زائد کالجز کی یونیورسٹی کالج آف نرسنگ سے الحاق کی درخواستیں موصول ہوچکی ہیں کہ انہیں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے نرسنگ کالج کے ساتھ منسلک کیا جائے۔اس نرسنگ کالج کے قیام کا بنیادی مقصد بہاولپور ڈویژن اور جنوبی پنجاب میں نرسز کی کمی کو پورا کرنا اور نرسز کو مناسب روزگار فراہم کرنا ہے اور نرسز کی بڑھتی ہوئی طلب کو بھی پورا کرنا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک ایسا سروس سٹرکچر بنایا جائے تاکہ یہی نرسز نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک پیشہ ورانہ امور سرانجام دیتے ہوئے ملک کے لئے بھی زرِمبادلہ بھی کما سکیں۔حال ہی میں اورسیز ایمپلائیز کارپوریشن کے پلیٹ فارم سے تقریباً پندرہ سو سے نرسز کویت گئی ہیں اور وہاں ایک نرس کی اوسط تنخواہ تقریبا آٹھ لاکھ روپے ماہانہ بنتی ہے۔کرونا اور صحت کی گھمبیر صورتحال کے پیشِ نظر جاپان اور کینیڈا نے بھی نرسز کے لئے ویزا پالیسی کی شرائط بہت نرم کردی ہیں جس کے ذریعے دو مہینے سے بھی کم وقت میں نرسز جاپان اور کنیڈا جاسکتی ہے اور بڑی معقول تنخواہ پر کام کرسکتی ہیں۔وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے کہا ہے کہ حالیہ کرونا کی صورت حال میں پوری دنیا میں نرسز کی طلب محسوس کی گئی ،جبکہ اس وبا میں دنیا بھر میں صحت کا نظام بیٹھتا ہوا محسوس ہوا ہے۔اس ماحول کے پیشِ نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ وائس چانسلر

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ویژن کے مطابق محکمہ صحت کو چاہیئے کہ وہ تمام یونیورسٹیز کو ہدایت جاری کرے کہ وہ بہاولپور یونیورسٹی ماڈل کو اپنائیں اور ملک میں نرسز کی کمی کو سمجھتے ہوئے نرسنگ کالجز اور انسٹی ٹیوٹ قائم کریں جس سے نہ صرف پاکستان میں نرسز کی کمی کو پورا کیا جائے گا بلکہ دیگر ممالک میں بھی نرسز بھیج کر ملک کے لئے خاطر خواہ زرِمبادلہ کمایا جا سکے گا۔

فیکلٹی ڈیویلپمنٹ پروگرام

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور محض اڑھائی سال قبل پانچ سو سے کم فیکلٹی ممبرز کے ساتھ تیرہ ہزار طلبہ و طالبات کے ہمراہ شاید چند درجن تدریسی شعبہ جات پر مشتمل تھی۔کون جانتا تھا کہ سرکاری گرانٹ سے چلنے والی یونیورسٹی کے دن پھرنے والے تھے۔اب یونیورسٹی میں فیکلٹی ممبران کی تعداد اٹھارہ سو ہو چکی ہے جس میں سات سو سے زائد پی ایچ ڈی فیکلٹی ممبران ہیں۔تدریسی شعبہ جات کی تعداد 130 سے بڑھ چکی ہے جبکہ طلبہ و طالبات کی تعداد ساٹھ ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ طلبہ و طالبات اور شعبہ جات کے تناسب سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی یعنی پنجاب یونیورسٹی سے بھی آگے چلی گئی ہے۔ اس تجسس کے ساتھ جب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے رجسٹرار اور سابق ڈین فیکلٹی آف ایگری کلچر پروفیسر ڈاکٹر معظم جمیل کے ساتھ طویل نشست ہوئی تو کئی بند دریچوں کے در وا ہوئے اور معلومات کا جہان آشکار ہو۔پروفیسر ڈاکٹر معظم جمیل کے مطابق اڑھائی سال قبل کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس یونیورسٹی میں فُل پروفیسرز کی تعداد کبھی پچاس سے بھی اوپر ہو گی۔کیونکہ موجودہ وائس چانسلر کی تعیناتی سے قبل یہاں محض 19 پروفیسرز تعینات تھے۔مگر اب یہ تعداد پچاس سے اوپر ہو گئی ہے اور آئندہ کچھ سالوں میں یہ تعداد 100 سے بھی اوپر ہو گی۔وائس چانسلر نے جہاں پروفیسرز کی تعداد میں اضافہ کیا ہے، وہیں فیکلٹی کی سہولت کے لئے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے تقریباً 125 طلبہ و طالبات کو ٹیچنگ اسسٹنٹ تعینات کیا ہے جنہیں ہر ماہ مناسب اعزازیہ دیا جاتا ہے اور ان

کی پچھتر فیصد فیس بھی معاف کی گئی ہے جبکہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں محض چار گھنٹے متعلقہ فیکلٹی ممبر کی مدد کرنا ہوتی ہے۔ وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق مستقبل میں انہی ٹیچنگ اسسٹنٹ حضرات میں سے ایسوسی ایٹ لیکچرز اور لیکچررز تعینات ہونگے۔صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مستقبل فیکلٹی ممبران کے ساتھ ساتھ وائس چانسلر نے 200 ایسوسی ایٹ لیکچررز تعینات کیے ہیں۔

حال ہی میں ایک نوٹیفیکیشن نکالا گیا ہے جس کی رو سے پچاس فیصد لیکچررز کی تعیناتی موجودہ ایسوسی ایٹ لیکچررز سے ہوگی۔ پروفیسر ڈاکٹر معظم جمیل نے 1998 میں ایگری کلچر یونیورسٹی فیصل آباد سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں سترہ سال ریجنل ایگری کلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بہاولپور ریجن میں بطور ریسرچ آفیسر تعینات رہے۔ 2005 میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ایگری کلچرل کالج کو بطور اسسٹنٹ پروفیسر جائن کیا اور اس دوران کئی اہم پوزیشن پر کام کیا۔ 2009 سے لے کر 2021 تک وہ بطور پرنسپل ایگری کلچرل کالج تعینات رہے بعد ازاں موجودہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے انہیں تمام کوڈل پروسیجرز کے بعد رجسٹرار تعینات کیا۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ کسی بھی سرکاری ادارے کی بحالی و ترقی کے لئے ضروری ہے کہ وہاں تربیت یافتہ افسران و اہلکاران ہوں۔ یہ فارمولا سرکاری یونیورسٹی پہ لاگو ہوتا ہے۔ یونیورسٹی ایک ایسی درسگاہ اور دانش گاہ ہوتی ہے جہاں مستقبل کے معمار پیدا ہوتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہاں پڑھانے کے لئے بھی تعلیم یافتہ، صنعت و حرفت سے وابستہ اور تجربہ کار ماہرین موجود ہوں جنہیں نہ صرف نظریاتی علم پہ دسترس حاصل ہو بلکہ انہیں متعلقہ صنعت کا بھی وسیع تجربہ ہو جو انہیں مستقبل میں اپنے بچوں کو سکھانے کے کام آئے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ایک

ایسی دانش گاہ میں بدل رہی ہے جہاں مستقبل میں نہ صرف سماجی سائنسدان پیدا ہونگے اور معاشرتی بدلتے رویوں بارے اپنے طلبہ و طالبات کو جانکاری دے رہے ہونگے بلکہ اسی یونیورسٹی سے ایسے سائنسدان بھی پیدا ہونگے جو صنعت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کسانوں، صنعت کاروں اور بازار کی ضرورت کے مطابق اشیاء پیدا کر رہے ہونگے۔

پروفیسر معظم جمیل کے مطابق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اب صحیح معنوں میں معاشرتی ضروریات کے مطابق کام کررہی ہے۔مثلا چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف پلانٹ پتھالوجی پروفیسر ڈاکٹر نوید ملغانی کے مطابق حال ہی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ایسے سپان یا بیج پیدا کیے ہیں جس کی مدد سے کھمبیوں کو مقامی سطح پر پیدا کیا جارہاہےاوران کی کاشت کو قابلِ استعمال بنایا جارہاہے۔صورتحال اس نہج پہ پہنچ چکی ہے کہ مقامی سطح پر تیار کی جانے والی کھمبیوں کی کاشت کو نہ صرف مقامی سطح کی ضروریات کو پورا کیا جارہا ہے بلکہ اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے فارغ التحصیل طلبہ و طالبات کھمبیوں کے کاروبار سے وابستہ ہورہے ہیں۔ پروفیسر معظم جمیل کے مطابق جب آپ یونیورسٹی سے تربیت یافتہ کھیپ پیدا کرتے ہیں تو صحیح معنوں میں یونیورسٹی اپنے معنی کے مطابق کمیونٹی سروس کے لئے کام کررہی ہوتی ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے جب چارج سنبھالا تو یونیورسٹی بجلی کی قلت اور اضافی بلوں کی مدد میں کروڑوں روپے واپڈا کو ادا کررہی تھی۔ وائس چانسلر نے آتے ہی موجودہ فیکلٹی سے مشاورت کی اور 2.5 میگاواٹ کا سولر پارک بنایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب یونیورسٹی کا سارا کیمپس توانائی کی مدد میں خودکفیل ہوچکا ہے۔اب صرف رات کے وقت بجلی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے واپڈا کی بجلی استعمال کی جارہی ہے وگرنہ سردیوں میں دن بھر کی بجلی سولر پروجیکٹ سے حاصل ہورہی ہے۔

بلاشبہ یہ ایک خوش آئند تجربہ ہے اور قابلِ تقلید مثال ہے کہ اگر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور خسارے سے منافع کی جانب سفر کر سکتی ہے۔ طلبہ و طالبات کی تعداد میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ فیکلٹی اور ایڈمنسٹریشن کی تعداد میں مناسب اور قوانین کے دائرے میں رہتے ہوئے اضافہ کیا جاسکتا ہے تو دوسری یونیورسٹیز کو بھی چاہئے کہ وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی کامیاب پریکٹس کو اپنائیں اور اپنے قومی اداروں کو خسارے سے منافع کی جانب گامزن کریں۔

فیکلٹی اور انتظامیہ کا ماضی و حال

حافظ محمد عارف رموز بطور ایڈیشن رجسٹرار ایڈمنسٹریشن اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ہنس مُکھ، منکسر المزاج اور ہمیشہ پرعزم نظر آنے والی شخصیت کے مالک ہیں۔ اُن کے آباؤ اجداد جے پور سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ دورانِ ہجرت وہ پریشان تھے کہ نئے دیس میں اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ ہوگا، کیسے لوگ ہونگے، کیسا رویہ ہوگا؟ یہ سب پریشانیاں اُس وقت دم توڑ گئیں جب 1947 میں ریاستِ بہاولپور کے نواب آف بہاولپور سر صادق محمد خان عباسی پنجم نے بھارت سے ہجرت کر کے پاکستان آنے والوں کو انتہائی پرتپاک انداز میں خوش آمدید کہا اور اندرون شہر میں اُنہیں مکانات پیش کئے۔ اگر چہ عارف رموز کے دادا ہجرت کے وقت پاکستان نہ آئے بلکہ پاکستان قائم ہونے کے بعد وہ بہاولپور آئے تاکہ اپنے بچوں کو قائل کر سکیں کہ وہ واپس چلے آئیں کیونکہ ہجرت کے بعد بھی اُن کا گھر، جائیداد اور باقی مال اسباب بالکل سلامت تھا۔

مگر عارف رموز کے والد، دیگر عزیز و اقارب کو نواب آف بہاولپور نے اپنی محبت کا گرویدہ بنا لیا تھا اس لئے یہ خاندان ریاستِ بہاولپور کے قائدین اور عوام کی محبت کا اَسیر بن کر رہ گیا۔ اگر چہ اب بھی اِس خاندان کے کچھ رشتے دار بھارت میں آباد ہیں اور کئی دہائیوں بعد شادی بیاہ کے موقع پر قلیل ملاقات ہوجاتی ہے مگر شاید اب ہجرت اور سرحد پار کے واقعات قصہِ پارینہ بنتے جارتے ہیں۔ عارف رموز نے اوائل عمری میں اپنے دوستوں کے ساتھ خوب کرکٹ کھیلی۔ ڈویثرن کی سطح پر اَنڈر 19 بیڈمنٹن ٹورنامنٹ بھی کھیلا۔ کئی

دوست احباب بنائے۔ عارف رموز کے والد محترم چونکہ سر صادق ایجرٹن کالج سے بطور چیف لائبریرین ریٹائر ہوئے تھے اور بعد ازاں کنٹریکٹ پر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو جوائن کرلیا۔ یونیورسٹی کیا لائبریری قائم اور اُسے وسعت دینے میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس لئے عارف رموز کو اسلامیہ یونیورسٹی سے خوب واقفیت تھی۔ کہنے لگے لیکن جب انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایم ایس سی میں داخلہ لیا تو انہوں نے سوچا بھی نہ تھا کہ ماسٹر کرتے ہی اُسی جامعہ میں اُنہیں ملازمت کا موقع ملے گا۔ انہوں نے 2007 میں بطور اسسٹنٹ رجسٹرار جامعہ کو جائن کیا۔

عارف رموز کے ساتھ اکیس افسران کا بیج بھرتی ہوا جن میں سے اکثریت کئی اعلیٰ عہدوں پر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مثلاً ایڈیشنل رجسٹرار شجی الرحمن، ایڈیشنل کنٹرولر طالب حسین، ڈپٹی رجسٹرار صائمہ، ڈپٹی رجسٹرار سپیس منیجمنٹ اینڈ سٹیٹ کیئر عدنان مجید رحمانی، ڈپٹی کنٹرولر علی بن عبید، ایڈیشنل رجسٹرار میاں محمد نواز شریف (ایگری کلچر) کلچر یونیورسٹی ملتان مس سمعیہ عمبرین، رجسٹرار چولستان یونیورسٹی سلمان مرزا، ڈپٹی کنٹرولر منیب فصیح انصاری، کمپیوٹر سائنس ڈیپارٹمنٹ میں تعینات لیکچرر محمد زمان علی وغیرہ اُسی بیج میں بھرتے ہوئے جس میں محمد عارف رموز بھرتی ہوئے تھے۔ ابتدائی طور پر اس بیج کی تربیت کے لئے پیشہ ورانہ ٹرینگ کا اہتمام کیا گیا اس لئے تمام اکیس لوگوں کو قانون، رولز ریگولیشن اور دیگر انتظامی وتدریسی معاملات سے متعلق آگاہی دی۔ تربیت کے بعد چونکہ اس سارے بیج کو رولز اور ریگولیشن کا علم تھا، اس لئے نچلے سٹاف پر بوجھ کم ہوگیا۔ اس بیج کے ساتھ لوئر سٹاف کے لوگ بھی بھرتی ہوئے تھے۔ تب ٹیکنالوجی اس انداز میں موجود نہ تھی۔ تب پرانے زمانے کی ٹائپنگ مشین ہوا کرتی تھیں۔ اس لئے جونئی لاٹ آئی اُس نے بھی پرانی

ٹائپنگ مشین پر کام کیا۔ انہوں نے بتایا کہ جب وہ پہلی بار بطور انتظامی افسر یونیورسٹی میں تعینات ہوئے تو سب سے پہلی خوشی، مسرت کا اِحساس اور یہ اعزاز یہ حاصل ہوا کہ نواب سر صادق خان عباسی نے یہ جامعہ بنائی اور پہلے وائس چانسلر غلام محمد گھوٹوی تعینات ہوئے۔ یقینا یہ عظیم ہستیاں اُنہی دفاتر میں بیٹھ کر کام کیا کرتی ہونگی اور آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں بیٹھنے کا موقع دیا ہے۔ 2007 میں وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر بلال اے خان نے سنڈیکیٹ سے 2006 میں ایک پالیسی منظور کرائی جس میں انہوں نے کہا کہ کامرس، قانون، کمپیوٹر سائنس اور مینجمنٹ سائنس کے گریجوایٹس کو ایڈمنسٹریشن میں تعینات کیا جائے۔ اُن ایک دو سالوں میں کئی سینئر لوگ ریٹائرمنٹ کے قریب تھے۔

اس لئے وائس چانسلر کا ویژن تھا کہ نوجوان تعلیم یافتہ افراد کو انتظامیہ میں لایا جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک اشتہار دیا گیا جس کے ذریعے تقریباً چھ سے سات سو افراد نے مختلف سیٹوں پر اپلائی کیا اور اُن میں سے اکیس افراد کی تعیناتی عمل میں لائی گئی۔ اگر اُس وقت یہ حکمتِ عملی ترتیب نہ دی جاتی اور پرانے لوگ ریٹائر ہو جاتے اور نئی تعیناتیاں عمل میں نہ لائی جاتیں تو انتظامیہ میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو جانا تھا مگر ڈاکٹر بلال اے خان نے وہ خلاء پیدا نہیں ہونے دیا۔ عارف رموز نے دورانِ گفت گو بتایا کہ اس دوران انہیں مختلف ایڈمنسٹریشن، ہیومن ریسورس، میٹینگ اینڈ ریگولیشن سمیت کئی شعبوں میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اُن کی اہم ذمہ داریوں میں سلیکشن بورڈز، سلیکشن کمیٹی، سنڈیکیٹ اور سینٹ جیسی اہم ترین اجلاسوں کا انتظام شامل تھا۔ اپنی تعیناتی کے محض دو سال بعد یعنی 2009 میں ملازمین کو مستقل کرنے اور روزانہ کی بنیاد پر اُجرتی ملازمین کو کنٹریکٹ پر منتقل کرنے کی پالیسی بنائی جس کی بدولت تقریبا چھ سو افراد مستقل ہو گئے۔ کہنے لگے کہ یونیورسٹی کے پرانے سٹرکچر کے

مطابق ایک اسٹیبلشمنٹ برانچ ہوتی تھی۔ وہی برانچ تعیناتیوں سمیت دیگر امور سرانجام دیا کرتی تھی۔ 2012 میں ارشد علی صاحب ایک ڈپٹی رجسٹرار ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ پہلے صرف رجسٹرار، ڈپٹی رجسٹرار اور اسسٹنٹ رجسٹرار ہوا کرتے تھے۔ یعنی رجسٹرار اور ڈپٹی رجسٹرار کے درمیان کوئی ایڈیشنل رجسٹرار نہیں ہوتا تھا۔ 2012 اور 2016 کے درمیان فیکلٹی روایتی انداز میں کام کررہی تھی۔

جب پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب تشریف لائے تب چھ سو فیکلٹی ممبران جامعہ میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ مگر انہوں نے آتے ہے تاریخ ساز اقدامات اُٹھائے۔ یعنی کہاں چھ سو فیکلٹی اور کہاں اب پندرہ سو فیکلٹی ممبران۔ محض تین سال کے عرصہ میں نو سو فیکلٹی ممبران کا اضافہ ہوا۔ وائس چانسلر نے آتے ہی رجسٹرار آفس کو ری سٹرکچر کیا۔ عارف رموز صاحب نے رجسٹرار یونیورسٹی کے ساتھ مل کر میگا پالیسی بنائی۔ اس دوران ایڈیشنل رجسٹرار کی سیٹ نکالی گئی۔ عارف رموز نے بتایا کہ ہرادارے کی لیڈرشپ بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب لیڈرشپ نے انقلابی اقدامات کرنے کی حوصلہ افزائی کی تو 2019 میں اس نئی منصوبہ بندی پر عمل درآمد کرنا شروع کردیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ چونکہ انہوں نے پہلے ہی ارشد علی کے ساتھ مل کر ہر سیکشن کے سب سیکشن بنادیے تھے تاکہ ہر شعبہ کو الگ انداز میں ڈیل کیا جائے۔ اس لئے نئی قیادت کے ویژن کے مطابق چلنا انتہائی آسان ہوگیا۔ حافظ عارف رموز نے تعیناتی کے بعد ہی اپنے شعبہ میں اصلاحات لانے پر کام شروع کردیا تھا، اس لئے نئی قیادت کے ویژن کے مطابق تیزی سے کام جاری ہوگیا۔ کہنے لگے کہ آپ اندازہ لگائیں کہ پہلے ایڈوانس سٹڈیز کو محض ایک ایڈمن افسر ڈیل کیا کرتا تھا، پھر وہاں ایک اسسٹنٹ رجسٹرار لگایا گیا اور اب کلی طور پر ایک ڈائریکٹوریٹ بنادی گئی

ہے۔اسی طرح ایفی لی ایشن کا شعبہ تھا، اب وہاں بھی ایک مکمل ڈائریکٹوریٹ بنادیا گیا ہے۔ اسی طرح ڈائریکٹوریٹ آف اکیڈمک بھی الگ شعبہ ہے جسے گریڈ 20 کا افسر ہیڈ کرتا ہے۔ پہلے ایڈمشن کو بھی ایک اسسٹنٹ رجسٹرار دیکھا کرتا تھا اور اب دونوں کی الگ ڈائریکٹوریٹس ہیں۔اسی طرح میٹنگ اینڈ ریگولیشن ڈویژن بھی رجسٹرار آفس کا کام ہے جس کا کام رجسٹرڈ گریجوایٹس اور میٹنگ اینڈ ریگولیشن کو دیکھنا ہوتا ہے۔

پہلے رجسٹرار آفس کے سیکشن ہوا کرتے تھے مثلاً اکیڈمک برانچ، ایسٹیبلشمنٹ برانچ، ایچ آر سیکشن، لٹی گیشن اینڈ ریگولیشن برانچ ہوتی تھی اور اب ہر سیکشن کو یا تو ڈویژن بنا دیا گیا ہے یا پھر اسے الگ ڈائریکٹوریٹ بنادی گئی ہے۔ عارف رموز صاحب نے بتلایا کہ یہ پوری سچائی ہے کہ بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کے ساتھ کام کرنا اچھا لگتا ہے کیونکہ اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم بین الاقوامی معیار کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ پہلے جب وہ ڈپٹی رجسٹرار تھے تب بھی انہیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمیں ریسٹرکچرنگ کرنی چاہیے۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق اب مختلف ڈویژنز بنائی گئی ہیں۔اس وقت پانچ سے چھ ایڈیشنل رجسٹرار تعینات ہونے کے بعد کام کر رہے ہیں۔کام کرنے کی یہ حالت ہے کہ اب ہر ایڈیشنل رجسٹرار کے پاس فراغت کے لئے وقت ہی نہیں ہوتا۔ ہر شعبہ کو چلانے کے لئے سپورٹ سٹاف ہائر کرنا ہوتا ہے۔اس لئے 100 سو کے بیچ بھرتی کیے گئے تاکہ روزانہ کی بنیاد پر معاملات چلائے جائیں۔ اب بھرتیوں کا الگ الگ شعبہ قائم کر دیا گیا ہے۔معمول کے کاموں کے لئے بھی ایسٹیبلشمنٹ کا الگ سسٹم بنادیا گیا ہے۔کام کے اضافے اور وائس چانسلر کی والہانہ قیادت کے متعلق بتاتے ہوئے عارف رموز نے مزید کہا کہ حال ہی میں سنڈیکیٹ کی 77 ویں میٹنگ میں سات سلیکشن بورڈ کی کارروائی رکھی

گئی۔اس ایک میٹنگ کی کارروائی کے مطابق ان میں ساڑھے بارہ ہزار لیکچررز کے کیسز کو پراسز کیا گیا تھا۔اس ساری میٹنگ میں محض چالیس دن کی کارروائی رکھی گئی تھی۔میٹنگ کے شرکاء نے رجسٹرار آفس خصوصاً ایڈمنسٹریشن برانچ کی کارروائی کو سراہا۔

پہلے یونیورسٹی کی تاریخ میں محض ایک یا دو سلیکشن بورڈ ہوتے تھے۔انہوں نے مزید کہا کہ 2009 میں چونکہ ہم نے پوری پالیسی بنائی اور مستقل تعیناتیوں کے لئے طریقہ کار وضع کیا۔اس پالیسی کے مطابق اس وقت عارف رموز نے تجویز دی کہ جس ملازم کی کم اس کم دو سال کی سروس ہو اور اے سی آر میں اس کے ہیڈ کے 100 میں سے کم از کم اسی نمبر لگائے گئے ہوں۔تو انہیں مستقل تعیناتی کا لیٹر دیا جائے۔اسی طرح رحیم یار خان اور بہاولنگر کیمپس کے لئے ملازمین رکھے گئے۔انہوں نے بتایا کہ حیران کن طور پر تقریباً پانچ سو سے زائد لوگ ڈیلی ویجز پر دس سے پندرہ سال سے کام کر رہے تھے۔نئی پالیسی کے مطابق انہیں پانچ پانچ سال کے کنٹریکٹ پر تعینات کر دیا گیا۔انہوں نے مزید بتایا کہ ہم نے پالیسی بنائی کہ جو سال دو سال ڈیلی ویجز پر کام کر رہا ہے وہ کنٹریکٹ پر چلا جائے گا اور بعد ازاں مستقل تعیناتی کا سلسلہ چل پڑے گا۔اس دوران وائس چانسلر کی قیادت میں حکومت پنجاب کے 2018 کے کنٹریکٹ تعیناتی ایکٹ کے مطابق یونیورسٹی نے ایک اپنی پالیسی بنائی اور یوں چھ سو لوگ مستقل کر دیئے گئے۔وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب کے دور میں لیبارٹریز سٹاف کئی سالوں سے محض ایک ہی سکیل میں ٹھہرا ہوا تھا مگر اِس وائس چانسلر نے خود اپنے ہاتھ سے پالیسی بنائی اور نہ صرف اُن کا سٹرکچر بنایا بلکہ انہیں اپ گریڈ کیا۔اس پالیسی کے تحت کچھ ایسی امثال بھی موجود ہیں کہ نویں سکیل کے لیبارٹری میں کام کرنے والے افراد براہِ راست سترھویں سکیل میں بھرتی ہوئے۔صرف اسی ایک پالیسی کے تحت نو سو افراد کو فائدہ

پہنچا اور ان کے خاندان وائس چانسلر اور ان کی ٹیم کو دن رات دعائیں دیتے ہیں۔

ایڈیشنل رجسٹرار عارف رموز نے مزید بتایا کہ ہمیں جو بھی لیڈرشپ ملی ہم ان کے زیر سایہ کام کرتے رہے۔ ہماری پیشہ ورانہ تربیت ہی ایسی ہوئی ہے کہ ہم ہر لیڈر شپ کے ویژن کے مطابق چلتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر بلال اے خان نے ایک بنیاد ڈالی، جبکہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اس بنیاد کو اس قدر طاقتور انداز میں چلایا کہ سبھی حیران ہیں۔ بلاشبہ یہ درست کہا جاتا ہے کہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے ایک فوکر طیارے میں جے ایف 17 تھنڈر کا انجن لگا دیا ہے۔ بلاشبہ وائس چانسلر کا ویژن اور تجربہ بہت زیادہ ہے، یہ ٹیکنالوجی کو بہت قریب سے جانتے ہیں، یہ یونیورسٹی کو فورتھ جنریشن کی طرف جارہے ہیں، Self Sustainable کی طرف جارہے ہیں، طلبہ وطالبات کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ کئی پروجیکٹس کا آغاز کیا ہے، مصنوعی بارش ہو یا سولر پروجیکٹ ہو، یہ وائس چانسلر کے ویژن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دورانِ گفت گو ایڈیشنل رجسٹرار عارف رموز نے بتایا کہ عمومی طور پر دیکھا گیا ہے کہ بڑے مسائل میں بڑے ویژن والا بندہ بھی پریشان ہوجاتا ہے مگر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں یہ ایسا ٹرانزیشن مرحلہ ہے کہ ایڈمنسٹریشن کا جس قدر بھی بڑا مسئلہ لے کر جائیں، خود ہم پریشان ہوتے ہیں کہ اس مسئلے کا حل کیا ہوگا مگر وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے پاس نہ صرف اس مسئلے کا حل ہوتا ہے بلکہ وہ کئی ایسی مثبت چیزیں شامل کر دیتے ہیں کہ ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ دراصل ہماری توانائی بڑھ جاتی ہے۔ اس موڑ پر مجھے ایڈیشنل رجسٹرار (لیگل) بلال ارشاد کی وہ بات یاد آ گئی کہ یہ وہ وائس چانسلر ہے کہ جس کے پاس ہم تھکے ہارے جاتے ہیں کہ اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے اور آگے سے نہ صرف وہ مسئلے کو حل کر دیتے ہیں بلکہ ہم واپس ہمارے حوصلے مزید بلند ہوتے ہیں۔

عارف رموز صاحب نے ٹھیک کہا کہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی سوچ بالکل الگورتھم کی طرح کام کرتی ہے۔یعنی وائس چانسلر کے پاس ہر مسئلے کے ایک سے بڑھ کر کئی طرح کے حل ہوتے ہیں کہ اگر ایک نہ ہوا تو دوسرا، اگر دوسرا نہ ہوا تو تیسرا۔راقم الحروف کو حافظ عارف رموز سے گفت گو کر کے انتہائی مُسرت ہوئی۔ ملاقات کے بعد راقم الحروف جب گاڑی میں بیٹھنے لگا تو خیال آیا کہ اس عظیم الشان جامعہ کی بنیادوں میں آج بھی محسنِ پاکستان سر صادق محمد خان عباسی کی روح گھوم رہی ہے جو اس ادارے کو چلانے اور مضبوط کرنے کے لئے ڈھونڈ کر ہیرے یہاں لے آتی ہے۔عارف رموز کی گفت کے بعد وائس چانسلر کے متعلق بھی یہی خیال آیا کہ شاید انہوں نے بھی کبھی نہیں سوچا ہوگا کہ وہ صد سالہ اس تاریخی یونیورسٹی کو بطور صدر جامعہ چلائیں گے اور اسے عظیم الشان بنانے میں اپنا حصہ ڈالیں گے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات اعلیٰ صفات کی مالک ہے۔وہی بہتر جانتا ہے کہ کون، کس وقت، کس کام کے لئے موزوں ہے۔

'ماحولیاتی سائنسز کا ادارہ'

عمومی طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلیوں کا جائزہ لینے کے لئے ترقی یافتہ ممالک آگے آتے ہیں۔ ان کے متعلقہ ادارے موسمیاتی تبدیلیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ متعلقہ عناصر پر تحقیق کرتے ہیں اور تجاویز پیش کرتے ہیں تاکہ موسم کو انسانی ضروریات کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ یہ بات درست ہے کہ ساڑھے تین سال قبل اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں اس پسِ منظر میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی اور نہ ہی محسوس کی گئی۔ یہی وجہ ہے یہاں انوائرنمینٹل سائنسز کے متعلق کوئی شعبہ قائم نہ تھا۔ جبکہ اقوامِ متحدہ کے 2030 کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے جامع میں 'ماحولیاتی سائنسز' کا شعبہ قائم کیا اور آغاز سے ہی بی ایس اور ایم فل پروگرامز کا اجراء کیا۔

ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر غلام حسن عباسی بطور چیئرمین انوائرنمینٹل سائنسز کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر حسن عباسی ایگری کلچر یونیورسٹی فیصل آباد سے سائل اینڈ انوائرنمنٹ سائنسز کے مضمون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، پی ایچ ڈی کے دوران وہ چھ ماہ چین گئے۔ قبل ازیں انہوں نے 2012 میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور شعبہ سائل اینڈ انوائرنمنٹ سائنسز کو جوائن کیا۔ اس دوران کئی ممالک کا دورہ کیا جن میں چین، سنگاپور، سری لنکا، ترکی، بحرین، سعودی عرب گئے اور وہاں بین الاقوامی کانفرنس میں بطور بین الاقوامی سپیکر کے طور پر شرکت کی۔ 2014 میں بہترین مقالہ پڑھنے کا ایوارڈ بھی ملا۔ پروفیسر حسن عباسی جنوری 2020 میں ممبر سنڈیکیٹ بنے۔ بعد ازاں انہیں ڈائریکٹر

فنانشل ایڈ کا چارج دیا گیا۔ساڑھے چار سال اوورک میں بطور منیجر ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ رہے۔ پاکستان سائنس فاؤنڈیشن، پنجاب ایگری کلچر ریسرچ بورڈ، اور ہائر ایجوکیشن کمیشن سے پروجیکٹ لئے اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ماحولیاتی سائنسز کے شعبہ میں پروجیکٹس کا ریکارڈ اضافہ دیکھا گیا۔اس دوران اسلامیہ یونیورسٹی میں پہلی بین الاقوامی سلینیٹی کانفرنس 2016 میں کروائی جس میں سات سے آٹھ مما لک سے لوگ آئے۔

اسی طرح کی دوسری بین الاقوامی کانفرنس 2019 میں کروائی۔ وائس چانسلر یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں 2019 میں انہوں نے شعبہ انوائرنمنٹ سائنس قائم کیا جسے وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب کی قیادت میں 2020 میں انسٹی آف ایگروانڈسٹری اینڈ انوائرنمنٹ بنایا اور پہلی بار ہائر ایجوکیشن کمیشن نے انسٹی ٹیوٹ کی فنڈنگ کی مد میں 400 ملین روپے منظور کیا۔ڈاکٹر حسن عباسی نے بتایا کہا کہ اس انسٹی ٹیوٹ کے قائم ہونے سے چولستان کے لوگ اپنے ہی وسائل کے استعمال کے بعد اپنی سماجی ومعاشی حالت کو بہتر انداز میں بدل سکتے ہیں۔اس ادارے کے قیام سے زراعت کے شعبہ میں موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات اوران مضر صحت اثرات کو کم سے کم کرنے کے لئے یہ شعبہ گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔جنوبی پنجاب خصوصاً رحیم یار خان، ڈی جی خان، مظفر گڑھ، بہاولنگر، بہاولپور، لودھراں اور دیگر اضلاع میں کڑوے پانی کی شدید مشکل درپیش ہے۔اس شعبہ کے زیر انتظام کڑوے پانی کو ذاتی، جانوروں اور فصلوں کو اگانے کے لئے بہتر انداز میں قابلِ استعمال بنایا جارہا ہے۔حال ہی میں اس انسٹی ٹیوٹ کے زیر انتظام ایک نیا ڈگری پروگرام 'بی ایس ایگری بزنس' کے نام سے اجراء کیا ہے۔یہ دو ڈگری پروگراموں بشمول ایگری کلچر اور بزنس اور مارکیٹنگ اینڈ سکلز کا مجموعہ ہے۔عمومی طور پر لوگ

نظریاتی علم کے بعد ملازمت حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں لیکن اس ڈگری کے بعد وہ نہ صرف نظریاتی علم رکھتے ہونگے بلکہ انہیں صنعتی تجربہ بھی حاصل ہوگا جس کی مدد سے وہ نہ صرف آسانی سے ملازمت حاصل کرسکتے ہیں بلکہ اپنا کاروبار بھی شروع کرسکتے ہیں۔

چونکہ جنوبی پنجاب میں غربت ہے، جہاں اکثر اوقات یہی دیکھا گیا ہے کہ نوجوان نسل تعلیمی اخراجات کے سبب اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتی۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے ان حالات کے پیشِ نظر فنانس ایڈ آفس کو ڈائریکیٹوریٹ آف فنانشل اسسٹنس میں اپ گریڈ کیا تاکہ ضرورت منداور تعلیمی حوالے سے بہترین طلبہ وطالبات کو مالی معاونت حاصل ہو۔ معلومات کے مطابق پہلے کل 3500 طلبہ وطالبات تھے جو بارہ پروگرامز کی مد میں مالی معاونت حاصل کررہے تھے۔ اب چودہ ہزار طلبہ وطالبات ہیں جو بارہ سے ستائس پروگرامز کے ذریعے مالی معاونت حاصل کررہے ہیں۔ اسی طرح پہلے یہ فنانشل ایڈ تیس کروڑ روپے پر مشتمل تھی اور اب یہ مالی معاونت اسی کروڑ روپے سالانہ کی صورت میں طلبہ وطالبات کو مل رہی ہے۔ اسی طرح حکومتِ وقت کے جاری کردہ احساس سکالرشپ پروگرام کے دو فیز مکمل ہوچکے ہیں۔ اور ان پروگرامز میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پاکستان بھر میں پہلی یونیورسٹی ہے جس نے احساس سکالرشپ پروگرام سے بھرپور انداز میں مستفید ہوئی ہے۔ اب تیسرا فیز اکتیس دسمبر کو مکمل ہوچکا ہے۔ اب تیسری بار بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور گیارہ ہزار درخواستوں کے ساتھ پہلے نمبر پر آئی ہے۔ ڈاکٹر حسن عباسی نے بتایا کہ سکالرشپ تو پہلے بھی آتے تھے مگر وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب کی قیادت میں پہلی بار طلبہ وطالبات اور فیکلٹی سطح پر لوگوں کو اس عمل میں شامل کیا گیا کہ وہ سکالرشپ کے حوالے سے آگاہی مہم چلائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ بچے مستفید ہوسکیں۔ اس

طرح برٹش کونسل 2012 سے سکالرشپ دے رہی ہے۔مگر پہلے دو سے تین سکالرشپ ملتے تھے۔اب صورتحال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ برٹش سکالرشپ پروگرام میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور تراسی سکالرشپ کے ساتھ پہلے نمبر پر آئی ہے۔ جبکہ وائس چانسلر طلبہ و طالبات کی مالی معاونت کے لئے اس حد تک دلچسپی لیتے ہیں کہ وہ مختلف حکومتی، نیم حکومتی، نجی اداروں اور مخیر حضرات کی جانب سے مختص سکالرشپ کے ذریعے ضرورت منداور محنتی طلبہ وطالبات کا فائدہ پہنچانے کے لئے خود پیش پیش رہتے ہیں۔

اسلامیہ ''صادق دوست کلب''

بلاشبہ ریاستِ بہاولپور کے آخری حکمران نواب سر صادق خان عباسی کے یوں تو ریاستِ پاکستان کی تخلیق اور بعد از تخلیق خدمات اور احسانات کا بدلہ کسی بھی طرح سے نہیں چکایا جاسکتا مگر ریاستِ بہاولپور کے عوام والناس کی فلاح و بہبود کے لئے خدمات آج بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ بہاولپور شہر میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، سر صادق ایجرٹن کالج، صادق پبلک سکول، سنٹرل لائبریری بہاولپور اور دیگر کئی اداروں کا وجود ہی نواب سر صادق خان عباسی کی بہاولپور عوام سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نواب سر صادق خان عباسی کی خدمات کو سراہتے ہوئے وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے جامعہ اسلامیہ میں ''صادق دوست ایگزیکٹیو کلب'' کی داغ بیل ڈال دی ہے۔ یہ ایک ایسا کلب ہوگا جس میں تاریخِ پاکستان کے سرکردہ رہنماؤں کی خدمات کے اعتراف میں قائم کی گئی نمایاں تعمیرات، مینارِ پاکستان، مزارِ قائد، مزارِ اقبال، کوئٹہ ریسی ڈینسی، قلعہ لاہور، صادق گڑھ پیلس، نور محل، دربار محل، گلزار محل، اور دیگر اہم عمارات کے نقشہ جات، نشانات، نمونہ جات اور ماڈل بنا کر رکھے جائیں گے تاکہ طلبہ و طالبات کو عملی طور پر پاکستان بھر کی سیر کرائی جاسکے۔ اس طرح پچیس ایکڑ اراضی پر مشتمل صادق دوست کلب یا بالفاظِ دیگر جم خانہ قائم کیا جارہا ہے جو بذاتِ خود کمیونٹی کلب کے طور پر کام کرے گا ۔وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی سربراہی اور مشاورت سے کچھ فیکلٹی ممبران نے تجاویز دیں کہ فیکلٹی، انتظامیہ اور بہاولپور شہر میں تعینات

ججز، بیورکریٹس بشمول ایڈیشنل چیف سیکرٹری ،سیکرٹریز،ریجنل پولیس افسر،ضلعی پولیس افسر، ڈپٹی کمشنر، اور دیگر افسران اوراُن کے اہل وعیال کی تفریح کے لئے ایک مناسب سہولت فراہم کی جائے تا کہ لاہورجم خانہ کلب کی طرز پراسلامیہ یونیورسٹی بہاولپورخوداس کلب کی انتظام کاری کا فریضہ انجام دے اورآئندہ سالوں میں یہ کلب بہاولپوراورملحقہ اضلاع میں تعینات افسران و اہلکاران کی تفریح کے لئے موزوں مقام کے طور پر جانا جائے۔اس حوالے سے سابق چیئرمین ہال کونسل پروفیسر ڈاکٹرصفدرحسین جنہیں صادق دوست کلب کے چیف ایگزیکیٹوآفیسر کی اضافی ذمہ داری دی گئی تھی اُن سے تفصیلی نشست ہوئی۔

دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ جامعہ اسلامیہ کے صدر معمار (چیف آرکیٹیکٹ)اورایسوسی ایٹ پروفیسرجام ایازمحمود کےساتھ بات چیت ہورہی تھی کہ کیوں ناں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایک جم خانہ کلب قائم کیا جائے تا کہ لوگوں کو بہاولپورشہر ہی میں لاہورشہراور دیگر بڑے شہروں کی طرز پرسہولت میسرآسکے۔پروفیسر سیدصفدرحسین شاہ نے پرائمری تعلیم مسافرخانہ تحصیل بہاولپور سے حاصل کی،میٹرک نورپورنورنگا ہائی سکول ،ایف ایس سی اور بی اے کی تعلیم سرصادق ایجرٹن کالج جبکہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ایم اے سرائیکی کیا،30اپریل 1994 میں بطورلیکچرراسلامیہ یونیورسٹی بہاولپورتعینات ہوگئے۔1996 سے لےکر 1999 ممبرسنڈیکیٹ،ممبرسینٹ،اکیڈمک کونسل کےممبر، 2013 میں پی ایچ ڈی سرائیکی کی اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں اسسٹنٹ پروفیسر تعینات ہوئے۔2019 میں ایسوسی ایٹ پروفیسر جبکہ 2022 میں اسی شعبہ میں پروفیسر تعینات ہوئے۔اس دوران وہ 2011 میں دوبارہ ممبرسینٹ تعینات ہوئے۔ڈپٹی ڈائریکٹر سٹوڈنٹس افیئرز کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ممبر ایفی لی ایشن کمیٹی ، 2010 سے

2019 تک کمیٹی آف اِن ڈسپلن اینڈ مس کنڈکٹ کے ممبر بھی رہے، ممبر میس اینڈ کینٹین کمیٹی، 2018 میں چیئرمین ہال کونسل بنے اور تا حال خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ سرائیکی شعبہ کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا، دو پی ایچ ڈی سکالرز اور نو ایم فل سکالرز کو بھی سپروائز کیا۔

سید صفدر حسین نے بتایا کہ صادق دوست کلب میں صدارتی سوئیٹس ہونگے جس میں وی وی آئی پی موومنٹ ہونگی۔ جس میں شہر اور شہر سے باہر کی انتہائی اہم شخصیات مدعوع ہونگی۔ اِن ڈور گیمز ہونگی، ٹیبل ٹینس، سکاش کوٹ، فوڈ پوائنٹس (کنوینشن سنٹر بشمول کانفرنس رومز، سینمکس، بچوں کے پارک، ہفتہ وار میوزیکل بینڈ، شادی ہال، ڈائننگ ہال، ایگزیکٹیو کمرے، باربی کیو ہٹ، ڈرنک بار)، مچھلی گھر، مقامی پرندوں کے گھونسلے، ہرن فارم، تیراکی اور عکاسی کرنے والا تالاب،، لان ٹینس کورٹس، جوگنگ ٹریک، اِن ڈور بال گیمز، جھیل، جم، وسیع پارکنگ کی جگہ، مارکی، باغات، فوارا چوک کا ماڈل، کشتی رانی اور تفریح کے لئے دیگر سہولیات موجود ہونگی۔ سید صفدر حسین نے مزید بتایا کہ ابتدائی طور پر ایگزیکٹیو ہاسٹل کے عقبی جگہ کو صادق دوست کلب کے طور پر استعمال جائے گا اور اس مقصد کے لئے کام شروع کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ محض پانچ سے چھ ماہ کے عرصہ میں ابتدائی طور پر یہ کلب شروع کر دیا جائے گا تا کہ جامعہ کی انتظامیہ اور فیکلٹی ممبران کو سہولیت میسر آ سکے۔ دورانِ گفت گو پروفیسر جام ایاز محمود نے کہا کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب جامعہ کے لئے نعمت سے کم نہیں ہیں۔ وائس چانسلر نے پوری یونیورسٹی کی اس انداز میں تنظیم سازی کی ہے کہ طلبہ و طالبات کے نقطۂِ نظر سے دیکھا جائے تو جامعہ کا ہر شعبہ پھلتا پھولتا نظر آ رہا ہے۔ اساتذہ کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو اساتذہ کی

تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ خصوصی طور پر پی ایچ ڈی ڈگری رکھنے والے اساتذہ کی تعداد بڑھی ہے۔ اسی طرح انتظامیہ کی صلاحیت میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

کلین اینڈ گرین کیمپس

پودے فطرت کی خوبصورتی کے عکاس ہوتے ہیں۔فطرت کے حسین رنگوں کا امتزاج پودوں کے عدم موجودگی سے ماند پڑ جاتا ہے۔پودوں کا وجود جہاں فطرت کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیتا ہے وہیں پودوں کی موجودگی زندگی کی ضمانت ہے۔انسانی زندگی سے لے کر حیوانات ، پرندوں، حیاتیات، نباتات اور حشرات سمیت دیگر جیون ہار زندگیوں کے پالنہار پودے سمجھے جاتے ہیں۔اس لئے پودوں کی اہمیت سے کسی بھی طرح سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ہمسایہ ملک کے ایٹمی سائنسدان کہتے ہیں کہ انہوں نے گھر میں چڑیا پالی تو وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی۔اُنہوں نے طوطے پالے تو وہ بھی ایک دن اُڑ گئے۔اس دوران اُنہوں نے گھر کے آنگن میں ایک درخت لگایا تو دونوں واپس آ گئے۔ پودے زندگیوں کو صرف آکسیجن ہی فراہم نہیں کرتے بلکہ پودوں کو بطور غذا اور بطور ادویات بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اُن چند سرکاری جامعات میں سے ایک ہے جہاں پودوں کے تصورِ حیات پر نہ صرف سائنسی بنیادوں پر کام ہو رہا ہے بلکہ جید سائنسدان جنگلات کے پھیلاؤ، پودوں کی انواع و اقسام اور صحراؤں میں نایاب پودوں کی ناپید ہوتی نسلوں کی افزائش نسل پر ہر پل تحقیق میں مگن ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر تنویر حسین تُرابی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں بطور ڈین فیکلٹی آف ایگری کلچر اینڈ انوائرنمنٹل سائنسز اور انسٹی ٹیوٹ آف فاریسٹری کے ڈائریکٹر کے چیئرمین کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔انہوں نے میٹرک

تک تعلیم سِلہ والی تحصیل ضلع سرگودھا سے حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد سے 1986 میں ایف ایس سی (پری میڈیکل) کی۔ 1987 میں ایگری کلچر یونیورسٹی فیصل میں داخلہ لیا اور بی ایس سی (آرنرز) کی ڈگری حاصل کی۔ 1991 میں پروفیسر ڈاکٹر تنویر حسین ترابی نے اپنے پیشہ ورانہ کیرئیر کا آغاز پاکستان ایگرو کیمیکل صنعت کے شعبہ مارکیٹنگ سے شروع کیا۔ 1993 تک وہ 'مین آف دی ائیر' رہے۔ بعدازاں ستمبر 1994 میں انہوں نے بینک آف پنجاب کو جوائن اور اگست 2000 تک وہاں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ بینک آف پنجاب سے مستعفی ہونے کے بعد انہوں نے یونیورسٹی آف ایگری کلچرل فیصل آباد میں بطور لیکچرر ملازمت اختیار کی، ساتھ ہی ساتھ انہوں نے 2003 میں ایم فل کیا اور ساتھ ہی پی ایچ ڈی میں داخلہ لے لیا۔

اس دوران ان کی بطور مستقل لیکچرر تعیناتی ہوگئی، اگست 2006 میں انہوں نے بطور ڈپٹی رجسٹرار/ اسسٹنٹ پروفیسر پیر مہر علی شاہ ایگری کلچرل یونیورسٹی راولپنڈی جوائن کی۔ اس کے بعد 2010 تک وہ وہاں رہے اور اگست 2010 میں وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے چولستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیسرٹ سٹڈیز سے بطور جائنٹ ڈائریکٹر/ ڈپٹی چیف ریسرچ آفیسر (گریڈ انیس) سے وابستہ ہوگئے۔ اس دوران انہیں ٹیکنیکل سٹاف آفیسر ٹو وائس چانسلر کی ذمہ داری دی گئی۔ اس عہدے کی نوعیت کے مطابق وہ انتظامی، مالی و معاشی معاملات میں اپنی تکنیکی رائے دیتے رہے۔ 2011 میں وہ ایگری کلچر کالج میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے۔ ساتھ ہی انہیں ڈائریکٹر کوالٹی اِن ہانس مِنٹ سیل کی اضافی ذمہ داری بھی دی گئی جس کے تحت انہوں نے کورس فائلز بنوائیں، اکیڈمک کیلنڈر بنوایا، اس دوران چیئرمین ہال کونسل ریٹائر ہوئے تو پرفیسر ترابی کو چیئرمین ہال کونسل کی ذمہ داری بھی

دے دی گئی۔ تب سہیل حبیب تاجک ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر بہاولپور تعینات تھے۔ وہ یونیورسٹی آئے اور وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد مختار (بھارا) صاحب سے بوائز ہاسٹل کی تلاشی لینے کی بات کی۔ جس پر پروفیسر ٹُرابی نے اختلاف کیا کہ پولیس کے اس اقدام سے یونیورسٹی کی رِٹ ختم ہوجائے گی اور والدین میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہوجائے گی۔ اس لئے انہوں نے سمسٹر بریک کی وجہ بتا کر پہلے ہاسٹل کو خالی کرایا اور بعد میں ہاسٹل میں رہائش پذیر طلبہ کی الاٹمنٹ منسوخ کردیں۔

اس دوران انہیں معلوم ہوا کہ پینتیس باہر کے لڑکے ہاسٹل میں غیر قانونی طور پر رہائش پذیر تھے جنھوں نے بہاولپور شہر کا امنِ عامہ خراب کیا ہوا تھا، جس پر پولیس نے کارروائی کی اور انہیں ان کے گھروں سے گرفتار کرلیا۔ سمسٹر بریک کے بعد طلبہ کو دوبارہ الاٹمنٹ کے لئے کہا گیا، باقائدہ رجسٹریشن کرائی گئی اور یونیورسٹی کو ایک کروڑ سے زائد کا اضافی ریویونیوملا۔ ان معاملات کے سبب انہیں ڈائریکٹر سٹوڈنٹس افیئرز کا بھی اضافی چارج مل گیا جو مارچ 2021 تک ان کے پاس رہا۔ کہنے لگے کہ جب انہوں نے ایگری کلچر کالج جوائن کیا تب کوئی شعبہ سرے سے موجود ہی نہ تھا بلکہ چند ایک ڈسپلن تھے۔ تب اس وقت انہوں نے وائس چانسلر کے ساتھ مل کر پانچ نئے شعبہ جات بشمول شعبہ جنگلات، شعبہ پلان بریڈنگ اینڈ جینیٹکس، سائل سائنسز، ایگرانومی، ہارٹی کلچر، اور فوڈ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی قائم کرائے۔ جس کے بعد ہر شعبہ کا چیئرمین تعینات ہوا۔ جس سے نئے فیکلٹی ممبران بھرتی ہوئے۔ پہلی بار اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں عبوری بھرتیاں کی گئیں کیونکہ اس پروگرام کے تحت ہائر ایجوکیشن کمیشن نے دوسال تک فیکلٹی ممبران کو تنخواہیں دینا تھیں جنہیں بعدازاں باقائدہ قانونی عمل مکمل کرنے کے بعد مستقل بھرتی کرلیا جاتا تھا۔ پروفیسر ٹُرابی نے کہا کہ

موجودہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے فیکلٹی میں مزید شعبہ جات کا اضافہ کیا ہے جو بڑھ کر دس ہو چکے ہیں۔تقریباً سولہ سال قبل اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایگری کلچر کالج کی بنیاد رکھی گئی جس کے اندر شعبہ جنگلات قائم کیا گیا۔ یہ شعبہ جامعہ کو شجر کاری کے لئے درخت فراہم کررہا ہے۔ بعدازاں 2012 میں شعبہ جنگلات کو یونیورسٹی کا ایک علیحدہ شعبہ بنا دیا گیا جو اب تک یونیورسٹی میں اپنی نرسری کے ذریعے مختلف اقسام کے پودے فراہم کررہا ہے یعنی بنجر زمین اور سیم تھور سے متاثرہ زمین کے لئے بھی پودے فراہم کررہا ہے تاکہ اس زمین کو بھی قابلِ کاشت بنایا جاسکے۔

پروفیسر ٹُرانی نے مزید بتایا کہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے آتے ہی ایگری کلچر کالج کو فیکلٹی بنایا اور اس میں دو انسٹی ٹیوٹ قائم کئے جن میں 'انوائرنمنٹ اینڈ ایگرو انڈسٹری' اور 'نیشنل کاٹن بریڈنگ سنٹر' شامل ہیں۔فیکلٹی میں موجود دیگر شعبہ جات کا حجم بھی بڑھایا گیا ہے۔ اسی طرح فیکلٹی ممبران کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔قبل ازیں ذاتی تعلقات کی بنیاد پر ہائر ایجوکیشن کمیشن سے ریسرچ گرانٹس مِلا کرتی تھیں مگر پروفیسر اطہر محبوب نے تمام فیکلٹی ممبران کی حوصلہ افزائی کی ہے یوں ہر فیکلٹی ممبر اپنے تئیں کوشش کررہا ہے جس سے کئی نئے پروجیکٹس کا آغاز ہوا ہے۔مثلاً 1984 سے لے کر کئی سال چولستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیسرٹ سٹڈیز خاموشی کی چادر اوڑھے سو رہا تھا، مگر وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ذاتی دلچسپی کے پیشِ نظر انہیں ڈائریکٹر (سِڈز) تعینات کیا گیا اور اُن کے ساتھ ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ کو بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات کیا گیا ہے۔پہلی بار سِڈز کی ریسرچ پراگریس رپورٹ چھپنے جارہی ہے۔ پروفیسر ٹرابی کے بقول صحرائے چولستان میں لوگ عرصہ دراز سے رہ رہے ہیں جنہیں روحیلہ کہا جاتا ہے۔ان کی خوراک بھی

پودے ہیں، ان کی لائیوسٹاک بھی وہی ہے، اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو یہ لوگ پودوں کو بطور ادویات استعمال کرتے ہیں۔اس لئے وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب کے ویژن کے تحت پنجاب ایگری کلچر ریسرچ بورڈ کے تعاون سے ایک پروجیکٹ کا آغاز کیا گیا ہے جس میں پودوں کو بطور ادویات استعمال کرنے بارے تحقیق جاری ہے، حال ہی میں فائیٹو کمیسٹری لیب بنائی گئی ہے جس میں میڈیسن پلانٹس پر کام ہورہا ہے۔علیحدہ سے ہم پودوں کی مختلف اقسام (پرجاتیوں) پر کام کررہے ہیں،معدوم ہوتی نسلوں پر کام ہورہا ہے۔ختم ہوتی ہوئی نسلوں کے بیج لاکر ان کی افزائش کی جارہی ہے،نرسری میں ان بیجوں کو اُگایا جاتا ہے۔جب بھی بارشوں کا موسم آتا ہے تو اُن بیجوں کو سیڈ بالز بنا کر صحرا میں پھینکا جاتا ہے تاکہ میڈیشن پلانٹس دوبارہ اُگنا شروع ہوں جس کے مثبت نتائج آنا شروع ہو گئے ہیں۔اسی طرح پودوں کے معائنہ کی لیب قائم کی گئی ہیں،موسمیاتی اسٹیشن قائم کیا گیا ہے۔ان تمام پروجیکٹس پر محکمہ جنگلات کے ساتھ ساتھ دیگر شعبہ جات بشمول فزکس، کیمسٹری، بیالوجی اور دیگر ڈیپارٹمنٹس کے محققین اور طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد ریسرچ پروجیکٹس پر کام کررہی ہے۔

استاد اور درخت

جنوبی پنجاب میں کچھ عرصہ قبل کالا تیتر ہماری فصلوں کی پیداوار میں اضافے کی ضمانت سمجھا جاتا تھا کیوں کہ ٹڈی دَل ہماری فصلوں پر حملہ آور ہوا کرتی تھی اور کالا تیتر ٹڈی دَل پر حملہ آور ہوا کرتا تھا ۔اس لئے یہ پرندہ ہماری فصلوں کا رکھوالا تھا۔ یہ ایسا قدرتی محافظ تھا جس کے سامنے فصلوں کو بچانے اور پیداوار بڑھانے کے لئے استعمال ہونے والی کھاد اور دیگر زرعی ادویات مانند پڑ جاتی تھی مگر پھر انسانی جبلت نے کروٹ لی اور ہم نے اس پرندے کا شکار کرنا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ یہ پرندہ معدوم ہوتا گیا، اب یہ پرندہ تلاش کرنے سے ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ سابقہ اور رواں سال ٹڈی دَل نے ہماری گندم کی فصل پر بھرپور وار کیا اور آنِ واحد میں کھڑے کھیتوں کو ویران کر دیا۔ ہمارے کسان اور زمیندار ٹڈی دَل کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ قدرت نے اپنا نظام ترتیب دیا ہوا ہے۔ جب ہم قدرت کے نظام کو چھیڑیں گے، اِسے درہم برہم کریں گے تو ہمارے ایکو سسٹم میں خرابی آئے گی۔ مثلاً ہم نے اپنی زندگیوں کو آسان بنانے کے لئے جنگلات کو کاٹنا شروع کر دیا تاکہ فرنیچر سمیت دیگر چیزوں کے لئے لکڑی استعمال میں لائی جا سکے۔ ہم نے جنگلات کاٹ کر زرعی زمین آباد کی تاکہ ہم کاشتکاری کر کے اپنی زرعی پیداوار بڑھا سکیں۔ ہم نے حفاظتی تدابیر اپنائے بِنا بے تحاشا کارخانے لگانے شروع کر دیے تاکہ ہماری مصنوعات میں اضافہ ہو۔ ساتھ ہی ہم نے بَنا تحقیق کیے ائیر کنڈیشنز لگانے شروع کر دیے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے گلیشیر پگھلنا شروع ہو گئے۔ ہمارا درجہ حرارت بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ ایک دہائی قبل شاید چالیس درجہ

حرارت مشکل سے ہوا کرتا تھا اور اب پچاس سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔گرمی کی حدت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ گرم و مرطوب علاقوں میں رہنا ناممکن ہو گیا ہے۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ جنگلات، رینج منیجمنٹ اور وائلڈ لائف ڈاکٹر محمد رافع سے اس موضوع پر تفصیلی گفت گو ہوئی تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر رافع کے پچاس سے زائد تحقیقی مقالہ جات قومی اور بین الاقوامی جرائد میں چھپ چکے ہیں۔انہوں نے ایسوسی ایٹ پروفیسر تک کی پیشہ ورنہ زندگی میں تین کروڑ روپے کی تحقیقی گرانٹس لی ہیں اور کئی پروجیکٹس پر کام کیا ہے انہوں نے تین کے قریب کتابوں کے ابواب لکھے ہیں۔سینکڑوں کی تعداد میں ایم فل اور بی ایس کے طلبہ وطالبات کو پڑھایا اور ان کے تحقیقی مقالہ جات کو سپروائز کیا ہے۔

انہوں نے کئی قومی اور بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی ہے۔یہ جامعہ اسلامیہ کے لئے انتہائی خوش آئند بات ہے کہ شعبہ جنگلات میں اُن کا ایمپیکٹ فیکٹر پنجاب میں سب سے زیادہ ہے۔ تدریسی امور کے ساتھ ساتھ کئی جگہوں پر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی نمائندگی کی ہے۔سیکرٹری ماحولیات کے نمائندے کی حیثیت سے کارخانوں اور دیگر صنعتوں کا معائنہ کرتے ہیں اور اُنہیں این اوسی جاری کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں 2017 سے 2018 تک ڈاکٹر محمد رافع ضلعی کرکٹ ایسوسی ایشین بہاولپور کے ضلعی صدر بھی رہے ہیں۔ سابق نائب صدر آل سی این جی ایسوسی ایشن آل پاکستان میاں شاہد اقبال اور سابق ریجنل صدر کرکٹ ایسوسی ایشن بہاولپور ریجن طارق سرور اور سابق وفاقی وزیر و موجودہ گورنر پنجاب انجینئر میاں بلیغ الرحمن نے ڈاکٹر محمد رافع کا نام صدر کرکٹ ایسوسی ایشن بہاولپور کے لئے تجویز کیا جسے چیئرمین بورڈ آف گورنرز پاکستان کرکٹ بورڈ جنابِ نجم سیٹھی نے انہیں منظور کرلیا۔ اس طرح ڈاکٹر رافع کو ریجنل کی سطح پر کرکٹ اور دیگر کھیلوں کے حوالے سے

زبردست تجربات حاصل ہوئے جوانہوں نے وقتاً فوقتاً اپنے اور دیگر شعبہ جات کے طلبہ و طالبات کو منتقل کیے۔ کہنے لگے کہ کرکٹ کے ٹرائل ہوتے ہیں۔ یہاں سے منظور ہونے کے بعد جو بندہ نیشنل کرکٹ اکیڈمی چلا جاتا تھا تو اس کے بارے میں یہ مشہور ہو جاتا ہے کہ وہ ریجنل کرکٹ یا پھر قومی کرکٹ کے لئے یقینی طور پر منتخب ہو جائے گا۔ ضلعی سطح پر کئی سفارشیں آئیں جہاں سے اُنہیں کرکٹ کے حوالے سے لوگوں کے جنون بارے معلوم ہوا۔ دوبارہ موضوع کی طرف آتے ہوئے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو ایک ترتیب سے پیدا کیا ہے۔

سمندر کا، زمین، ہوا، آسمان، تھل، روہی، صحرا سبھی کا اپنا ایک ایکو سسٹم ہے۔ مثلاً ہم انسان سرد علاقوں میں رہنے سے تھک جاتے ہیں کیونکہ ہمارا نظام ہمارا ماحول دوسری مخلوقات سے بہت مختلف ہے۔ یہی ترتیب دنیا کی ہے کہ تمام جانوروں، جانداروں، پودوں کا اپنا ایکو سسٹم ہے۔ جب ہم کسی جگہ کے ایکو سسٹم کو تباہ کرتے ہیں تو پورا نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ اب ماحولیاتی تبدیلیوں کا اثر ہماری فصلوں پر ہو رہا ہے، ہماری زرعی اجناس کم ہو رہی ہیں جس کی کئی وجوہات ہیں جن میں جنگلات کا کٹاؤ اہم ترین عنصر ہے۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کمال شخصیت ہیں جنہوں نے اس موضوع پر فیکلٹی کی سطح پر کام کیا ہے۔ صحرا کے ایکو سسٹم کو قائم رکھنے کے لئے اُن کے ویژن کے مطابق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، شعبۂ جنگلات اور دیگر متعلقہ اداروں کی معاونت سے انتھک کوششوں میں مصروف ہے۔ پاکستان آرمی اسلامیہ یونیورسٹی کے ساتھ مسلسل کام کر رہی ہے تاکہ ہم صحرائے چولستان میں ایکو سسٹم کو قائم رکھتے ہوئے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے عملی کام کر سکیں۔ ہم چونکہ ترقی پذیر ممالک میں شامل ہیں۔ ہمارے لئے ایک ہی

حل ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ جنگلات اُگائیں۔عمومی طور پر جنگلات کی تین طرح کی اقسام ہوتی ہیں، پہلے نمبر پر تو چراہ گاہیں (رینج) ہیں جن پر جنگلات نہیں ہوتے مگر وہاں گھاس اور دیگر چیزیں زیادہ مقدار میں ہوتی ہیں۔دنیا میں پچاس فیصد علاقہ چراہ گاہوں پر مشتمل ہے۔ یہ رینج لینڈز یا چراہ گاہیں لائیوسٹاک کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔دنیا میں مصنوعی کھانا اور قدرتی کھانا بہت مختلف ہے۔

اس لئے چراہ گاہوں کو محفوظ بنانا ہماری اولین ترجیح ہونا چاہیئے۔ چراہ گاہوں اور جنگلات پر عدم توجہ کے سبب ہم مسلسل خسارے میں جارہے ہیں۔ہم ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مسلسل خسارے میں ہیں۔ہمیں قدرتی چراہ گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری لینا ہوگی۔ ہماری حکومت کو چاہیے کہ زمینوں کے مالکانہ حقوق دیتے وقت ان پہلوؤں کو دیکھا جائے۔ بارشیں ہونگی تو چراہ گاہیں پھلیں پھولیں گی،وہاں لائیوسٹاک بڑھے گی،تیزی کے ساتھ چراہ گاہوں اور جنگلات کو ختم کر کے آبادکاری کی جارہی ہے اس کو فوری طور پر روکنا چاہیئے۔کسی دور میں ہم پوٹھوہار کی زمین کو گوشت کی پیداوار کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے تھے۔لیکن اب وہاں بھی صورتحال تیزی سے تبدیل ہورہی ہے جس کی وجہ سے ہماری پیداوار کم ہورہی ہے۔ اسی طرح کسی دور میں ہماری رینج لینڈز سے جی ڈی پی میں دس فیصد اضافہ ہوا کرتا تھا جو گھٹتے گھٹتے مسلسل کم ہوتا جارہا ہے۔اسی طرح ہمیں متبادل توانائی کے ذرائع کی جانب جانا ہوگا۔ سولر ٹیکنالوجی کو تیزی سے اپنانا چاہیئے تاکہ ہم قدرتی توانائی کے استعمال سے لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے کام کرسکیں۔ڈاکٹر محمد رافع اپنے ویژن،تصورات اور عملی چیزوں کے متعلق زبردست خیالات رکھتے ہیں۔انفرادی طور پر جس قدر وہ اپنے منصوبہ جات کو پایہ تکمیل تک پہنچاسکتے ہیں وہ پہنچانے میں مصروفِ عمل ہیں۔وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی کے ویژن

کے تحت اگر اجتماعی کوششیں کی جائیں تو ہم نہ صرف تدریسی اداروں کو کمیونٹی سنٹرز میں تبدیل کر سکتے ہیں بلکہ ماحول کو محفوظ بنانے کے لئے بھی گراں قدر خدمات سرانجام دی جاسکتی ہیں۔

علمِ حشرات الارض

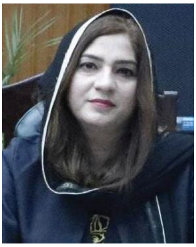

مغربی تہذیب میں عمومی طور پر یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ جامعات پڑھائی کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ یہ تحقیقی مراکز ہوتے ہیں۔جامعات کا کمیونٹی کے ساتھ گہرا ربط ہوتا ہے اورجامعات معاشرتی،معاشی،سیاسی اورسائنسی مسائل کے لئے تحقیقات کرتی ہیں اوراُن کا حل بتاتی ہیں۔اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور چندسال قبل باقی جامعات سے بہت پیچھے تھی مگرگزشتہ دو سے تین سالوں میں یونیورسٹی نے اپنی سمت کا رُخ بدل لیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اب یہ یونیورسٹی دیگرکئی قومی جامعات سے بہت آگے جا چکی ہےاور بہت جلد یہ پاکستان کی تمام جامعات سے آگے بڑھ چکی ہوگی۔وائس چانسلرانجینئر پروفیسرڈاکٹراطہرمحبوب کی زیرقیادت یہ جامعہ کمیونٹی سروس پر بہت کام کررہی ہے۔جنوبی پنجاب بنیادی طور پرزرعی علاقہ ہے جہاں مختلف قسم کی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔کسانوں کوکئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے جامعہ اسلامیہ نے کسانوں کی سہولت اوراُنہیں درپیش چیلنجز کے لئےحل تلاش کیا ہے۔عمومی طور پرکسانوں کوفصلوں کواُگانے میں کئی طرح کے مضرصحت حشرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس لئے علم الاحشرات کافی اہمیت کا حامل ہے۔یہ شعبہ ایگری کلچر کے میدان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔اگرآپ اِس کا میڈیکل کے شعبہ سے موازنہ کریں توآپ کو یہ شعبہ بھی طاقتورترین نظرآئے گا۔اسی سبب ہرسال علم الاحشرات کے شعبہ سے پچاس کے قریب طلبہ وطالبات فارغ التحصیل ہورہے ہیں۔تقریباً سبھی طلبہ وطالبات

ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ اگرچہ نجی شعبہ میں خواتین قدرے کم جاتی ہیں مگر سرکاری شعبہ جات بشمول بینک اور این جی اوز میں خواتین کام کررہی ہیں۔ نجی شعبہ میں سیڈز (بیجوں) کا سیکٹر ہے جس میں مردوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس شعبہ کی اہمیت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں تقریباً سو سے زائد فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ محض کاٹن کے اوپر چالیس سے پچاس pest یعنی نقصان دہ کیڑے ہوتے ہیں۔ ایسے کیڑے صرف فصلوں میں نہیں ہوتے بلکہ ہوٹلوں، گھروں، ہسپتالوں اور دیگر جگہوں پر بھی پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوقات بنائیں ہیں سب اہمیت کی حامل ہیں اور سبھی مخلوقات کے کردار کا تعین رب العزت نے پہلے سے ہی طے کر دیا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق تمام مخلوقات میں سے ستر فیصد حشرات پر مشتمل مخلوقات ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق حشرات کی دس لاکھ نسلوں کو باقائدہ نام دے دیا گیا اور دس لاکھ کے قریب اور اقسام دریافت ہوئی ہیں جنہیں نام دینا باقی ہے۔ بہت سارے کیڑے ایسے ہیں جو دوسرے کیڑوں کو کھاتے ہیں۔ جیسے لیڈی برڈ بٹل جو برسیم پر پائی جاتی ہے۔ یہ دِکھنے میں تو بظاہر بہت ہی خوبصورت نظر آتی ہے مگر یہ دوسرے کیڑوں کی برادری میں قاتل کی پہچان رکھتی ہے۔ اسی طرح انجیوسپرم کے لئے ستر فیصد پولینیٹرز پر انحصار کرتے ہیں یہ سپرم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کا کام کرتے ہیں جس سے افزائش نسل میں اضافہ ہوتا ہے۔ ستر سے اسی اقسام شہد کی مکھیوں کی ہیں، شہد سے درجنوں کی تعداد کے حساب سے ایسی مفید چیزیں بنائی جاتی ہیں جو صحت کے لئے انتہائی حیرت انگیز نتائج کی حامل ثابت ہوتی ہیں۔ پاکستان کے اندر تقریباً چار لاکھ خاندان شہد کے کاروبار سے وابستہ ہیں۔ حشرات الارض فطرت کے حوالے سے اپنا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ فطرتی طور پر ڈی کمپوزر (تحلیل

کرنے والے) کے عوامل کے طور پر کام کرتے ہیں تاکہ نظامِ فطرت برقرار رہے۔ مگر بہت سارے ایسے حشرات بھی ہیں جو بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے ڈینگی، ملیریا، کاکروچ، کانگو وائرس، گھریلو مکھی وغیرہ شامل ہیں۔

ایسوسی ایسٹ پروفیسر فیکلٹی آف ایگری کلچر اینڈ انوائرنمنٹل سائنسز ڈاکٹر بشریٰ صدیق اور اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر آصف سجاد کے ساتھ گفت گو جاری تھی کہ چائے آ گئی۔ چائے پر ہلکی ہلکی گپ شپ لگتی رہی۔ ڈاکٹر بشریٰ کہنے لگیں کہ جب اسسٹنٹ پروفیسر سے وہ ایسوسی ایٹ پروفیسر پروموٹ ہوئیں تو اُنہیں محسوس ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو اسلامیہ یونیورسٹی کا وائس چانسلر ہی اُنہیں پروموٹ کرنے کے لئے لگایا ہے۔ وگرنہ وہ پروموشن کے حوالے سے ہمت ہار بیٹھی تھیں۔ بعدازاں جب دیگر شعبہ جات سے معلومات لیں تو پتہ چلا کہ وائس چانسلر نے تمام شعبہ جات کی بہتری کے لئے عملی اقدامات کیے ہیں۔ مثلاً وائس چانسلر نے فیکلٹی میں بڑھوتری کے ساتھ ساتھ طلبہ وطالبات کو سہولتوں کی فراہمی کے لئے کئی پروجیکٹ شروع کیے ہیں۔ ایک ایسی یونیورسٹی جہاں چند سال پہلے اساتذہ طلبہ وطالبات کے لئے ترستے تھے اب وہاں تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ کہنے لگی کہ وائس چانسلر بلاشبہ اس خطہ کی ترقی کے لئے تعینات ہوئے ہیں جو محنت میں عظمت پر یقین رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر بشریٰ صدیق کا بنیادی طور پر تعلق ملتان سے ہے۔ ملتان سے بی ایس اور 2005 میں علمِ حشرات (Antomology) میں ایم ایس، حتیٰ کہ پی ایچ ڈی بھی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے 2017 میں اسی مضمون میں کی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم اُن کے سپروائزر تھے۔ پی ایچ ڈی میں چھ ماہ کا عرصہ یونیورسٹی آف جارجیا امریکہ میں تحقیقی کام پر گزارا۔ یہ بہت ہی دلچسپ تجربہ تھا کہ انہوں نے اپنے بچوں کو وہاں سکول میں داخل

کرا دیا۔شوہر چونکہ ساتھ گئے تھے اس لئے پاکستان میں عمومی طور جو کام والدہ کرتی ہیں وہ ان کے شوہر نے کئے۔ وہ لیب میں کام کرتیں اور شوہر گھر پر بچوں کو سنبھالتے ، ایک آسانی تو یہ ہوئی چونکہ ان کے شوہر چوہدری نعمان غنی کی اپنی تعلیم کوئین میری یونیورسٹی لندن سے تھی اس لئے وہ مغرب کے ماحول سے اچھی طرح واقف تھے۔انہوں نے 2004 میں ریاضی کے مضمون میں تعلیم حاصل کی۔

نعمان کے والد عبدالغنی چوہدری ایسوسی ایٹ پریس آف پاکستان کے برطانیہ میں ڈائریکٹر جنرل کے طور پر ریٹائر ہوئے اور پاکستان کے مختلف اخباروں میں کالم نگاری بھی کیا کرتے تھے۔ اس لئے انہیں میڈیا بشمول اخبارات اور ٹیلی ویژن چینل کے متعلق بھی تھوڑی بہت آگاہی تھی۔ امریکہ میں انہوں نے انزائم پر کام کیا۔ڈاکٹر بشریٰ 2014 میں امریکہ گئیں تو انہیں پیشہ ورانہ امور کی سرانجام دہی میں زبردست تجربات ہوئے۔ مثلاً وہ کہنے لگیں کہ امریکی جامعات میں لیب کے اندر تجربات کے لئے تمام تر سہولیات میسر ہوتی ہیں۔ دراصل امریکی اساتذہ اور سٹاف ممبران ہر طرح کی سہولیات فراہم کرتے ہیں۔ انہوں نے مختلف علاقوں میں ریسرچ سنٹرز بنائے ہوئے ہیں اور ہفتہ وار وہ سکالرز کو عملی تجربات سے گزارنے کے لئے زرعی کھیتوں میں قائم سنٹرز میں لے جاتے ہیں تا کہ ایک طرف سکالرز کو فائدہ ہو اور دوسری طرف عملی طور پر کھیتوں اور کسانوں کو فائدہ ہو سکے۔اپنے عملی تجربات شیئر کرتے ہوئے کہنے لگیں کہ ایک بار دورانِ تجربہ ایک مکھی ڈبے سے باہر نکل گئی تو وہاں پر موجود انگریز اساتذہ اور سٹاف بہت پریشان ہو گئے کہ یہ مکھی ان کے ماحول کو خراب کرے گی۔ چار سے پانچ لوگ اس مکھی کو پکڑنے پر لگ گئے۔اور وہ ورطۂ حیرت میں کھڑی سوچتی رہ گئیں کہ ہمارے معاشرے میں مکھیاں عمومی طور پر کھانے کے برتنوں پر بیٹھی

رہتی ہیں اور ہم انہی برتنوں میں کھانا ڈال کر کھاتے ہیں اور اس عمل کو انتہائی معمولی سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان میں جامعات کی لیب تو درکنار عمومی طور پر گھریلو مکھیاں کھانوں، چادروں، بیڈ شیٹ، سبزیوں، آٹے، دال، چاول، کھانے کے کپڑوں اور دیگر اشیاء خورد ونوش پر بیٹھی رہتی ہیں مگر کسی کو فکر تک نہیں ہوتی۔ محض چھ ماہ کے تدریسی تجربات میں انہوں نے 28 جنریشن پر کام کیا تا کہ ان میں مذاحمت کے حوالے سے معلوم کیا جا سکے۔

لیب میں اس قدر اتنا اچھا ماحول ہوتا تھا کہ گھر جانے کو دل نہیں کرتا تھا۔ لیب تجربات اور کھیتوں میں اس قدر چلنا پھرنا ہوتا تھا کہ جوتے ٹوٹ جاتے تھے۔ ڈاکٹر بشریٰ کا مقالہ چونکہ حشرات الارض پر تھا اس لئے انہوں نے 'گھریلو مکھیوں' اور 'ملی بگ' پر تجربات کیے۔ اُن کا مفروضہ تھا کہ حشرات کے اندر سپرے کے حوالے سے قوتِ مدافعت پیدا ہو رہی تھی۔ مکھیوں نے ایسے جراثیم پیدا کر لئے تھے کہ وہ ادویات کا اثر زائل کر رہی تھیں۔ انہوں نے ان تجربات کے ذریعے زہر کے اثر کو زائل کرنے کے طریقہِ کار پر کام کیا۔ پاکستان میں کسان کھادوں کے ذریعے ہر حال میں فصل بڑھانا چاہتے ہیں مگر ان حشرات نے اپنے اندر قوتِ مدافعت پیدا کر لی تھی۔ اُن کے مطابق پاکستان کی چھ جگہوں سے ملی بگ کا سیمپل جمع کیا گیا۔ تجربات کی باقائدہ مانیٹرنگ کی گئی۔ اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ کن علاقوں سے ملی بگ کا اثر زیادہ ہو رہا ہے۔ لیب میں ٹیسٹ کئے گئے۔ معلوم ہوا کہ کسان فصلوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے اندھا دھند سپرے کر رہے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ حشرات اپنے اندر مذاحمت کے لئے ایسے نَسبہ (جین) پیدا کر چکے تھے کہ ان کی قوتِ مزاحمت کافی بڑھ چکی تھی۔ ان پر سپرے کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ تا حال وہ لیب کے اندر ان چیزوں پر کام کر رہی ہیں کہ کونسی ادویات کے حوالے سے حشرات پر سپرے کا اثر نہیں ہو پا رہا۔ ڈاکٹر بشریٰ اب

پالیسی سطح پر کام کر رہی ہیں تا کہ کسانوں کو آگاہی دی جا سکے کہ وہ کون کون سی ادویات استعمال کریں تا کہ ان کی پیداوار میں اضافہ ہو اور حشرات کا فصلوں پر اثر کم ہو۔ ہمارا ملک چونکہ زرعی ملک ہے۔اس لئے ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم اس پر کام کریں۔

ہمیں ادویات پر کام کرنا پڑے گا اور جاننا ہوگا کہ کون کون سی ادویات حشرات کے کن کن اعضاء پر اثر کرتی ہیں تا کہ ہمیں اپنی فصلوں کو بچانے کے لئے ادویات کا صحیح استعمال کریں۔ پاکستان میں اس شعبہ پر مزید کام کرنا چاہئے۔اس شعبہ کے متعلق آگاہی فراہم کرنا چاہئے ۔عموماً اس شعبہ میں پڑھنے والی بچیاں اور بچے پہلے سمسٹر کے آغاز سے اس شعبہ کا سکوپ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد جب انہیں مختلف شعبہ جات میں ملازمت مل جاتی ہے تو وہ پھر خود اپنی مثال دیتے ہیں۔ لیب کے اندر بہت زیادہ ملازمت کے مواقع ہیں۔اب وہی طلبہ و طالبات بڑی بڑی گاڑیوں میں آتے ہیں، کارخانوں، تحقیق، تحقیقی اداروں، ٹیلی مارکیٹ کی ملازمتیں اور بہت سی جگہیں ایسی ہیں جہاں ہمارے بچے ملازمت حاصل کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر بشریٰ کہنے لگیں کہ وہ 2006 میں بطور لیکچرر شعبہ علم حشرات الارض میں تعینات ہوئیں۔حیران کن طور پر وہی پہلی خاتون تھیں جن کی اس شعبہ میں تعیناتی ہوئی۔ 2019 میں وہ اسسٹنٹ پروفیسر جبکہ 2022 میں ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئیں۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے اُن میں کھیلوں کے ذوق وشوق کو دیکھتے ہوئے اُنہیں ایڈیشنل ڈائریکٹر سپورٹس (خواتین) تعینات کر دیا۔علاوہ ازیں وہ فیکلٹی کی سطح پر انچارج سٹوڈنٹس افیئرز کے طور پر بھی کام کر رہی ہیں ۔یہ بات درست ہے کہ جنوبی پنجاب میں خواتین کے کھیلوں پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔جنوبی پنجاب میں خواتین میں کھیلوں کے حوالے سے بہت ٹیلنٹ ہے مگر وہ چھپا ہوا

ہے۔

یہاں 'جوں کی توں' صورتحال کے پیشِ نظر لوگ اپنی بچیوں کو کھیلوں میں نہیں لاتے۔کئی طرح کے مسائل ہیں مگر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اِن مسائل کی روشنی میں ڈائریکٹوریٹ آف سپورٹس برائے خواتین قائم کی ہے۔جس کے بعد طالبات کے اندر کھیلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا حوصلہ پیدا ہوا ہے۔اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں وائس چانسلر کے ویژن کے مطابق خواتین سپورٹس پر کام جاری ہے۔ٹیلنٹ کی تلاش پر کام ہو رہا ہے۔اب طالبات میں اعتماد آیا ہے۔وہ کرکٹ،فٹ بال اور سکوائش کے کھیلوں میں دلچسپی لے رہی ہیں۔اسلامیہ یونیورسٹی میں اِن ڈور کھیل شروع ہو گئے ہیں۔اب طالبات کی سپورٹس میں تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ڈاکٹر بشریٰ نے جب محسوس کیا کہ طالبات ہچکچا رہی ہیں تو اُنہوں نے خود مل کر کھیلنا شروع کر دیا۔اس سے دو طرح کے فائدے حاصل ہوئے۔ایک تو اُنہیں خود اپنی کالج اور یونیورسٹی لائف کا زمانہ یاد آ گیا۔دوسرا طالبات کو حوصلہ افزائی ملی اور وہ بڑھ چڑھ کر کھیلوں میں حصہ لینے لگیں۔اس طرح بچیوں کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے تاکہ انہیں انٹر یونیورسٹی اور انٹرا یونیورسٹی کے لئے تیار کیا جا سکے۔کہنے لگیں کہ یہ سب بدلاؤ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے طفیل آیا ہے۔یقین جانئے کہ یہ صحیح معنوں میں یونیورسٹی میں طلبہ و طالبات، اساتذہ، سٹاف کی ترقی کا زمانہ ہے۔یہ سنہرے حروف میں تاریخ میں رقم کیا جائے گا کہ ایک وائس چانسلر نے مستقبل کے کئی وائس چانسلرز کا کام کر دیا تھا۔

اتنی دیر میں اسی شعبہ سے وابستہ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر آصف سجاد دفتر میں داخل ہو گئے۔رسمی گفت گو کے بعد انہوں نے اپنے متعلق بتانا شروع کیا جو کافی دلچسپ تھا۔ڈاکٹر

آصف نے دس سال نجی شعبہ میں کام کیا۔ پہلے بطور سوشل آرگنائزر پنجاب رورل سپورٹ پروگرام میں رہے۔ بعدازاں سنٹر فار بائیو سائنسز انٹرنیشنل (سی اے بی آئی) میں کام کیا۔ یہ تنظیم لائف سائنسز پر کام کرتی ہے اس کے اندر کئی پروجیکٹس پر بطور سینئر سائنٹسٹ کے طور پر کام کیا۔ڈبلیو ڈبلیو ایف میں بھی کچھ عرصہ ملامت کی جہاں انہوں نے وائلڈ لائف کنزرویشن کے پروجیکٹس پر کام کیا۔ڈاکٹر آصف نے اپنی ساری تعلیم بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے حاصل کی ہے اور اُن کی ایکالوجی آف بیز میں سپیشلائزیشن ہے۔ ڈاکٹر آصف کے بڑے بھائی یاسر سجاد کیمیکل انجینئر ہیں اور نیو یارک میں ائیر پورسٹ ٹرین سسٹم میں بطور سیفٹی مینیجر کام کررہے ہیں۔ والد طفیل سجاد بھی ڈائریکٹر ریسرچ فشریز ڈیپارٹمنٹ پنجاب سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر آصف کو کئی طرح کے پیشہ ورانہ تجربات ہوئے ہیں۔ اگرچہ انہیں یاسر سجاد نے کئی بار امریکہ آنے کی ترغیب دی مگر وہ پاکستان کے ہوکر رہ گئے۔ کہنے لگے کہ چیئرمین شعبہ حشرات الارض ڈاکٹر وقار حسن اور پروفیسر ڈاکٹر انجم عقیل جن کی سپیشلائزین اپی کلچر (مگس بانی) میں ہے انہوں نے وائس چانسلر کے ویژن کو صحیح معنوں میں عملی جامہ پہنایا ہے۔ڈاکٹر انجم جنوبی پنجاب میں ڈبوں کے اندر شہد کی مکھیوں کی افزائش نسل پر کام کررہے ہیں تاکہ پیداوار بڑھائی جاسکے۔ حال ہی میں انہوں نے بائیس کروڑ روپے کا پروجیکٹ لیا ہے جس کے تحت جنوبی پنجاب میں مقامی سطح پر شہد کی مکھیوں کو تجارتی بنیادوں پر پالنے میں کام کررہے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ سرسوں کے موسم میں مری اور دیگر ٹھنڈے علاقوں سے لوگ یہاں آتے ہیں اور سرسوں کے کھیتوں کے کنارے ڈبے لے کر بیٹھے ہوتے ہیں اور یہاں سے مکھیاں لے جاتے ہیں۔

عقیل انجم شہد کی مکھیوں کی جینیاتی تبدیلیوں پر کام کررہے ہیں تاکہ مصنوعی طور پر

ایسی قسم تیار کی جا سکے جو ہمارے گرم ومرطوب موسم کو برداشت کر سکے۔ اب وہ مصنوعی طریقۂ افزائش نسل پر بھی کام کر رہے ہیں۔ مصنوعی طور پر کوئین (شہد کی مکھیوں کے چھتے کی ملکہ) پیدا کرنے پر بھی کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہر ڈبے میں ایک ہی کوئین ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئین مر جائے تو پورے ڈبے کی مکھیاں تتر بتر ہو جاتی ہیں۔ شعبہ حشرات الارض مجموعی طور پر سوچ رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کے ماحول میں ایسی ٹیکنالوجی متعارف کرائی جائے تا کہ یہاں کی مکھیاں یہیں پہ مقیم رہیں اور دیگر علاقوں کی طرف سفر نہ کریں۔ ڈاکٹر آصف سجاد نے خود بھی پاکستان ایگری کلچر ریسرچ کونسل سے ایک پروجیکٹ لیا ہے جو مقامی سطح کی شہد کی مکھیوں کو محفوظ بنانے پر کام کر رہے ہیں۔ قبل ازیں انہوں نے پولٹری فیڈ میں حشرات کو سویابین کو بطور ذریعہ پروٹین (لحمیات) استعمال کرنے پر پروجیکٹ مکمل کیا ہے۔ یہ ایک خوبصورت سیشن تھا جس میں ڈاکٹر بشریٰ اور ڈاکٹر آصف سجاد نے اپنے شعبہ کی بڑھوتری پر سیر حاصل گفت گو کی۔ اُن کی گفت گو سے اندازہ ہوا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور خوش قسمت یونیورسٹی ہے جسے ایک ہونہار اور زبردست قائدانہ صلاحیتوں کا حامل وائس چانسلر ملا ہے۔ جو دن رات کام کر رہا ہے۔ اپنے ساتھ ساتھ اپنی ٹیم کو محنت میں عظمت کے اصول پر لگا دی ہے۔

زمینی سائنس اور زراعت

ڈاکٹر اظہر حسین ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف سوائل سائنس/ ڈائریکٹر ایلومنائی افیئرز، ایڈیشنل ڈائریکٹر اسٹوڈنٹس افیئرز، آئی یو بی اسٹوڈنٹس سوسائٹیز خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ باہمت نوجوان ہیں جو ہر پل کسی نہ کسی جستجو اور نصابی و غیرنصابی سرگرمی میں شامل رہتے ہیں۔ یہ پاکستان کے کم عمر ترین پی ایچ ڈی کا اعزاز بھی رکھتے ہیں اور شاید کم عمر ترین ایڈیشنل ڈائریکٹر سٹوڈنٹس افیئرز بھی ہیں۔ اِن کی شخصیت کی یہ خوبی ہے کہ طلبہ میں ٹھہرے ہوں تو طالبعلم نظر آتے ہیں اور ایگزیکٹیوز میں ٹھہرے ہوں تو ہونہار اور تجربہ کار فیکلٹی ممبر نظر آتے ہیں۔ کیمرے کو اِن سے یا انہیں کیمرے سے خاص اُنسیت ہے کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے بنا نہیں رہ سکتے ۔جس طرح عمر کا ہندسہ محض ہندسہ ہی ہوتا ہے بالکل اُسی طرح ڈاکٹر اظہر نے کم عمری کو راہ کی دیوار نہیں بننے دیا بلکہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ سیکھنے اور سکھانے کی لگن میں مگن رہتے ہیں۔ڈاکٹر اظہر حسین جو بنیادی طور پر سوائل اینڈ اینوائرمنٹل مائکروبائیولوجسٹ ہیں اُن کا تعلق بہاولپور سے ہے۔ڈاکٹر اظہر 03 جنوری 1990 کو بہاول پور میں پیدا ہوئے اور اپنی ابتدائی اور ثانوی تعلیم ضلع بہاولپور کے سرکاری سکولوں سے حاصل کی۔ ریاستی ہونے کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ انہیں آغاز سے ہی تعلیم سے محبت والد غلام حسین انجم سے ملی جو بہاولپور میں تعلیم کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ اِن کا خاندان زیادہ تر زمینداری کے شعبہ سے وابستہ ہے۔ کچھ افراد سرکاری ملازمت میں بھی ہیں ۔ 2006 میں ایف ایس سی (پری میڈیکل) گورنمنٹ صادق ایجرٹن (S.E) کالج

بہاولپور سے مکمل کی اور بعد ازاں بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر (سوائل سائنس) میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں داخلہ لے لیا۔ انہوں نے 2010 میں یونیورسٹی کالج آف ایگریکلچر اینڈ انوائرمنٹل سائنسز کے پہلے سیشن کے طور پر سوائل سائنس میں گریجویشن مکمل کی۔ انہوں نے نیشنل ایگریکلچر ریسرچ سینٹر (NARC) اسلام آباد سے انڈر گریجویٹ پروگرام کے لیے اکیڈمک انٹرن شپ بھی مکمل کی۔

اس کے بعد ڈاکٹر اظہر حسین نے اپنی ایم ایس سی (آنرز) سوائل سائنس اور پی ایچ ڈی بھی اِسی مضمون میں یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد سے 2015 میں حاصل کی۔ ایک انگریزی اخبار دی نیشن کے مطابق ڈاکٹر اظہر حسین 25 سال اور 10 ماہ کی عمر میں پی ایچ ڈی مکمل کرنے والے پاکستان کے کم عمر ترین پی ایچ ڈی گریجویٹ بنے۔ ڈاکٹر اظہر کو وائس چانسلر یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد نے چھ سمسٹرز یعنی تین سال میں پی ایچ ڈی مکمل کرنے پر نقد انعام کے ساتھ ساتھ تعریفی سند بھی عطا کی۔ بین الاقوامی سطح پر معروف سوائل اینڈ اینوائرمنٹل مائکرو بائیولوجسٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد (تمغہ امتیاز ڈیسٹینگوٹ نیشنل پروفیسر) نے ڈاکٹر اظہر حسین کے پی ایچ ڈی مقالے کی نگرانی کی۔ اپنی ماسٹر اور پی ایچ ڈی اسٹڈیز (2010-2015) کے دوران انہوں نے مختلف تحقیقی منصوبوں اور تنظیموں کے لیے بھی کام کیا۔ ڈاکٹر اظہر حسین نے مختلف ہم نصابی سرگرمیوں میں بطور جنرل سیکرٹری، نائب صدر، صدر اور سینئر ایگزیکٹو (آفیشل سٹوڈنٹس سوسائٹی SESSS یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد 2010-2015) کے طور پر بھی مختلف عہدوں پر کام کیا۔ ڈاکٹر اظہر حسین "Soil Science Society of Pakistan" (ایگزیکٹو کونسل 2015-16) میں آل پاکستان اسٹوڈنٹ کونسلر/آفیس بیئرز بھی رہے۔ سائنسی خدمات

کی بنیاد پر آج کل وہ Soil Science Society of Pakistan کے تاحیات ممبر ہیں۔ بچپن سے ہی ڈاکٹر اظہر کو کھیلوں کا شوق تھا اور انہوں نے مختلف سطح پر کرکٹ کھیلی۔ پی ایچ ڈی کی تکمیل کے بعد ڈاکٹر اظہر کی پیشہ ورانہ زندگی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

انہوں نے 2015 میں اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کے شعبہ سوائل سائنس میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر ملازمت اختیار کی۔ اس عرصے کے دوران انہوں نے اپنی زیر نگرانی/شریک نگرانی میں 30 (BS, MS and PhD) سے زائد طلباء تیار کیے ہیں۔ تحقیق میں ڈاکٹر اظہر حسین نے 6 پروجیکٹ جیتے ہیں جن میں سے 4 پروجیکٹس میں انہوں نے پرنسپل انویسٹی گیٹر کے طور پر جبکہ 2 میں وہ شریک PI/ٹیم ممبر کے طور پر کام کیا۔ ان پروجیکٹس کی کل مالیت 20 ملین تک ہے۔ ان کی 80 سے زیادہ بین الاقوامی اشاعتیں ہیں۔ حال ہی میں یعنی مارچ 2022 میں ڈاکٹر اظہر حسین کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ سوائل سائنس میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ ڈاکٹر اظہر حسین کو نوجوان سائنسدان کی حیثیت سے تحقیقی شراکت کی بنیاد پر نیشنل ایگریکلچرل یوتھ کمیشن اسلام آباد نے ایگریکلچرل یوتھ ایوارڈ 2020-21 سے نوازا۔ وہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور اورک کے تحقیقی پیداواری الاؤنس کے باقاعدہ وصول کنندہ ہیں اور حال ہی میں انہیں 2020 میں تحقیقی اشاعتوں کی بنیاد پر TTS فیکلٹی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کا بہترین محقق قرار دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر اظہر حسین بیکٹیریا سے افزودہ کمپوسٹ، زنک حل کرنے والے بیکٹیریا، بائیوفورٹیفیکیشن، بائیوایکٹیویٹڈ زنک کوٹیڈ یوریا، مائکروبیل کوڈٹ کیمیائی کھاد اور ہیوی میٹل مزاحمتی بیکٹیریا کی تشکیل کے ذریعے فصلوں کی پیداواری صلاحیتوں میں اضافہ کرنے میں تحقیق کے ماہر ہیں۔ تدریسی و تحقیقی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر اظہر حسین

شعبہ کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی کی انتظامی ذمہ داریوں میں بھی سرگرم ہیں۔

نومبر 2019 میں وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے ڈاکٹر اطہر کو طلبہ کی سوسائٹیوں کے قیام اور یونیورسٹی میں ہم نصابی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے ذمہ داری سونپی۔ تدریس اور تحقیق کے ساتھ ساتھ انہوں نے ڈائریکٹوریٹ آف اسٹوڈنٹس افیئرز IUB (ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹوڈنٹس افیئرز/ کوآرڈینیٹر اسٹوڈنٹس سوسائٹیز) میں مختلف صلاحیتوں کے ساتھ اپنا انتظامی کردار شروع کیا اور سوسائٹیز کی تعداد 150 سے زائد تک پہنچ گئی۔ ان میں یونیورسٹی کی سطح ،فیکلٹی لیول اور ڈیپارٹمنٹل سطح کی سوسائٹیز شامل ہیں۔ اس وقت ڈاکٹر اطہر حسین ایڈیشنل ڈائریکٹر سٹوڈنٹس افیئرز (IUB سٹوڈنٹس سوسائٹیز) کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اطہر حسین کو گورنر پنجاب اور چانسلر انجینئر میاں محمد بلیغ الرحمن نے تعریفی شیلڈ سے نوازا۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے قابل فخر سابق طلباء کے لیے ڈائریکٹوریٹ آف ایلومنائی افیئرز قائم کیا اور ڈاکٹر اطہر حسین کو 2021 میں ڈائریکٹر ایلومنائی افیئرز مقرر کیا۔ فیکلٹی کی سطح پر ایلومنائی افیئر (IAA) کی مدد اور ڈیپارٹمنٹل کوآرڈینیٹر ، ماضی اور حال کے سابق طلباء کی رجسٹریشن کے لیے آئی یو بی ایلومنائی پورٹل تیار کیا گیا ہے اور اب تک 21000 سے زیادہ سابق طلباء نے پورٹل آئی یو بی ایلومنائی نیٹ ورک پر اپنا اندراج کرایا ہے۔ وائس چانسلر نے کئی مواقع پر انہیں مبارکباد پیش کرتے ہوئے اِن کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ یہ بھی ہر پل اِس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح نئے سے نئے منصوبہ جات پہ کام کریں۔ تاریخ شاہد ہے کہ نئی جہتوں کا متلاشی ایک دن منزلِ مراد تک جا پہنچتا ہے۔

انہوں نے ایلومینائی ڈائریکٹوریٹ کو نئی توانائی بخشی اور انہوں نے قابل فخر سابق

طلباء کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنا شروع کیں اور انہیں شعبہ جات سطح پر اپنی مادر علمی کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ ڈائریکٹر ایلومنائی افیئرز کی طرف سے اٹھایا گیا ایک اور اقدام آئی یو بی ایلومنائی آؤٹ لک (دو سالہ رپورٹ) شائع کرنا تھا تا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں سابق طلباء کو آئی یو بی فیملی کے طور پر ایک دوسرے سے جوڑنے کے لئے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں قابل ذکر سابق طلباء کو اجاگر کیا جا سکے۔ شعبہ سوائل سائنس، ڈائریکٹوریٹ آف ایلومینائی افیئرز، ڈائریکٹوریٹ آف سٹوڈنٹس افیئرز میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی سطح پر مختلف انتظامی ایکٹویٹی میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے SDG-06 (صاف پانی اور صفائی) اور ملک کی زرعی ترقی کے لیے ڈاکٹر اظہر حسین، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ سوائل سائنس، نے سوائل سائنس کے شعبہ کو ''انسٹی ٹیوٹ آف سوائل اینڈ واٹر ریسورسز'' میں اپ گریڈ کرنے کی تجویز دی۔ واٹر مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی شمولیت کے ذریعے بی ایس واٹر مینجمنٹ، ایم ایس واٹر مینجمنٹ اور پی ایچ ڈی واٹر مینجمنٹ کی ڈگریاں جلد شروع کیں جائیں گی۔ حال ہی میں ڈاکٹر اظہر حسین نے First Biotech LLB Lahore company اور اسلامیہ یونیورسٹی کے تعاون سے بین الاقوامی سطح پر معروف سوائل اینڈ اینوائرمنٹل مائکرو بائیولوجسٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد (تمغہ امتیاز ڈیسٹینگوٹ نیشنل پروفیسر) کے نام پر سوائل اینڈ اینوائرمنٹل مائیکر بائیولوجی لیبارٹری بنوائی جس میں ایم فل اور پی ایچ ڈی سوائل سائنس کے طلبا تحقیق کے لیے استعمال کریں گے۔

صنعتِ سیر و سیاحت

پچھلے دِنوں متحدہ عرب امارات کے دوسرے صدر شیخ خلیفہ بن زید سلطان النہیان فوت ہوئے تو چالیس سے زائد ممالک کے صدور۔ نائب صدور، وزراء اعظم، نائب وزراء اعظم اور دیگر عمائدین نے آخری رسومات میں شرکت کی جس سے اس حکمران کے سیاسی قد کاٹھ اور متحدہ عرب امارت کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر اثر انگیزی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہونا بھی چاہئے کیونکہ شیخ خلیفہ ابوظہبی کے وہ حکمران تھے جنہوں نے فرانس کی معاونت سے لوئیور ابوظہبی میوزیم، امریکہ کی معاونت سے نیو یارک یونیورسٹی ابوظہبی، سوربون یونیورسٹی ابوظہبی، اتحاد ائیر ویز اور دیگر کئی ایسے منصوبہ جات کو کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا جن سے متحدہ عرب امارات کا بین الاقوامی سطح پر تعارف ہوا۔ شیخ خلیفہ وہ حکمران تھا جس نے دبئی کے ریت کے ٹیلوں میں سے دنیا کی سب سے بڑی عمارت بُرج خلیفہ تعمیر کرکے دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی۔ شیخ خلیفہ نے اپنے ملک کا رُخ 'آئل اکانومی' پر انحصار کم کرکے ثقافت اور تجارت کی طرف موڑ دیا اور چند ہی سالوں میں دبئی عالمی سطح پر معاشی طاقت بن کر اُبھرا۔ ممبر سنڈیکیٹ ڈاکٹر ثمر فہد کے ساتھ تفصیلی نشست ہوئی جس میں اُن کی ساتھی فیکلٹی ممبر نے دبئی کو معاشی طاقت بنانے کے حوالے سے ایک خوبصورت جملہ بولا 'دبئی کے حکمرانوں کے پاس صرف ریت ہے جسے بیچ کر انہوں نے دبئی کو معاشی طاقت بنا دیا ہے'۔ سربراہ شعبہ سیاحت و مہمان نوازی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پروفیسر ڈاکٹر عمران رشید کا جملہ اِس حوالے سے اور زیادہ خوبصورت اور قابلِ تعریف ہے کہ 'دنیا دبئی کے صحراؤں میں گھومنے آتی ہے اور

دبئی کے حکمران بہاولپور (چولستان) کے صحراؤں سے لطف اندوز ہونے پاکستان کا انتخاب کرتے ہیں'۔ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد عمران رشید دنیا کی 100 بہترین جامعات میں شامل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی چین سے پہلے پی ایچ ڈی اور بعدازاں پوسٹ ڈاکٹریٹ کی ہے۔ ڈاکٹر عمران رشید کے تیس سے زائد تحقیقی مقالہ جات سیاحت ومہمان نوازی کے موضوع پر کئی نامور بین الاقوامی جرائد میں چھپ چکے ہیں۔ان کا ایک تحقیقی مقالہ دنیا کے نمبرون جریدے 'ٹورازم منیجمنٹ' جس کا ایمپیکٹ فیکٹر 10.97 ہے اُس میں چھپ چکا ہے۔

ڈاکٹر عمران رشید نے اپنی ٹیم بشمول حمید مرتضیٰ کے ہمراہ شعبہ سیاحت ومہمان نوازی کے متعلق آگاہی، قیام اور بڑھوتری کے حوالے سے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ شعبہ سیاحت ومہمان نوازی (ٹورازم اینڈ ہاسپیٹیلیٹی منیجمنٹ) دنیا بھر میں مینوفیکچرنگ صنعت کے بعد دوسری بڑی صنعت ہے حتیٰ کہ یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی سے بھی بڑی صنعت ہے حالانکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا عمل دخل گھروں اور ہماری زندگی کے ہر مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ترکیہ سالانہ تیس ارب ڈالرز سیاحت ومہمان نوازی سے کماتا ہے۔سری لنکا، فلپائن اور تھائی لینڈ کی معیشت کا زیادہ تر انحصار سیاحت و مہمان نوازی کی صنعت پر ہے۔حتیٰ کہ خود پاکستان کے دوصوبوں بشمول گلگت بلتستان اور خیبر پختونخواہ کا بھی زیادہ تر انحصار سیاحت ومہمان نوازی پر ہے۔، بھارت پاکستان سے سات گنا بڑا ملک ہے مگر بھارت میں ٹورازم ڈیسٹی نیشن پاکستان کی نسبت بہت کم ہیں۔ بھارت میں گوا اور شملہ سمیت ایک دو اور جگہیں ایسی ہیں جو سیاحوں کی دلچسپی کا سامان مہیا کرتی ہیں جبکہ پاکستان میں کسی بھی علاقہ کو منتخب کریں تو دس سے بارہ مقامات ایسے مل جاتے

ہیں جہاں سیاح آنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔شمالی علاقہ جات، ناران کاغان، گلگت بلتستان، آزاد کشمیر، سوات، مری، نارووال، جہلم، ننکانہ صاحب، لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد، ٹیکسلا، ساہیوال، خانیوال، ملتان، ہڑپہ، بہاولنگر، بہاولپور، رحیم یار خان، موہنجوداڑو، کراچی، پشاور، گوادر، کوئٹہ غرض کسی بھی شہر کو دیکھ لیں تو سیر و سیاحت اور مہمان نوازی کی صنعت کا سامان لیے ہوئے ہیں۔دوسرے الفاظ میں پورا پاکستان سیاحوں کی آنکھ کا تارا بن سکتا ہے۔

پاکستان میں کئی طرح کی سیر و سیاحت موجود ہے جس میں ثقافتی، مذہبی، گرمی و سردی سیاحت شامل ہے۔ پاکستان اکیلا مذہبی ٹورازم کو فروغ دے کر سالانہ اربوں ڈالرز کما سکتا ہے۔مثلاً گردوارہ دربار صاحب، ننکانہ صاحب، راجہ رنجیت سنگھ کی سمادھی بھارت، کینیڈا اور آسٹریلیا کے سکھوں کے لئے انتہائی مقدس مقامات ہیں۔مندر کٹاس راج، کرشنا مندر (لاہور) ہندوؤں کے مقدس مذہبی مقامات ہیں، دربار حضرت داتا گنج بخش، بی بی پاک دامن، دربار شاہ جمال، سہیون شریف میں سخی لعل شہباز قلندر دربار، خیر پور میں دربار سچل سرمست، ملتان میں شاہ رکنِ عالم، شاہ شمس تبریز، بہاؤ الدین زکریا اور حضرت محمد شاہ یوسف گردیزی، اوچ شریف میں بی بی جیوندی کا مقبرہ اور دیگر مقبرے موجود ہیں۔کہا جاتا ہے یہاں دنیا کی پہلی یونیورسٹی قائم ہوئی۔یونیسکو نے اوچ شریف کو عالمی ثقافتی ورثے میں شامل کیا ہے۔کراچی میں عبداللہ شاہ غازی، مٹھن کوٹ راجن پور میں خواجہ غلام فریدؒ اور دیگر کئی ایسے مقدس مزارت موجود ہیں جو دنیا بھر کے مسلمانوں حتی کہ غیر مسلم کے لئے اہمیت کے حامل ہیں۔ٹیکسلا کے مندر بھارت، تھائی لینڈ، سری لنکا، چین اور میانمر میں بدھ مذہب کے پیروکاروں کے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔یعنی صرف اکیلی مذہبی ٹورازم سے لاکھوں و کروڑوں ڈالرز کمائے جاسکتے ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ صرف جنوبی پنجاب میں 'وِنٹر

ٹورازم' کوفروغ دے کرہم دنیا کی توجہ اپنی جانب مبذول کراسکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جنوبی پنجاب کے صحرائے چولستان کا فلورااور فانا دنیا کے دیگر صحراؤں کی نسبت بہت مختلف ہے۔

جنوبی پنجاب سیاحوں کے لئے کراچی اور شمالی علاقہ جات کے درمیان میں واقع ہے۔ یہاں ہرطرح کا لینڈسکیپ موجود ہے۔جنوب مغرب میں فورٹ منرو ہےجس کا درجہ حرارت مری سے محض پانچ ڈگری کم ہوتا ہے۔ بہاولپور میں لال سہانرا ہے جہاں کالے ہرن، شیر اور دیگر جانوروں کی افزائش نسل کی گئی ہے۔ہمارے چولستان صحرا کے اندر 25 کےقریب شہرہیں جو ہاکڑا تہذیب کے دور کے ہیں۔ موہنجو داڑو محض پانچ ہزار سال پرانی تہذیب ہے جبکہ ہاکڑا تہذیب کے بارے میں یہ گمان ہے کہ یہ اس سے بھی پرانی تہذیب ہےجس پر مزید کھوج کی ضرورت ہے تاکہ یہ تہذیب دنیا کے سامنے رکھی جاسکے۔ دبئ کی طرز پر اگر ہم صرف ڈیزرٹ ٹوررازم کو پروموٹ کریں تو ہم دنیا کی پسندیدہ جگہ بناسکتے ہیں۔ 9 / 11 سے قبل دنیا یہاں آتی تھی مگر ہمارے بیس سال دہشت گردی کی نظر ہوگئے اور بین الاقوامی سیاح ہم سے دور ہوگئے۔اب معاملات بہتری کی جانب گامزن ہیں۔ 2020 میں دنیا کے ایک میگزین نے پاکستان کوٹورازم کے لئے سرفہرست رکھاہے۔بیس سال کے وقفہ کے بعد پاکستان نئے سیاحوں کے لئےنئ دنیا ہے۔ ملائشیاء چند ٹورسٹ ڈیسٹی نیشن کے سبب دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ کا مرکز بن گیا۔سیاحت کی صنعت سے کئ صنعتیں وابستہ ہیں۔ مثلاً جہاں سیاحت ہوگی، وہاں کھانے کے لئے ریسٹورینٹ بنیں گے۔ رہنے کے لئے ہوٹل، موٹل بنیں گے، مقامی کھانوں، ثقافتی چیزوں کوفروغ حاصل ہوگا۔ جب سیاحت کی سرگرمی ہوتی ہے تو مہمان نوازی کے لئے ریسٹورینٹ ، ہوٹل،

ایئر لائن، ہوٹل، موٹل اور دیگر چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ ملتان میں 2020 تک محض ایک ہوٹل رمادہ تھا مگر اب وہاں تین اور بڑے ہوٹل زیر تعمیر ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عمران رشید کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مہارتوں سے لیس ہنرمند افراد کی کمی ہے۔ مری کے واقعہ سے یہ بات سامنے آئی کے ہمارے مقامی سیاحوں میں یہ آگاہی تک نہیں کہ ایڈونچر ٹورازم کے لیے کون کون سے لوازمات درکار ہوتے ہیں۔ اِن مسائل کی روشنی میں 2020 میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ٹورازم اینڈ ہاسپیٹیلیٹی منیجمنٹ (سیاحت و مہمان نوازی) قائم کیا گیا۔ ابتدائی سطح پر بی ایس پروگرام کا اجراء کیا گیا۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق جب بی ایس لیول ایجوکیشن کے طلبہ یہاں سے فارغ التحصیل ہونگے تو یہ نہ صرف پاکستان بلکہ مڈل ایسٹ اور دیگر مما لک میں بھی کام کرسکیں گے۔ یہ بہترین وقت ہے کہ حکومتِ پنجاب 'چولستان ٹورازم اتھارٹی' قائم کرے۔ جس کے تحت علاقہ کی جامعات، کالجز اور سکولز کے اندر مختلف سیشن کرائے جائیں۔ کورسز کا اجراء کیا جائے، تربیت یافتہ ہنرمند افراد پیدا کیے جائیں جو جنوبی پنجاب کی تاریخی جگہوں کے متعلق تاریخی معلومات رکھتے ہیں۔ مقامی اور غیر ملکی کلچر کی پہچان رکھتے ہوں، قلعوں، محل، شہروں، مزارات، پارکوں، صحرا کے فلورا اور فانا کے متعلق مکمل آگاہی رکھتے ہوں۔ حکومت چولستان اتھارٹی کے پلیٹ فارم سے اہم سیاحتی مراکز بشمول قلعہ ڈیرآ اور، فورٹ عباس، ہاکڑا تہذیب کے آثار اور دیگر اہم جگہوں پر ہوٹل کی تعمیر کرے، اچھے ریسٹورینٹس بنائے جائیں، پولیس اور ضلعی حکومتوں کی معاونت سے سکیورٹی کا منظم انتظام کیا جائے تا کہ غیر ملکی سیاحوں کو محفوظ انداز میں سیر و سیاحت کے مواقع فراہم کیے جاسکیں۔ یقینی طور پر حکومت اس اقدام کے ذریعے نہ صرف مقامی و غیر ملکی سطح پر سیاحت و

مہمان نوازی کی صنعت کو فروغ دے سکتی ہے بلکہ ملکی زرِ مبادلہ کے ذخائر میں خاطر خواہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

آپ مڈل ایسٹ میں جائیں تو ائیر پورٹ سے ہی آپ کو فلپائینی اور تھائی لینڈ کے شہرے کام کرتے نظر آئیں گے کیونکہ دونوں مما لک نے سیاحت و مہمان نوازی کی صنعت کو بے پناہ فروغ دیا ہے۔ جب ہم اس صنعت کو مسلسل نظر انداز کرتے آرہے ہیں۔ اب ہمیں ایک واضح سمت کے تعین کے ساتھ چلنا ہوگا۔ اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم مسلمان ہیں اور مڈل ایسٹ بشمول متحدہ عرب امارات، سعودی عرب اور دیگر مما لک بھی مسلمان ہیں اس لئے ہماری افرادی قوت کا بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ کہنے لگے کہ سب سے پہلے تو وائس چانسلر کا ہی یہ ویژن ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پاکستان کی اُن یونیورسٹیز میں سے ایک ہے جس نے سیاحت و مہمان نوازی کا شعبہ قائم کیا۔ انہوں نے ہر طرح کی معاونت فراہم کی۔ پہلے مرحلے میں ہم نے عوام کو بتایا کہ یہ بھی ایک زبردست ڈگری ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیں پہلے سال ہی چالیس سیٹوں پر چار سو سے زیادہ درخواستیں موصول ہوئیں۔ یہ وائس چانسلر کی معاونت اور سرپرستی سے ہی ممکن ہو پایا۔ ہم نے ستر طلبہ و طالبات کو داخلہ دیا۔ ایوننگ کلاس بھی آفر کر دی۔ عوام کی طرف سے زبردست ریسپانس اور پذیرائی ملی۔ علاوہ ازیں وائس چانسلر نے مالی طور پر بہت معاونت کی۔ ضروری ہے کہ ہم بین الاقوامی طرز کی لیب بنائیں، اس خطہ میں غربت کی سطح بہت زیادہ ہے۔ وائس چانسلر کے ویژن اور سرپرستی میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے کوہسار یونیورسٹی مری کے ساتھ ایک باہمی تعاون کا معاہدہ (ایم او یو) سائن کیا ہے۔ اس معاہدے کے تحت کوہسار یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات سردیوں میں جنوبی پنجاب آئیں گے اور مختلف سیاحتی جگہوں پر جائیں گے۔ اسی طرح ہمارے طلبہ و

طالبات گرمیوں میں کوہسار جائیں گے۔

اسی طرز کا ایک معاہدہ یونیورسٹی آف گلگت بلتستان اینڈ سکردو کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ٹورازم ڈیویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (ٹی ڈی سی پی) کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے اس کے تحت یونیورسٹی ہر سال جیپ ریلی میں بطور پر شراکت دار شامل ہوتی ہے۔ 2020 سے لے کر اب تک تمام جیپ ریلیاں مل کر منعقد کی جارہی ہیں۔ فوڈ کورٹ کے ذریعے مقامی کھانوں کو پذیرائی مل رہی ہے۔ اسی طرح اسلامیہ یونیورسٹی نے کالج آف ٹوررازم اینڈ ہاسپیٹیلیٹی منیجمنٹ (کوتھم) لاہور، یونیورسٹی آف سوات، یونیورسٹی آف مالاکنڈ کے ساتھ بھی باہمی تعاون کے معاہدے کئے ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر ٹوررازم کی پروموشن اور ٹورازم ایجوکیشن کے لئے کام کیا جارہا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر عمران رشید کہنے لگے کہ ہم بنیادی چیزوں کے متعلق آگاہی فراہم کرتے ہیں۔ ورکشاپ اور سیمینارز منعقد کرتے ہیں۔ مقامی کمیونٹی اور مختلف لوگوں کو شامل کرتے ہیں ہمارا سالانہ کیمپنگ فیسٹیول ہر سال تیرہ نومبر کو منعقد ہوتا ہے۔ آخری فیسٹیول میں کراچی اور پشاور سے ڈیڑھ سو کے قریب مقامی سیاح اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پہنچے۔ جنہوں نے پورے شہر کی واک کی۔ شاہی بازار کے اندر گئے۔ شاہی مسجد کی سیر کی، نور محل، دربار محل، لائبریری، لال سہانرا پارک، قلعہ ڈیراور گئے، ہمارا مقصد ہی جنوبی پنجاب کی ٹورازم کو پرموٹ کرنا ہے۔ ہم ہر سال تیرہ نومبر کو جنوبی پنجاب ٹورازم ڈے مناتے ہیں۔ ہمارے طلبہ و طالبات جہاں عملی تجربات کے لئے جاتے ہیں وہاں وی لاگ بناتے ہیں تا کہ لوگوں میں شعور اجاگر کیا جاسکے۔

چولستان انسٹیوٹ آف ڈیزرٹ سٹڈیز

ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ ادارہِ چولستان میں بطور ڈائریکٹر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے 2012 میں یونیورسٹی آف ایگری کلچر فیصل آباد سے 'چولستانی پودوں پر تحقیق' کے موضوع پر اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا ہے۔ انہوں نے متعلقہ موضوعات پر کئی تحقیقی مقالہ جات قومی و بین الاقوامی کانفرنسز میں پڑھے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن اور دیگر اداروں کے ساتھ مل کر کئی پروجیکٹس پر کام کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں 'چولستان لیب' سے ملحق ان کے دفتر میں تفصیلی ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر عبداللہ جہاں محنت میں عظمت کے اصول پر کاربند ہیں وہیں انفرادی طور پر ولولہ انگیز شخصیت کے مالک ہیں۔ دورانِ گفتگو معلوم ہوا کہ جنوبی پنجاب میں دو اعشاریہ چھ ہیکٹر اراضی پر مشتمل علاقہ چولستان کہلاتا ہے جو قدرتی نباتات اور حیوانات کی بہتات سے مالا مال ہے۔

جس میں کئی اقسام کی جڑی بوٹیاں پائی جاتی ہیں۔ چولستان کے لوگوں کی آبادی کی افزائشِ نسل اور معیشت کا دارومدار حیوانات پر مشتمل ہے۔ معلوم تاریخ کے مطابق چولستان نے ہمیشہ سیر و سیاحت کی صنعت کو فروغ دیا ہے۔ مگر مقامی آبادی اور دیگر اضلاع کے باشندوں نے چولستان کی آبادکاری شروع کر دی ہے جس سے بظاہر تعمیر و ترقی کو فروغ ملتا ہوا نظر آرہا ہے جبکہ دوسری جانب صحرا کی خوبصورتی ماند پڑتی جارہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صحرا کو صحرا ہی رہنے دیا جائے محض صحرا کے وسائل کو بہتر انداز میں محفوظ کیا جائے کیونکہ صحرا کے قدرتی پودے، فلورا اور فانا نے قدرتی ایکو سسٹم کو برابر رکھا ہوا ہے۔ اگر اسی رفتار

سے چولستان کی سرزمین کی آبادکاری جاری رہی تو وائلڈ لائف کا مسکن ختم ہوجائے گا۔ جنگلات کم ہوتے ہوتے معدوم ہوجائیں گے۔جس سے حیوانات کی نسل پر منفی اثرات مرتب ہونگے۔ویسے بھی اگر ہم نے روہی کو ختم کر دیا تو ہمارا مقامی کلچر اور ہماری ثقافت ختم ہوجائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ قدرتی نباتات وحیوانات کو محفوظ بنایا جائے۔اس حوالے سے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے نہ صرف مقامی کلچر کی افادیت کو سمجھا بلکہ سینکڑوں سال کی تاریخ اور ثقافت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے متعلقہ شعبہ جات کے سربراہان کو یہ کام تفویض کیا تا کہ مثبت انداز میں کلچر،ثقافت،تہذیب وتمدن کو محفوظ بنایا جائے۔

وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے چولستان کو محفوظ اور قابلِ استعمال بنانے کے لئے چولستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈیسرٹ سٹڈیز قائم کیا ہے جبکہ کئی صدیوں کی تاریخ پر محیط قلعہ دراوڑ کے ساتھ' آئی یو بی بائیوڈائیورسٹی پارک' قائم کیا گیا ہے جس کے ڈائریکٹر بھی ڈاکٹر محمد عبداللہ ہیں۔اس پارک میں فیکلٹی ممبرز اور مختلف شعبہ جات سے وابستہ سائنس دان جاکر اپنا کام کرتے ہیں۔بائیوڈائیورسٹی پارک میں صحرائی گوپے بھی بنائے گئے ہیں تا کہ طلبہ وطالبات کو چولستانی کلچر بارے آگاہی دی جاسکے۔چولستان میں موجود پرندوں کی افزائش نسل اور نسل کو محفوظ بنانے کے لئے گھونسلوں کو لگایا جارہا ہے تا کہ قدرتی پرندے آئیں اور اپنا مسکن بنائیں۔ دوسرے الفاظ میں جامعہ اسلامیہ ادارہِ چولستان کی صورت میں قدرتی جانوروں اور قدرتی پودوں کو بچانے کے لئے کام کررہی ہے۔ بائیو ڈائیورسٹی پارک ان پودوں اور جانوروں کی افزائشِ نسل کے ساتھ ساتھ مستقبل میں ان کی نسلوں کی بڑھوتری کے لئے کام کررہا ہے۔عہدِ موجود میں بائیولوجی،جنگلات،باٹنی،وائلڈ لائف،کیمسٹری،ایسٹرین میڈیسن، فارمیسی اور یگر شعبہ جات بائیو ڈائیورسٹی پارک میں کام کررہے ہیں۔ادارہِ

چولستان قدرتی بیجوں کو نہ صرف اکٹھا کررہا ہے بلکہ انہیں نرسری میں اُگا کر دوبارہ فیلڈ میں لے جا کر اُگا رہا ہے تا کہ نباتات کو محفوظ بنایا جائے۔ چولستان میں موجود پودوں کی مختلف شعبہ جات میں افادیت سے کسی بھی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً پودوں کا ادویات کے لئے استعمال انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

روایت مشہور ہے کہ چولستانی لوگ صدیوں سے ان پودوں پر زندہ ہیں۔ جو نہ صرف ان پودوں کو اپنی زندگیوں کی بقا کے لئے استعمال کرتے ہیں بلکہ انہیں جانوروں کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ ان جنگلی پودوں کو نہ صرف انسانی ادویات بلکہ جانوروں کی ادویات کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ستر ایکڑ اراضی پر مشتمل بائیوڈائیورسٹی پارک میں قدرتی پودوں کو بچانے کے لئے عملی کام کیا جارہا ہے۔ جو پودے صحرا کے وجود سے معدوم ہوتے جارہے ہیں یا جن کا معدوم ہونے کا خدشہ ہے ان کی افزائشِ نسل کے لئے بیجوں پر کام ہورہا ہے۔ ہر سال صحرا میں ان پودوں کا بیج بکھیرا جاتا ہے تا کہ وہ پودے دوبارہ اُگ سکیں۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ کہنے لگے کہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے نہ صرف اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور بلکہ دیگر ملکی جامعات کے سائنسدانوں، محققین اور طلبہ و طالبات کو بھی ایک ایسی جگہ مہیا کردی ہے جہاں قریباً دوسو پودوں کو قدرتی اور سائنسی ناموں کے ساتھ ٹیگ کردیا گیا ہے تا کہ طلبہ و طالبات اور سائنسدان جائیں تو انہیں جاتے ہی صحرا میں موجود پودوں سے واقفیت حاصل ہو جائے۔ چولستانی پودوں کو بچانے کے لئے بائیوڈائیورسٹی پارک میں ہی ایک نرسری قائم کی جارہی ہے تا کہ وہاں معدوم ہوتے پودوں کو دوبارہ اُگا کر صحرا میں لگایا جا سکے۔ ڈاکٹر عبداللہ کہنے لگے کہ ادارہِ چولستان بین الاقوامی تنظیم 'ہوبارا فاؤنڈیشن' کے اشتراک سے ہر سال چولستان کے قدرتی جانوروں کو بچانے کا کام کررہا ہے اور ہر سال

پودوں کا بیج لاکھوں کی تعدا میں بیج بکھیرا جاتا ہے۔صحیح معنوں میں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے تالاب میں پہلا پتھر پھینک دیا ہے۔ اس اقدام نے جہاں ملکی جامعات کے محققین کو ایک مناسب پلیٹ فارم مہیا کر دیا ہے وہیں حکومتِ پاکستان اور حکومتِ پنجاب کو بھی ایک سنہری موقع فراہم کر دیا ہے تا کہ صحرائے چولستان، چولستانی تہذیب،اقدار،تہذیب وتمدن کومحفوظ کرنے کے لئے نہ صرف عملی کام کیا جائے بلکہ صحرائے چولستان اور چولستان میں موجود قلعوں ،محلات اور دیگر تاریخی مقامات کوسیر و سیاحت کے مراکز بنائے جائیں تا کہ صحرائے چولستان کی سیر وسیاحت سے اربوں روپے کا ذرِمبادلہ کمایا جاسکےاور ملکی معیشت کوسہارادیا جاسکے۔

جدید طرز پر استوار انفراسٹرکچر

مختلف اقسام کی چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کے پھدُ کنے سے پانی میں پیدا ہونے والے ارتعاش سے اُٹھنے والے ہلکا ہلکا شور جہاں کانوں میں رَس گھولتی موسیقی کا کام دیتا ہے وہیں جھیل کنارے بیٹھے طلبہ و طالبات کی آنکھوں کو خیرہ کرتے سرسبز و شاداب رنگارنگ پھولوں کی کیاریاں رومانوی ماحول پیدا کر دیتی ہیں۔ چہل قدمی کرتے ہوئے تھوڑا سا دور جائیں تو مختلف انواع و اقسام کے پھولوں سے لدی کیاریوں کی چودہ ایکڑ پر مشتمل نرسری نظر آتی ہے۔ پچاس ہزار پودوں پر مشتمل گلِ داؤدی کی پتیوں کی چادر اُوڑھے کیمپس کے میدان آنکھوں کو خیرہ اور دِلوں کو موہ لیتے ہیں۔ جس پھول پر نظر ڈالیں تو نظریں پھیرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یقین جانئے کہ یہ ماحول اور اس ماحول کی منظر کشی ریس کورس پارک لاہور کی نہیں بلکہ طلبہ و طالبات اس جگہ کو ''گرین بیلٹ'' کے نام سے جانتے ہے۔

انتہائی کم بجٹ میں اپنی ہی نرسری میں پھول اُگانا اور پھر بازار کی بجائے اپنے ہی پھولوں کے گلدستے مہمانوں کو پیش کرنا بذاتِ خود ایک سحر انگیز عمل ہے۔ گرین بیلٹ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں وہ جگہ ہے جہاں ہزاروں و لاکھوں کی تعداد میں طلبہ و طالبات نے بیٹھ کر اپنے بی ایس پروگرام کے منصوبوں پر بحث کی، ایم فل و ایم ایس اور پی ایچ ڈی کے مقالہ جات کے مختلف ابواب لکھے، گرین بیلٹ کے اس ماحول کو بنانے کے لئے جہاں کئی وائس چانسلرز نے اپنے تئیں کاوشیں کیں وہیں ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ اور پرنسل آفیسر سٹیٹ کیئر اینڈ سپیس منیجمنٹ مس فرخندہ تحسین کہتی ہیں کہ موجودہ وائس چانسلر انجینئر

پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے سونے پہ سہاگے کا کام کیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ موجودہ وائس چانسلر نے جہاں طلبہ وطالبات کے ذہنوں کی آبیاری کے لئے فیکلٹی ممبران میں اضافہ کیا ہے وہیں ایک ایسا صحت منداور روح افزا ماحول پیدا کر دیا ہے کہ طلبہ میں علم حاصل کرنے کی لگن بڑھ گئی ہے۔ مس فرخندہ تحسین کہنے لگیں کہ انہیں تعلیمی میدان میں جن دو شخصیات نے سب سے زیادہ متاثرہ کیا اُن میں ایک سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور پروفیسر ڈاکٹر بلال اے خان تھے اور دوسری شخصیت جو ہمہ جہت پہلوؤں کی حامل ہیں وہ انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب ہیں۔

مس فرخندہ تحسین نے 2006 میں اسلامیہ یونیورسٹی سے بطور اسسٹنٹ رجسٹرار اپنے پیشہ ورانہ کیرئیر کا آغاز کیا۔ اس دوران انہوں نے اسٹیبلشمنٹ، پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ اور دیگر شعبہ جات میں کام کیا۔ یونیورسٹی کی تاریخ میں پہلی بار اکیڈیمک شیڈولنگ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اُن کے بقول پہلے سٹیٹ کیئر بہت ہی چھوٹا شعبہ تھا۔ بعد ازاں اس میں ہارٹی کلچر سیکشن، جینی ٹوریل سروسز، فرنیچر مینجمنٹ اور سپیس مینجمنٹ کو شامل کیا گیا۔ بلاشبہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور تاحال پاکستان کی کسی بھی سرکاری جامعہ کا بہترین شعبہ ہے جس کے تحت موجود وسائل کو منظم انداز میں کیسے استعمال کرنا ہے۔ اگرچہ یہ تصور نجی سیکٹر میں موجود ہے جس کو تجارتی اداروں کا بہترین عنصر تصور کیا جاتا ہے جس کے تحت پلازوں اور عمارات میں موجود جگہ کو دفاتر اور دیگر کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ قابلِ استعمال بنایا جاتا ہے۔ جامعہ اسلامیہ کے اندر جگہ کو منظم انداز میں استعمال کرنے کا تصور وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے دیا۔ انہی کے دور میں طلبہ وطالبات کو کلاس رومز میں اچھا ماحول فراہم کیا جا رہا ہے تاکہ بچوں اور بچیوں میں سے ہی قومی اور بین الاقوامی سطح کی معیاری

لیڈرشپ کو پیدا کیا جا سکے۔ فرخندہ تحسین نے مزید بتایا کہ 'پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی' یا عرفِ عام میں 'پیپرا' کے قوائد وضوابط کے اندر رہتے ہوئے بہترین فرنیچر بنانے والی کمپنیز سے ساز وسامان خریدا گیا جس کے سبب جامعہ کی شکل ہی بدل گئی ہے۔ عمومی طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ سرکاری جامعات میں اس طرح کے جدید ساز وسامان کا پہلے تو تصور ہی نہیں ہوتا اور اگر ایسا کہیں سے ہوتا ہوا نظر بھی آئے تو فائلیں سرخ فیتہ کی نظر ہو جاتی ہیں مگر وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق تمام کام انتہائی تیزی سے سرانجام دیے جاتے ہیں۔

اسی طرح عمومی طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ سرکاری جامعات میں روایتی طریقہِ تدریس ہوتا ہے۔ روایتی انفراسٹرکچر ہوتا ہے مگر اس کے اُلٹ اب جامعہ اسلامیہ میں طلبہ و طالبات کے لئے خوبصورت سٹڈی پارکس بنائے گئے ہیں۔ لائبریزیز کو جدید خطوط پر استوار کیا جا رہا ہے۔ وزیراعظم پاکستان کے ویژن کے مطابق صاف ستھرا اور سرسبز و شاداب ماحول پیدا کیا جا رہا ہے تا کہ طلبہ و طالبات کے ساتھ اساتذہ کو بھی پرُسکون ماحول مہیا کیا جائے۔ مس فرخندہ تحسین کے مطابق پہلے چھ ڈائریکٹوریٹس تھیں اور اب سولہ ڈائریکٹوریٹس قائم کی گئی ہیں۔ چھ کی جگہ سولہ فیکلٹیز بنائی گئی ہیں۔ تیرہ ہزار سے بڑھ کر ساٹھ ہزار سے زائد طلبہ و طالبات کے لئے کلاس روزم کی جگہ فراہم کرنا جوئے شیر یں لانے کے مترادف تھا مگر وائس چانسلر نے کلاس رومز کو منظم انداز میں استعمال کرنے کے تصور کو عملی جامہ پہناتے ہوئے یہ ممکن کر دکھایا ہے۔ تمام کلاس رومز میں جدید فرنیچر کی دستیابی اِتنا سان نہیں تھا جتنا نظر آتا ہے مگر ایسا ممکن ہو گیا ہے۔ اب ہر کلاس روم اور دفتر میں جدید طرز کا فرنیچر نظر آتا ہے۔ پہلی ہی نظر میں کسی بین الاقوامی تجارتی ادارے کے دفتر کا گمان ہوتا ہے۔

مس فرخندہ تحسین نے مزید بتلایا کہ جس نجی کمپنی سے کروڑوں روپے کا فرنیچر خریدا گیا جو کہ مارکیٹ ریٹ میں پیپرارولز کے تحت انتہائی مناسب قیمت تھی۔ اِس باہمی تعلق کو فروغ دینے کے لے اُسی فرم نے لاکھوں روپے کا یونیورسٹی کو عطیہ دیا جس سے جامعہ کے اندر ایک عمارت کی تزین وآرائش کی گئی جو جامعہ کی تاریخ میں پہلی بار ہوا۔

وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے کارپوریٹ اداروں کی طرز پر یونیورسٹی کی تعمیر وترقی کے لئے اپنا بزنس ماڈل متعارف کرایا جس کے تحت ایک کمپنی سے ایک معاہدہ طے کیا گیا جس کے تحت نجی ادارہ یونیورسٹی کو چار فیکلٹی کی عمارتیں، چار ہوسٹل اور نو کلومیٹر پر محیط دورویہ سڑک بنا کردے گی اور کل لاگت کو جامعہ دس سال میں لوٹائے گی۔ یہ کسی بھی سرکاری جامعہ میں پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ (بلٹ اینڈ ٹرانسپورٹ) کا متعارف کیا جانے والا بہترین ماڈل ہے جو چار فیصد کائی بوٹ پر طے پایا ہے۔ وہ یونیورسٹی جس کی پہچان ہی خسارے پر چلنا تھا، اب مستحکم مالی پالیسی متعارف کروانے جارہی ہے۔ مس فرخندہ تحسین نے مزید بتایا کہ اب جامعہ کمیونٹی سروس کررہی ہے۔ دیگر پروجیکٹس کے ساتھ ساتھ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور مخلوط کھاد کی تیاری کے پروجیکٹ پر کام کروارہے ہیں تاکہ استعمال شدہ مادوں کو دوبارہ قابلِ استعمال بنایا جاسکے۔ اس عمل سے پورا بہاولپور خطہ مستفید ہوگا اور عوام کو نامیاتی خوراک مہیا کی جاسکے گی اور مضرصحت زرعی ادویات سے پیدا کی جانے والی خوراک سے چھٹکارا پایا جاسکے گا۔ انہوں نے بتایا کہ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے جس طرح دیگر سیکٹرز میں اصلاحات کی ہیں بالکل اسی طرز پر انہوں نے پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ میں بھی اصلاحات کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور بین الاقوامی معیار کی جامعات کی طرز پر طلبہ و طالبات، اساتذہ، مہمانوں، بین الاقوامی سکالرز اور محققین کو بہترین ماحول فراہم کرتی نظر آتی ہے۔

منظم سماجی خدمات

'خدمت' میں عظمت کا اصول کسی بھی انسان کی قدر و منزلت کا اعتراف ہوتا ہے۔ پاکستان کے نامور سماجی رہنماء مرحوم عبدالستار ایدھی اور اُن کی زوجہ مرحومہ بلقیس ایدھی نے اپنی پوری زندگی سماجی خدمت میں گزار دی۔ عبدالستار ایدھی کو رب العزت نے وہ عزت عطاء کی جو اُن کی وفات کے بعد بھی قائم و دائم ہے۔ رب العزت نے عزت اور منزلت کا اعزاز اپنے بندوں کی بے لوث خدمت میں رکھا ہے۔ اس جہانِ فانی میں کئی طاقتور بادشاہ گزرے، کئی نامور طالع آزماء گزرے۔ ایسے ایسے جابر و ظالم حکمران اس دھرتی پر پیدا ہوئے، جنھوں نے اپنے دورِ بادشاہت میں مخلوقِ خدا پر عرصہِ حیات تنگ کر دیا۔ بالآخر وہ تمام بادشاہ اور جابر حکمران اس صفحہِ ہستی سے مٹا دیے گئے۔ آج اس جہان میں اُن کا کوئی نام لیوا نہیں۔ آج جس قبرستان میں جائیں وہاں کئی اسے سکندر مدفون ہیں جو یہ سمجھتے تھے کہ نظامِ کائنات اُن کی عدم موجودگی میں رُک جائے گا مگر ہمیشہ وسعت پانے والی بے پایاں کائنات جاری و ساری ہے۔

ہاں دوام اُسی شہرت کو ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی خدمت کرنے والوں کو عطاء کی۔ دیگر شعبہ جات کی طرح اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ڈیپارٹمنٹ آف سوشل ورک پر خاص توجہ دی ہے تاکہ اس شعبہ سے فارغ التحصیل طلبہ و طالبات سماجی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مادرِ علمی کا بھرم رکھتے ہوئے آج پاکستان بھر میں سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ کے طلبہ و طالبات نمایاں پوزیشن پر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ پاکستان

کی دیگر صوبوں کی طرح پنجاب خصوصاً جنوبی پنجاب کی شاید ہی کوئی غیر سرکاری تنظیم ہو جس میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ کے طلبہ و طالبات کام نہ کر رہے ہوں۔ پروفیسر ڈاکٹر آصف نوید رانجھا شعبہ سوشل ورک، سوشیالوجی اور شعبہ انتھروپالوجی کے چیئرمین اور ڈائریکٹر بورڈ آف ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ڈاکٹر رانجھا ہنس مُکھ، منکسر المزاج، مہمان نواز اور ہر دل عزیز شخصیت کے حامل ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر آصف نوید رانجھا طلبہ و طالبات سمیت جامعہ کے اساتذہ، انتظامیہ اور دیگر ملازمین کے دلوں میں باوقار استاد کے طور پر گھر کر چکے ہیں۔

چیئرمین ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ساتھ انہیں بورڈ آف ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ، ڈائریکٹر فنڈ ریزینگ اینڈ یونیورسٹی ایڈوانسمنٹ کی اضافی ذمہ داریاں بھی تفویض کی گئی ہیں۔انتظامی صلاحیتوں کے سبب انہیں چیئرمین کمیٹی فار ڈسپلن اینڈ مس کنڈکٹ، چیئرمین انسپیکشن کمیٹی جنرل آئیٹمز، چیئرمین ہائیپاٹائیٹس فری یونیورسٹی پروگرام، لازمی ویکسینیشن پروگرام کے فوکل پرسن اور رہنمائی مرکز برائے نوجوانان کے فوکل پرسن کی ذمہ داریاں بھی دی گئی ہیں۔ساتھ ہی ساتھ وہ سوشل ویلفیئر سوسائیٹی کے ایڈوائزر کی حیثیت سے بھی کام کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی انتظامیہ نے پروفیسر ڈاکٹر آصف نوید رانجھا کی انتظامی صلاحیتوں اور مہارتوں سے بھرپور انداز میں مستفید ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے انہیں تعلیمی حوالے سے بھی کئی ذمہ داریاں دی ہیں۔مثلاً انہیں یونیورسٹی آف گجرات کے شعبہ سوشیالوجی کا ممبر بورڈ آف سٹڈیز، اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کے لاء کالجز کی افیلیشین کمیٹی کا ممبر، ایس او پیز کمیٹی آف کٹ فلاورز، وجیٹیبل پروڈکشن، ریسرچ اینڈ ٹریننگ سیل کا چیئرمین، موسمیاتی تبدیلی، استحکام کے حوالے سے اِنٹر یونیورسٹیز کنسورشیم کا اہم ٹیم ممبر، ہائرایجوکیشن کمیشن کے

نوجوانان کی رہنمائی مرکز کا فوکل پرسن جبکہ یونیورسٹی کی فیس معافی کمیٹی کے ممبر، امتحانات ڈسپلنری کمیٹی کے ممبر، برطانیہ کی انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف کمیونٹی ڈیویلپمنٹ کا ممبر، برطانیہ کی کمیونٹی ڈیویلپمنٹ ایکسچینج کے ممبر، کوہاٹ یونیورسٹی کے ڈیپارٹمنٹ آف سوشل ورک کے بورڈ آف سٹڈیز کے ممبر، پنجاب یونیورسٹی کے ڈیپارٹمنٹ آف سوشل ورک کے ڈیپارٹمنٹل ڈاکٹورل پروگرام کمیٹی کے ممبر کی ذمہ داریاں بھی نبھارہے ہیں جبکہ وہ 2014-2015 تک ہائر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان کی نیشنل کری کولم ریویژن کمیٹی کے ممبر بھی تعینات رہے۔

پروفیسر رانجھا 2004 سے اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں تدریس سے وابستہ ہیں جبکہ انہوں نے کچھ عرصہ یونیورسٹی آف سرگودھا میں بھی عارضی طور پر تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ اسلامیہ یونیورسٹی میں تدریس کے دوران ہی ڈاکٹر رانجھا نے 2013 میں برطانیہ کی یونیورسٹی آف ڈنڈی کے سکول آف ایجوکیشن، سوشل ورک اینڈ کمیونٹی ایجوکیشن سے پی ایچ ڈی کی ڈگری مکمل کی جہاں ان کے سپروازئر پروفیسر ڈاکٹر موتھی کیلی اور ڈاکٹر مورے سمپسن تھے جبکہ اُن کی پی ایچ ڈی مقالہ کا عنوان تھا۔ Working Practices, Problems and Needs of the Community Development in Punjab, Province - Pakistan۔

اسلامیہ یونیورسٹی میں پیشہ ورانہ امور کی سرانجام دہی میں پروفیسر ڈاکٹر آصف نوید رانجھا نے اب تک سینکڑوں بی ایس، ایم ل اور پی ایچ ڈی طلبہ و طالبات کے تھیسز کو سپروائز کیا ہے۔ ڈاکٹر آصف نوید رانجھا نے 1994 میں گورنمنٹ ہائی سکول گوجرہ سے میٹرک، 1998 میں گورنمنٹ کالج سرگودھا سے انٹرمیڈیٹ ، 2000 میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے ،

2003 میں پنجاب یونیورسٹی سے ہی ایم اے اور 2013 میں یونیورسٹی آف ڈونڈی برطانیہ سے پی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کی۔ کمیونٹی ڈیویلپمنٹ، این جی او منیجمنٹ ،سوشل کیس ورک، سماجی عمل ،سماجی منصوبہ بندی بندی اور سانحات کی روک تھام اور آ گاہی جیسی فیلڈز میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔چیئرمین ڈیپارٹمنٹ پروفیسر آصف رانجھا نے بتایا کہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے دور میں جامعہ اسلامیہ کے دیگر شعبہ جات کی طرح سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ نے بھی بڑھوتری کے کئی مراحل طے کئے۔

جس میں نمایاں طور پر فیکلٹی اور طلبہ وطالبات کی تعداد بڑھانے اور اُنہیں معیاری تعلیم فراہم کرنا ہے۔شعبہ سوشل ورک چونکہ عملی طور پر ایک ایسا شعبہ ہے جس میں زیادہ تر کام عوامی خدمت سے متعلق ہے اس لئے طلبہ و طالبات کو عملی تعلیم فراہم کی جاتی ہے اور اِنٹرشپ مقامی ،قومی اور بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں میں کرائی جاتی ہے تا کہ اسلامیہ یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات کو ویژن بڑھے اور وہ خود کو معاشرے کا اہم فرد سمجھتے ہوئے اپنا کردار ادا کرسکیں۔ پروفیسر اطہر محبوب کے دور میں ڈائریکٹوریٹ آف فنڈ ریزنگ اور یونیورسٹی ایڈوانسمنٹ قائم کی گئی جس کا مقصد طلبہ وطالبات کو سکالرشپ فراہم کرنا ہے۔اس ڈائریکٹوریٹ نے اب تک خوشی سکالرشپ کے نام سے ایک سکالرشپ سکیم کا اجراء کیا ہے جس کے تحت سالانہ کی بنیاد پر خوشحالی بینک دس لاکھ تک کے سکالرشپ یونیورسٹی کے بچوں کو فراہم کررہا ہے جس کی بدولت ضرورت مند بچوں کو سکالرشپ مل رہے ہیں۔ اس ڈائریکٹوریٹ نے مخیر حضرات کی فراہم کردہ رقم سے مین آڈیٹوریم کے ساتھ مین روڈ پر بغداد کیمپس میں ایس یم ڈی سکرین لگائی ہے جس کی مالیت بیس لاکھ روپے ہے۔اس سکرین نے جامعہ کے اندر ہونے والی تعمیری سرگرمیوں کو پروموٹ کیا جاتا ہے۔شعبہ سوشل ورک

کے ایلو مینائی نے بھی دس لاکھ روپے کا فنڈ جمع کیا ہے تا کہ بی ایس سوشل ورک مارننگ پروگرام کے بچوں کو مفت تعلیم فراہم کی جا سکے۔

ڈائریکٹوریٹ نے قومی سطح پر کئی غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ باہمی تعاون کے معاہدوں پر دستخط کیے ہیں تا کہ سوشل ورک کے طلبہ و طالبات سمیت جامعہ اسلامیہ کی تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا جا سکے۔شعبہ سماجی خدمت کے اساتذہ اور طلبہ و طالبات این ای ڈی یونیورسٹی کراچی کے ڈیویلپمنٹ سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ کے تعلیمی دورے کیے۔اسی طرح سے این ای ڈی کراچی اور یونیورسٹی آف کراچی کے سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ نے بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے دورے کیے۔ایسے دوروں سے طلبہ و طالبات کے ویژن میں اضافہ ہوتا ہے، ان کے تجربہ میں اضافہ ہوتا ہے۔اس وقت سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ سرکاری او غیر سرکاری اداروں کے ساتھ سماجی مسائل کے حل کے لئے مشترکہ کام کر رہا ہے جس میں سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ کے طلبہ و تربیت کو بھرپور مواقع فراہم کیے جاتے ہیں اور انہی اداروں میں ڈگری مکمل ہونے کے بعد سوشل ورک کے گریجوایٹس کو ملازمت کے مواقع بھی ملتے ہیں۔سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ ماضی میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کر کمیونٹی پولیسنگ پر بھی کام کر چکا ہے۔کمیونٹی پولیس پر تحقیق بھی اس ڈیپارٹمنٹ کے پلیٹ فارم سے کی گئی ہے جس کا مقصد شہریوں اور پولیس کے درمیان خوف کی فضاء کو کم کر کے باہمی اعتماد کی فضاء کو فروغ دینا ہے۔ ہر سال سماجی مسائل اور انسانی حقوق کے حوالے سے کافی عالمی دن مناتا ہے جس میں خواتین کا عالمی دن، انسانی حقوق کا عالمی دن، بچوں کا عالمی دن، مزدوروں کا عالمی دن وغیرہ شامل ہیں۔شعبہ سماجی خدمت اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے تحت پورے پاکستان میں شروع ہونے والے ''پیغامِ پاکستان'' کا بھی حصہ ہے جس میں ڈاکٹر

آصف نوید رانجھا اور سوشل ورک کے اساتذہ ماسٹر ٹرینرز کے طور پر پورے جنوبی پنجاب میں تربیتی ورکشاپ منعقد کر رہے ہیں۔ اس شعبہ کے طلبہ شہر اقتدار اسلام آباد پارلیمنٹ ہاؤس کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔ اس شعبہ کے طلبہ و طالبات گزشتہ ساڑھے تین سالوں میں سالانہ جیپ ریلی کے موقع پر یونیورسٹی کی طرف سے ٹریڈ فیئر کا انعقاد بھی کرتے آ رہے ہیں جس میں مقامی صنعت کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر آصف نوید رانجھا کہنے لگے کہ بلاشبہ عہدِ محبوب اسلامیہ یونیورسٹی کی تاریخ میں سنہری حروف سے یاد رکھا جائے گا۔

کھیل اور کھلاڑی

کہا جاتا ہے کہ اگر آپ نے صحت مند معاشرے قائم کرنے ہیں تو آپ کو کھیلوں کے میدان آباد کرنے ہونگے۔ کھیل کسی بھی معاشرے میں صحت مند سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ ملک اور اداروں کے لئے کئی حوالوں سے گراں قدر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ بعض اوقات دنیا میں نام پیدا کرنے کے لئے ایک کھلاڑی ملک کے کئی اداروں پھر بھاری ثابت ہوتا۔ یوسین بولڈ نے جب 100 میٹر ریس میں گولڈ میڈل جیتا تو اس سے قبل دنیا جمیکا نامی کسی ملک سے اتنا زیادہ شناسا نہیں تھی جتنا اولمپکس مقابلوں میں یوسین بولڈ کے امریکہ سمیت دنیا کے کئی کھلاڑیوں کو پچھاڑنے پر واقف ہوئی۔ اسی طرح محمد علی کلے نے جتنا امریکہ کا مثبت چہرہ دنیا کے سامنے نکھارا وہ شاید کئی امریکی ادارے مل کر نہیں کر پائے۔

پاکستان اس حوالے سے کافی خوش قسمت ملک ہے جہاں ہر ادارے نے ملکی وقار بڑھانے کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ حال ہی میں دولتِ مشترکہ کھیلوں میں پاکستان کے ارشد ندیم نے نوے میٹر سے زائد نیزہ پھینک کر دنیا بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور پاکستان کے لئے گولڈ میڈل جیتا۔ اکیلے ارشد ندیم کی اس جیت نے پاکستان کا امیج دنیا بھر میں نکھارا ہے۔ اسی طرح جب بھارت ہمیں آنکھیں دکھا رہا تھا تو اکیلے ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنا کر ملک کو طاقت ور ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا۔ ایک دور ہوتا تھا جس سکاش میں جان شیر خان اور جہانگیر خان کا طوطی بولتا تھا۔ ہاکی ہمارا قومی کھیل ہے اور ہم نے ایک دور میں ہاکی کے میدان میں کسی کو نزدیک ہی نہیں آنے

دیا۔ یوں پاکستان دنیا کے منظر نامے پر طاقت ور انداز میں ابھر کر سامنے آیا۔سابق وزیراعظم پاکستان عمران خان نے اپنی ٹیم کے ہمراہ جب 1992 میں کرکٹ ورلڈ کپ جیتا۔ یونس خان الیون نے 2009 میں ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ اور 2017 میں سرفراز الیون نے بھارت کو ہرا کر چیمپین ٹرافی اپنے نام کی۔کھیلوں میں پاکستان نے دنیا بھر میں خوب نام کمایا ہے۔ان کھیلوں کی بنیاد ہمیشہ سے ہی تعلیمی اداروں سے رکھی جاتی ہے۔

ڈائریکٹر سپورٹس اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور امجد فاروق وڑائچ سے تفصیلی بات چیت کے بعد معلوم ہوا کہ جنوبی پنجاب میں واقع جامعہ پاکستان بھر کی تمام جامعات کو پچھاڑتے ہوئے دوسرے نمبر پر آ گئی ہے۔امجد وڑائچ نے اپنے کیرئیر کی ابتداء پاکستان آرمی سے بطور کمیشن آفیسر کی۔تاہم پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول سے ایک سال کی تربیت کے بعد پیشہ کو خیر آباد کہہ دیا۔سپورٹس مین ہونے کے ناتے پاکستان سپورٹس بورڈ اسلام آباد سے 1999 میں کھیلوں کے پیشہ سے وابستہ ہوئے۔خود ڈویژنل سطح پر فٹ بال کھیلی، داسٹی سکول راولپنڈی، پھر آرمی پبلک سکول اینڈ کالج کھاریاں کینٹ، بعدازاں چنار آرمی پبلک کالج مری، پھر اوورسیز پاکستان فاؤنڈیشن کالج اسلام آباد، بعدازاں دوہا قطر میں پاکستان ایجوکیشن سنٹر میں ملازمت کرتے رہے۔جہاں سے وہ وطن واپس آئے اور پبلک سروسز کمیشن کے ذریعے لیکچرر تعینات ہوئے۔ 2006 میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے بطور ڈائریکٹر سپورٹس وابستہ ہوگئے۔ اس دوران ان کے پاس چیف سکیورٹی آفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ایڈیشنل چارج بھی رہا۔انہوں نے بتایا کہ پہلے جامعہ تیسرے نمبر پر آئی مگر وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ذاتی دلچسپی کے پیشِ نظر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور تمام سرکاری یونیورسٹیز میں دوسرے نمبر پر آ گئی۔ پروفیسر اطہر محبوب کی یونیورسٹی کو

پاکستان کی نمبرون اور دنیا بھر کی 100 اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں کی فہرست میں لانے کی خواہش کی بدولت یونیورسٹی ساڑھے تین سال کے اندر دوسرے نمبر پر آ گئی ہے۔ وائس چانسلر نے چارج سنبھالتے ہی نہ صرف دیگر شعبہ جات کی تعمیر و ترقی کی جناب اپنی توجہ مبذول کی بلکہ ساتھ ہی ساتھ سپورٹس سٹاف کی تربیت و بہتری کے لئے بی کئی منصوبہ جات شروع کئے۔

اب قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد، یونیورسٹی آف گجرات اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان جامعہ اسلامیہ کا تربیت یافتہ سٹاف تجربہ حاصل کرنے کے بعد بڑی پوزیشنز پر کام کر رہا ہے۔ وائس چانسلر کی ذاتی دلچسپی کے سبب یونیورسٹی گزشتہ سال بیس بال اور نیٹ بال میں تیسری پوزیشن پر رہی۔ رواں سال اسلامیہ یونیورسٹی دوسرے نمبر پر ہے۔ ڈائریکٹوریٹ آف سپورٹس نے کی شبانہ روز کاوشوں سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو کرکٹ، بیس بال، فٹ بال، ٹیبل ٹینس میں بڑی زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ڈائریکٹوریٹ آف سپورٹس کا جب آغاز ہوا تو عباسیہ کیمپس میں صرف ایک ہی کھیل کا میدان تھا۔ اب بغدادالجدید کیمپس میں باون ایکڑ طلبہ اور طالبات کے لئے چھ ایکڑ رقبہ پر کثیر المقاصد کھیل کا میدان قائم کیا گیا ہے۔ طالبات کے لئے لانگ ٹینس، باسکٹ بال کورٹ، سکاش کورٹ، کرکٹ پریکٹس پچ بنائی گئی ہے۔ جبکہ طلبہ کے لئے داخلی ہال، والی بال، ہینڈ بال، کرکٹ، ہاکی، فٹ بال، تیز اندازی کے آؤٹ ڈور میدان تیار کئے گئے ہیں۔ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں فرسٹ کلال لیول کا دو منزلہ پویلین زیر تعمیر ہے، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ انہوں نے کھلاڑیوں کے لئے بے پناہ سہولیات کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ رواں سال میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے کھلاڑیوں کو فراہم کی جانے والی سہولیات سرکاری اور نجی جامعات میں فراہم کردہ سہولیات سے کہیں زیادہ ہیں۔ دیگر

سہولیات کے ساتھ ساتھ ایک انڈور فٹنس جمنازیم، ائر پسٹل اور ائیر گن کی رینج بھی موجود ہیں۔ان سہولیات سے مستفید ہوتے ہوئے اس سال ایک بچی عروج نے انٹر یونیورسٹی چیمپئن شپ ہائر ایجوکیشن کی تاریخ میں پہلی بار 1.53 میٹر جمپ کر کے ریکارڈ قائم کیا ہے اور گولڈ میڈل حاصل کیا ہے۔

ایک اور بچی عقیلہ عزیز نے جوڈو کی قومی چیمپئن شپ میں سلور میڈل حاصل کیا ہے۔جو بچیاں نیشنل چیمپئن شپ میں گولڈ میڈل حاصل کرتی ہیں انہیں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی جانب سے سکالرشپ دیا جاتا ہے۔آئندہ بجٹ میں کھیلوں کے شعبہ میں تعمیر و ترقی کے لئے پانچ سے چھ منصوبے رکھے گئے ہیں۔سپورٹس ڈائریکٹوریٹ نے سوئمنگ پول اور باقی کچھ سہولیات کی ڈیمانڈ ہائر ایجوکیشن کو بھیجی ہوئی ہے۔جس سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے طلبہ و طالبات جلد ہائر ایجوکیشن کمیشن کی جانب سے خوشگوار خبر سننے کو بے تاب ہیں، کیونکہ ڈویژنل اور قومی مقابلوں کے انعقاد کے لئے یونیورسٹی میں سہولیات سے میزن ہاسٹل کی اشد ضرورت ہے۔تاکہ مناسب کیمپنگ کے ذریعے دیگر اضلاع، علاقوں اور صوبوں کے کھلاڑیوں پر مثبت اثر ڈالا جاسکے۔ڈائریکٹر سپورٹس کے مطابق وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ذاتی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ آئندہ یہ جامعہ دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ کھیلوں کے میدان میں بھی پاکستان کی پہلی یونیورسٹی بن کر سامنے آئے گی۔امجد وڑائچ کے چہرے پہ تسکین اور امید کو دیکھ کر اِس عزم پہ یقین بھی کیا جاسکتا ہے۔

چولستانی نوادرات

ڈاکٹر خلیل احمد کا تعلق بستی ملوک تحصیل و ضلع ملتان سے ہے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم بستی ملوک ہائی سکول سے حاصل کی اور انٹر میڈیٹ گورنمنٹ ہائیر سکینڈری سکول مخدوم عالی سے کیا۔ گریجویشن گورنمنٹ کالج لودھراں سے جبکہ ایم اے اور ایم فل اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور سے کیا۔ 2014 میں انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور سے پی ایچ ڈی کی ڈگری مکمل کی۔ اس کے بعد انہوں نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ بطور اسسٹنٹ پروفیسر انہوں نے پہلے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، بلوچستان یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی انجینئرنگ اینڈ مینجمنٹ سائنسز کوئٹہ اور خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی رحیم یار خان میں خدمات سرانجام دیں۔ خواجہ فرید یونیورسٹی میں انہوں نے تقریباً چار سال چھ ماہ کام کیا۔

خواجہ فرید یونیورسٹی میں رہتے ہوئے انہوں نے ایک نیا ڈیپارٹمنٹ ہیومینیٹیز اینڈ سوشل سائنسز بنایا جس میں بی ایس انگریزی، اردو، اسلامیات، مطالعہ پاکستان، میڈیا اسٹڈیز، فائن آرٹس اور ایجوکیشن کے پروگرام شروع کروائے۔ اس کے علاوہ ہاکڑہ تہذیب، صحرائے چولستان کے کلچر اور ہیریٹیج کو پرموٹ کرنے کے لئے بے شمار خدمات سرانجام دیں۔ 2021 میں انہیں مادرِ علمی کی محبت ستانے لگی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کی بدولت انہوں نے بطور اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کو جوائن کیا۔ اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور میں انہوں نے جنوبی پنجاب، ریاست بہاولپور اور

چولستان کے کلچر اور اس کی اہمیت کو پرموٹ کرنے کے لئے کلچر اینڈ ہریٹیج ریسرچ سنٹر کا قیام عمل میں لائے جو کہ علاقے کی ایک اہم ضرورت تھی جس کو یونیورسٹی اور مقتدر حلقوں میں سراہا گیا جس کو اب پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم ڈین آف سائنسز اینڈ ڈائریکٹر کلچر اینڈ ہیریٹیج ریسرچ سنٹر کا انتظام دیکھ رہی ہیں اور ڈاکٹر خلیل بطور ایڈیشنل ڈائریکٹر کام کر رہے ہیں۔اس ریسرچ سینٹر نے چولستان میں پہلی دفعہ کھدائی کی۔ اُن کھدائیوں سے بے شمار نوادرات ملی ہیں جن کو ڈسپلے کرنے کے لئے یونیورسٹی میں چولستان ہیریٹیج میوزیم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

ریسرچ سینٹر اور بہتر انداز میں چلانے کے لئے محمد وقار ایسوسی ایٹ لیکچرر اور معظم درانی وزٹنگ لیکچرر کی خدمات بھی حاصل کی گئیں ہیں جنہوں نے کلچر اینڈ ہیریٹیج ریسرچ سنٹر کو پروموٹ کرنے کے لئے اہم کردار ادا کیا ہے۔ کلچر اینڈ ہیریٹیج ریسرچ سنٹر کے قیام کے جنوبی پنجاب اور چولستان کی گمنام تاریخی بستیوں کو ڈھونڈنے اور ان کے تاریخی پس منظر کو اجاگر کرنے کے لیے ڈیپارٹمنٹ آف آرکیالوجی کا قیام بھی عمل میں لایا جا چکا ہے جس کو ڈاکٹر خلیل بطور انچارج دیکھ رہے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ میں اب بی ایس کا پروگرام شروع کروا دیا گیا ہے جس میں طلبہ و طالبات آرکیالوجیکل سروے، ایکسی ویشن اور تاریخ کے نئے پہلوؤں کو ڈھونڈنے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی میں رہتے ہوئے انہوں نے نہ صرف یہ تمام سرگرمیاں شروع کروائیں بلکہ ڈاکٹر خلیل نے ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد پاکستان کی طرف سے چولستان کے کلچر کو پرموٹ کرنے کے لئے آٹھ ملین کا ایک ریسرچ پراجیکٹ بھی حاصل کیا ہے جو کہ ڈاکٹر خلیل اور اسلامیہ یونیورسٹی کے لئے ایک اعزاز کی بات ہے۔ کیونکہ چولستان ایک ایسا خطہ ہے جس کی بہت زیادہ اہمیت ہے اسی اہمیت کے

پیشِ نظر وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب (تمغۂ امتیاز) نے کلچر اینڈ ہیریٹیج ریسرچ سنٹر اور ڈپارٹمنٹ آف آرکیالوجی کے قیام میں گہری دلچسپی لی اور ہر قسم کے وسائل فراہم کیے کیوں کہ چولستان اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپوراور خطہ بہاولپور (موجودہ بہاولپور ڈویژن) عالمی نقشے اور گلوب کے مطابق 47۔27 درجے سے 25-30 درجے شمالی عرض بلد کے درمیان اور 31۔69 درجے سے 1۔74 درجے مشرق طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ جب کہ سطح سمندر سے خطہ بہاولپور 150 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ بہاولپور کے مشرق میں بھارت کا صوبہ مشرقی پنجاب کا ضلع فیروز پور اور مغرب میں صوبہ سندہ کا ضلع گھوٹکی واقع ہیں۔

جب کہ اس کے شمال میں پانچ دریاؤں پر مشتمل دریائی پٹی (Riverain belt) کا سلسلہ صدیوں سے خطہ بہاولپور کی جغرافیائی اور قدرتی حد بندی کرتا آیا ہے۔اس کے انتہائی شمال مشرق میں دریائے ستلج اور بیاس بہاولپور کی حدود میں داخل ہوتے تھے۔ جب کہ دریائے چناب اور راوی کا پانی ہیڈ پنجند کے مقام پر اس دریائی پٹی میں شامل ہو تا ہے۔جب کہ دریائے سندھ علی پور سے تقریباً 40 کلومیٹر جنوب مغرب میں سرکی کے مقام پر باقی دریاؤں کو اپنے اندر سمیٹتا ہوا کوٹ مٹھن کے مقام پر اس کی حدود میں شامل ہو کر صوبہ سندھ کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ 1960ء کے سندھ طاس معاہدے کے بعد بہاولپور کو دریائے ستلج اور بیاس کے پانی سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا گیا۔اس کے نتیجے میں نہ صرف بہاولپور کے عظیم نہری نظام کے منصوبہ ستلج ویلی پروجیکٹ کو اپنی تکمیل 1933ء کے صرف 27 سالوں بعد 1960ء میں دریائے ستلج کے تمام پانی سے محروم کر دیا گیا۔ بلکہ اس کی وجہ سے دریائے ستلج کے کنارے پر واقع آبادی اور آبی و جنگلی حیات بھی

متاثر ہوئی ہیں۔ اسکی جغرافیائی اہمیت کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو اس کے صرف ایک طرف یعنی اس کی دریائی پٹی کے شمالی جانب پنجاب کے سات اضلاع بالترتیب شمال مشرق سے شمال مغرب تک ضلع اوکاڑہ، ضلع پاکپتن، ضلع وہاڑی، ضلع لودھراں، ضلع ملتان، ضلع مظفر گڑھ اور ضلع راجن پور واقع ہیں۔ جب کہ خطہ بہاولپور کے جنوب میں بھارت کا صحرائے راجھستان واقع ہے جو بہاولپور کے صحرائے چولستان سے متصل ہے۔

اس طرح بہاولپور کے جنوب میں 480 کلومیٹر طویل پاک بھارت کنٹرول لائن واقع ہے جو کہ اس خطے کی جغرافیائی اہمیت کو نمایاں کرتی ہے۔ ماہرین ارضیات کی تحقیق کے مطابق اس خطے میں بہنے والا دریائے ہاکڑہ، دریائے گیری قریبی دریائے جمنا میں مدغم ہو گیا ہے۔ جب کہ بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ ایک دور میں یہ علاقہ سات دریاؤں کی گزر گاہ تھا۔ یہ دریا قدرتی طور پر اپنی گزرگاہوں کا رخ بدلتے ہوئے موجودہ خطہ چولستان سے ہمیشہ کے لیے معدوم ہو گئے۔ان دونوں نظریات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک وقت میں یہ خط دریاؤں کی گزر گاہ ہونے کے ناتے سرسبز و شاداب تھا لیکن دریاؤں کے قدرتی ردو بدل نے اس علاقے کو بے آب و گیا اور ریگزار میں بدل ڈالا۔ خصوصی طور پر یہ بات بہت قابل ذکر ہے کہ دریائے ہاکڑہ کا ذکر رگ وید میں سرسوتی" کے نام سے ملتا ہے۔ یہ دریائے جمنا اور ستلج کے درمیان بہتا ہوا دریائے سندھ کی طرح کا بڑا اور جو بیکانیر اور بہاولپور کو سیراب کرتا تھا۔ اسی نسبت سے اس علاقے کو ہاکڑائی تہذیب سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ ایشیائی تہذیبوں میں قدیم ترین تہذیب جنوبی ایشیاء میں گزری ہے جو عام طور پر وادئی سندھ یا[دی انڈس سوی لائزیشن] کے نام سے مشہور ہے۔ اسے عمومی طور پر ہڑپائی تہذیب بھی کہا جاتا ہے جس کے دو اہم مراکز موہنجوداڑو اور ساہیوال کے قریب ہڑپہ میں سینکڑوں میل کی دوری

پر واقع دونوں شہر درحقیقت ایک ہی تہذیب سے تعلق رکھتے تھے۔موجودہ محققین کے مطابق پانچ ہزار برس قبل مسیح سے شروع ہوئی۔یہیں پروان چڑھی اور پھر زوال پذیر ہوگئی۔اس تہذیب کے اب تک بھارت کے شمالی راجھستان میں سینکڑوں مقامات کے آثار دریافت ہو چکے ہیں اور ایک درجن سے زیادہ جگہوں پر کھدائیاں بھی ہو چکی ہیں۔

یہ ساری آبادیاں گھگر ہاکڑہ دریا کے قریب واقع تھیں۔بہاولپور مشرقی پنجاب اور راجھستان میں جو شواہد سامنے آئے ہیں ان کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ گھگر ہاکرہ دریا کی ہزار سال تک وسیع وعریض علاقے کو سیراب کرتا رہا جس کا ثبوت وہ آثار ہیں جو انگریزی دور کے بعد دریافت ہوئے ہیں۔اس تہذیب کا مرکز دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کی وادی سندھ تہذیب میں خشک ہو جانے والے دریا گھگر۔ہاکڑہ اور دیگر ندیاں شامل تھیں۔گویا سندھ اور ہاکڑہ دریا مل کر ایک وسیع وعریض علاقے کو سیراب کرتے تھے جسے اصطلاح میں وسیع تر وادی سندھ کی تہذیب کہا جاتا ہے۔چولستانی تہذیب جس کو وادی ہاکڑہ کی تہذیب کہا جاتا ہے۔جو ہاکڑہ ہڑپہ تہذیب کا سب سے قدیم اور پہلا زمانہ ہے۔وادی تہذیب سندھ یا ہڑپائی تہذیب کی ابتدا کوٹ ڈیجی سے منسلک نہیں بلکہ اس سے پہلے کی تھی۔جسے اب ہم ہاکڑہ کہتے ہیں۔بالفاظ دیگر ہاکڑہ اور کوٹ ڈیجی کا زمان وادی سندھ کی تہذیب کا آغاز جو کم از کم 3700 قبل مسیح کا زمانہ کی تھی۔جب ہم نے چولستان کے آثار کے مطالعے سے اخذ کی لہذا مختصراً اب کہا جا سکتا ہے کہ چولستان کی ہاکڑہ وادی آج سے پانچ سے چھ ہزار سال قبل آباد تھی۔اسی زمانے سے ہڑپائی تہذیب کا آغاز ہوا جو پاکستان میں اب تین اضلاع پر مشتمل بہاولپور ڈویژن بن چکی ہے۔جب ہم بہاولپور کے آثار قدیمہ اور مسلموں کی بات کرتے ہیں تو اس سے وہ سارا علاقہ مراد ہے جو تین اضلاع یعنی

بہاولنگر، بہاولپور اور رحیم یارخان کے علاقوں پر مشتمل ہے چولستان بہاولپور میں سابق ریاست کے حوالے سے قدیم آثار کی تلاش میں کئی لوگ کام کر چکے ہیں ان میں سے نمایاں رارل سٹائن سرفہرست ہیں۔

ان سے پہلے ایک اطالوی L.P T ESSITORI جوملحقہ علاقوں میں ہندومت اور بدھ مت کے آثار ونوادرات تلاش کرتا رہا ہے۔ ریاست بہاولپور میں خصوصی طور پر کرنل منچن جن کے نام پر منچن آباد شہر آباد ہے کا نام آتا ہے جنہوں نے کئی آثار یاتی مقامات کا زکر کیا ہے اور یہ ذکر بہاولپور کے ضلعی گزٹ میں ملتا ہے۔ ہنری فیلڈ اور خاص طور پر ڈاکٹر محم درنسیق معسل کا نام آتا ہے۔ ڈاکٹر نسیق معسل جنھوں نے 1974 سے 1977ء تک چولستان پر تحقیق اور سروے کا کام کیا ہے۔ دریائے ہاکڑہ کی 480 کلومیٹر کی پٹی میں محب موعی طور پر چارسو چودہ کی تعداد میں آثار قدیمہ کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم صحرائے چولستان میں ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے عین درمیان انہی کے ہم عصر شہر "گنویری والا" کی دریافت ہے۔ ان آثار اور باقیات میں محلات اور ٹیلے وغیرہ شامل ہیں جو وادئی ہاکڑہ کی عظیم تہذیب کی عکاسی کرتی ہیں۔ ڈاکٹر محم درنسیق معسل نے سروے کے دوران صحرائے چولستان میں گنویری والا کے مقام پر موہنجوداڑو جتنا وسیع وعریض مت دیم شہر کے آثار دریافت کیے ہیں۔ اس طرح دیراوڑ کے قریب ہڑپہ جتنا دسیع وعریض شہر کی باقیات کا بھی پتا چلتا ہے کہ 2500 قبل مسیح تک چولستان گنجان ترین خط بن چکا تھا جس کا مرکز گنویری والا ت جو ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی طرح ایک علامتی دارالخلافہ تھا۔ گنویری والا کا مرکزی شہر اور نواحی حصہ ملا کر کل رقبہ تقریب 181 ایکڑ بنتا ہے جسے گوگل سٹیلائٹ سے دیکھا سکتا ہے۔ جو کہ اب انٹرنیشنل سائٹ کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ اسکے علاوہ وادی ہاکڑہ جو کے

مت دیم مذاہب (ہندومت، حسین مت، بدھ مت، عیسائیت اوراسلام کا مجموعہ رہی ہے ان کی عبادت گاہوں کی باقیات آج بھی موجود ہیں۔

1977ء کے بعد تقریبا43،44 سالوں میں ہاکڑہ تہذیب پر مزید تحقیق میں خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوسکی اور چولستان کی اراضی زیر کاشت لانے کی وجہ سے تقریب: 35مت دیم آبادیوں کے نشانات بھی مٹ چکے ہیں۔اب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ذاتی کاوش سے ورثہ کلب،تہذیب چولستان ہیرٹیج اور تاریخ کو محفوظ کرنے کے لیے کلچر اینڈ ہیریٹیج ریسرچ سنٹر میوزیم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے پہلے انچارج ڈاکٹر خلیل احمد منتخب ہوئے ہیں۔ڈاکٹر خلیل نہایت باصلاحیت، محنتی، پرلگن اوراپنے پیشے سے مخلص ہیں۔انہوں نے چند ہی ماہ کی مدت میں اس شعبے کو چار چاند لگادیے ہیں۔قوی امید ہے کہ یہ شعبہ ان کی سربراہی میں اپنے شاندار مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا۔اس شعبہ کے قیام سے قیمتی آثارقدیمہ،ان کے مقامات، مزارات، یادگاروں، لوک داستانوں، روایات اور رسوم ورواج نیز دیسی زبانوں پر مزید تحقیق ممکن ہوسکے گی اورانہیں تاریخ کا حصہ بنایا جاسکے گا۔اس سے مذاہب کے درمیان تقابلی مطالعے "اوراس سے حاصل شدہ شاندار معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔اس کے ساتھ ساتھ سابق ریاست بہاولپور چولستان ہیرٹیج میوزیم اور کلچر اور ہیرٹیج سنٹر بہاولپوراورجنوبی پنجاب کے ثقافتی ورثے اورشاندار خزانوں کو یکجا کر کے دنیا کے سامنے لانا،فروغ دینا اور تحفظ دینا ہے۔اس لیے ان کے متاصد کے حصول کے لیے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں کلچر کے فروغ اورتحفظ کے لیے ایک ہاکڑہ گیلری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کو آرکیالوجی اینڈ کلچرل اسٹڈیز کا نام دیا گیا ہے۔

اسکے ساتھ ساتھ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں بی ایس ہیریٹیج سٹڈیز اور ٹورزم ڈیولپمنٹ کے گریجویٹ ڈگری پروگرام شروع کیے جا رہے ہیں۔ بی۔ایس آرکیالوجی، انتھراپالوجی، کلچرل سٹڈیز اور میوزیم سٹڈیز میں بیچلر، ماسٹر اور ایم فل کے پروگرام شروع کر رہی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ کلچر اینڈ ہیریٹیج ریسرچ سنٹر اور چولستان ہیریٹیج میوزیم ملک بھر کی یونیورسٹیز میں اپنی نوعیت کا واحد شعبہ ہے۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی کاوشوں سے پنجاب حکومت نے جنوبی پنجاب میں خاص طور پر چولستان میں تاریخی ورثہ اور عمارات کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ سائیٹ کی کھدائیوں اور آثار دریافت کرنے، ان کا تحفظ اور ہیریٹیج اینڈ ریسرچ کو پروموٹ کرنے کے لیے خصوصی دلچسپی سے کام شروع کر دیا ہے۔ گزشتہ دنوں وائس چانسلر نے اس سلسلے میں اسلام آباد میں وفاقی وزیر تعلیم جناب احسن اقبال سے ملاقات کی اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ورثہ، خطے کی ثقافت، زبان و ادب اور خطہ بہاولپور کی تاریخ کو محفوظ کرنے اور اس کے فروغ کے لیے شاندار اقدام اٹھایا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی اور غیر ملکی ادارے اور تنظیمیں اس عظیم کام کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ تا کہ جنوبی پنجاب خاص طور پر چولستان میں ٹورازم، ثقافتی ورثے اور ہیریٹیج ریسرچ کو پروموٹ کرنے کے ساتھ ساتھ علم و حکمت کی نئی راہیں ہموار ہوں۔

ذہنی صحت کا فروغ

حفظانِ صحت ہر معاشرے کی تعمیر و ترقی کا تعین کرتا ہے کہ وہ معاشرہ کس قدر حفظانِ صحت کی سرگرمیوں پر توجہ دیتا ہے۔ ہرزگووینیا اور بوسنیا کے سابق صدر علی عزت بیگووچ اپنی کتاب 'نوٹس فراہم پرزن' [جیل کی یادیں] میں لکھتے ہیں کہ جب وہ جیل میں قید تھے تو وہ اکثر سوچا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سب سے زیادہ اہم نعمت 'آزادی' بنائی ہے۔ دورانِ اسیری وہ بیمار پڑ گئے اور ایک لمحہ کے لئے 'آزادی' کو چھوڑ کر اپنی صحت کے لئے فکر مند ہو گئے۔ آگے لکھتے ہیں کہ پھر انہیں اچانک خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں سب سے عزیز ترین نعمت 'صحت' بنائی ہے۔ ہمارے ہاں معاشرتی طور پر ذہنی بیمار افراد کو عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔

ذہنی مریضوں کو عمومی طور پر معاشرے میں ہیچ سمجھا جاتا ہے۔ یہ سمجھا ہی نہیں جاتا ہے کہ وہی افراد دوبارہ صحت مند ہو کر معاشرتی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ صحت مند معاشرے ہی دنیا میں ترقی کرتے ہیں۔ صحت مند معاشروں نے ہی دنیا کی سربراہی کی ہے۔ صفِ اول کے ممالک نے صحت عامہ کو ہمیشہ اہمیت خاص دی ہے۔ ترقی پذیر ممالک نے بھی صفِ اول کے ممالک کی نقالی میں کئی ایسے منصوبہ جات کا آغاز کیا ہے جس سے صحتِ عامہ کی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ سگمنڈ فرائڈ، بیک، راجر اور سکنر سمیت کئی نمایاں معاشرتی سائنسدانوں نے حفظانِ صحت میں سے ذہنی صحت پر کافی کام کیا ہے۔ اِن ماہر نفسیات کے مطابق ایک صحت مند دماغ ہی صحت مند

سرگرمی سرانجام دے سکتا ہے۔فرائڈ نے بنیادی طور پر مالی خولیا، مرگی، تنہائی، مایوسی ، تذبذب جیسی کیفیات پر لاجواب کام کیا ہے۔فرائڈ نے اپنی کتاب 'تہذیبی ہیجانات' میں انفرادی اوراجتماعی، ثقافتی اور بالآخر انتھروپولوجی (علم الانسان) پر گراں قدر کام کیا ہے۔ شخصی اورفکری اختلافات کے باوجودفرائد نےعلم الانسان پرایسا کام کیا ہے کہ بعد میں آنے والوں بشمول ایڈلر اور یونگ نے اختلافات کے باوجود فرائڈ کوکئی مواقع پر سراہا ہے۔ انسان اورانسانی صحت ایسا موضوع ہے جویقینی طور پرلازم وملزوم سمجھا جاتا ہے۔

ذہنی صحت ایسا عنوان ہے جس پر ہزاروں ولاکھوں کی تعداد میں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور مسلسل کام جاری ہے۔اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے جہاں حفظانِ صحت پر کام کیا ہے وہیں ذہنی صحت پر عہدِ محبوب میں گراں قدر خدمات سرانجام دینے کے منصوبہ جات شروع کیے گئے ہیں۔ان اقدامات میں سے 'اِن ایبلنگ سنٹر' [مرکز ذہنی صحت] کا قیام بھی شامل ہے۔اسسٹنٹ پروفیسر سائیکالوجی ڈیپارٹمنٹ ڈاکٹر ثمر فہد کواس سنٹر کا بانی ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے۔جبکہ ساتھ ہی ساتھ انہیں ایک نئے سنٹر کا ڈائریکٹر بھی مقرر کیا گیا ہے جو انہوں نے ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کی معاونت سے قائم کیا ہے۔فاطمہ جناح وویمن لیڈرشپ سنٹراسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں طالبات وخواتین فیکلٹی ممبرز میں قائدانہ صلاحتیں پیدا کرنے اوراُنہیں بڑھاوادینے پہ قائم کررہا ہے۔ڈاکٹر ثمر فہد ساتھ ہی ساتھ ممبر سنڈیکیٹ اورڈپٹی ڈائریکٹر سٹوڈنٹس افیئرز کے طور پر بھی کام کررہی ہیں۔ندُرتِ خیال اورنیرنگیِ خیال کے ساتھ ساتھ عملی کام میں یقین رکھنے میں ڈاکٹر ثمر فہداپنی مثال آپ ہیں۔اس سنٹر کے فوائد کو جامعہ کی عوام تک پہنچانے کے لئے ڈاکٹر ثمر فہد دن رات کی تھکاوٹ کے تھپیڑوں اور اختلافِ رائے رکھنے والوں کی تنقید سے بے پرواہ ہمہ جہت یکسو ہیں۔ اس سنٹر کے پلیٹ

فارم سے فیکلٹی اور طلبہ و طالبات میں آ گاہی سیمینارز منعقد کروائے جارہے ہیں۔ متعلقہ اداروں کے ساتھ معاہدات کیے جارہے ہیں تاکہ دیگر اداروں کی کارکردگی کی روشنی میں اپنے طلبہ و طالبات اور ملازمین کو مستفید کیا جاسکے۔ اسی سنٹر سے منتخب طلبہ و طالبات کو مختلف اداروں میں انٹرنشپ کے مواقع بھی فراہم کیے جارہے ہیں۔ طلبہ و طالبات سمیت دیگر متعلقہ افراد کو فٹنس سرٹیفکیٹ دیے جاتے ہیں۔ ذہنی صحت سے متعلقہ عالمی دن منائے جاتے ہیں تاکہ طلبہ و طالبات کو ذہنی بیماریوں اور ان کے علاج معالجہ کے متعلق معلومات فراہم میسر ہوسکیں۔

دورانِ گفت گو ڈاکٹر ثمر فہد کہنے لگیں کہ اس سنٹر کے قیام کا مقصد طلبہ و طالبات، اساتذہ اور ملازمین کی ذہنی صحت کا خاص خیال رکھنا ہے۔ کہنے لگیں کہ ہم صرف طلبہ و طالبات کو صحت مند ماحول ہی نہیں فراہم کررہے بلکہ ان کی جسمانی و ذہنی صحت دونوں کا خاص خیال رکھ رہے ہیں۔ اس سنٹر کے قیام سے قبل نفسیات اور سائیکالوجی کے مضامین طلبہ و طالبات کو پڑھائے تو جارہے تھے مگر ان کی ذہنی صحت کے لئے کوئی ایسا عملی پلیٹ فارم نہیں تھا جس پر طلبہ و طالبات اور ملازمین اپنے مسائل کے حل کے لئے رجوع کرتے۔ وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب کے ویژن کے مطابق یہ ایک ایسا سنٹر ہے جہاں طلبہ و طالبات رجوع کریں اور اپنی شخصیت کو نکھارنے کے لئے رہنمائی لے سکتے ہیں۔ اس سنٹر کے پلیٹ فارم سے اب طلبہ و طالبات سینکڑوں کی تعداد میں مستفید ہورہے ہیں اور اپنے نفسیاتی مسائل کا مناسب حل پارہے ہیں۔ اس سنٹر نے حال ہی میں ایک منصوبہ بنایا ہے کہ ایک عالمی گالا منعقد کرایا جائے تاکہ بچوں کو مناسب آ گاہی فراہم کی جاسکے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ رحیم یار خان کیمپس میں ڈپٹی رجسٹرار فصیحہ نرگس مینٹل ہیلتھ موومنٹ کو چلا رہی ہیں اور شیخ زید

ہسپتال کے تعاون سے کام کررہی ہیں۔ وویمن چیمبر آف کامرس بہاولپور چیپٹر کی صدر رابعہ عثمان جو خود سائیکولجسٹ کے طور پر کام کررہی ہیں۔ وہ اپنی کمپنی listener.pk کے تعاون سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو مستفید کررہی ہیں۔ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز بہاولپور ڈویژن ڈاکٹر فیاض احمد نے حال ہی میں اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انہیں substance abuse کا بحالی سنٹر کے لئے انہیں ماڈل بنا کر دیں تاکہ وہ اس پروجیکٹ کو پنجاب کی سطح پر لاگو کرواسکیں۔ اِس پہ بھی کام جاری ہے۔

ڈاکٹر ثمر فہد نے کہا کہ ہم ذہنی صحت کے حوالے سے آگاہی مہم چلا رہے ہیں۔ یونیورسٹی کی سطح پر طلبہ و طالبات میں آگاہی مہم اس انداز میں چلائی جارہی ہے تاکہ ذہنی مسائل کا شکار طلبہ وطالبات کو 'ذہنی مریض' کا ٹیگ بھی نہ لگے اور وہ اپنے نفسیاتی مسائل کا حل بھی تلاش کرسکیں۔ اس کے لئے ایک بیس لائن ڈیٹا قائم کیا جارہا ہے اور ایسے پلیٹ فارمز بنائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ و طالبات گھر بیٹھے ہی مسائل کا حل تلاش کرسکیں۔ یہ ایک ناپسندیدہ معاشرتی تصور بن چکا ہے کہ جب کوئی بندہ ماہر نفسیات کو پوچھتا ہے اُسے عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کو بھی ایک بیماری کے طور پر لیا جائے اور دیگر امراض کی طرز پر اس کا علاج کروایا جائے اور جب ایک ذہنی مریض علاج کروانے کے بعد صحت مند ہو چکا ہو تو دیگر بیماریوں کے شفا یافتہ مریضوں کے ساتھ اُس کے ساتھ برتاؤ کیا جائے۔ ہمیں اس عمل کو معاشرتی سطح پر اُبھارنا چاہیئے وگرنہ ہم معاشرتی اور سماجی ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے۔ ایک خاتون استاد کی انتھک محنت کو دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مستقبل ہماری خواتین کا ہے اور پاکستان کی تعمیر و ترقی میں یہ خواتین نمایاں کردار ادا کرتی نظر آئیں گی۔

نظامِ امتحانات

پروفیسر ڈاکٹر سجاد احمد پراچہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز کے چیئرمین کی حیثیت سے ریٹائر ہونے کے بعد بطور کنٹرولر امتحانات اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے جب کنٹرولر امتحانات کا چارج سنبھالا تو 2010 سے لے کر 2020 تک ڈیڑھ لاکھ ڈگریاں تاخیر کا شکار تھیں۔ اتنا تعداد میں ڈگریاں جاری ہونے کے طفیل طلبہ و طالبات کو کئی طرح کے مسائل کا سامنا تھا۔ ایک وائس چانسلر کے لئے انتہائی مشکل کام ہوتا ہے کہ وہ تمام ڈگریوں پر دستخط کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر امور بھی سرانجام دے۔ اگر سبھی وائس چانسلرز نے اپنے دورِ وائس چانسلر شپ میں جاری ہونے والی ڈگریوں پر دستخط کیے ہوتے تو شاید یہ نوبت کبھی نہ آتی مگر بدقسمتی سے کئی سرکاری جامعات میں صرف اس غفلت کی وجہ سے طلبہ و طالبات کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ 2005 سے قبل تمام ڈگریوں پر گورنر کے بطور چانسلر دستخط ہوتے تھے جس کی بدولت ڈگریوں ویسے بھی تاخیر سے ملا کرتی تھی۔ مگر بعدازاں گورنر پنجاب نے چانسلر کے فرائض بخوبی نبھانے کے لئے دستخط والی مہر کا استعمال شروع کردیا۔ یوں ساری ڈگریاں جلدی تیار ہو جایا کرتی تھیں مگر اب انہوں نے ذاتی دلچسپی کی بدولت وائس چانسلر کے دستخط والی مہر کی منظوری لی ہے اور اب سبھی ڈگریاں جلدی تیار ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بطور وائس چانسلر سبھی ڈگریوں پر دستخط کرنا واقعی ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے کہ وائس چانسلر دیگر امور کے ساتھ ساتھ روازانہ کی بنیاد پر ڈگریوں پر دستخط شروع کرے تو بھی چار سالہ دور میں ڈگریاں رہ جاتی ہیں۔ اب مہر کے طفیل 90 ہزار ڈگریوں پر دستخط ہو کر ڈگریاں جاری ہوگئی

ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر سجاد پراچہ کے مطابق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں پہلے نظام روایتی انداز میں چل رہا تھا جہاں دستی ریکارڈ ہوا کرتا تھا۔مگر وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی ہدایت پر انفارمیشن ٹیکنالوجی کی معاونت سے سارا ریکارڈ ڈیجیٹل کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ جلد ہی 1974 سے لے کر اب تک کا سارا ریکارڈ ڈیجیٹل ہو جائے گا اور ساری ڈگریاں اور نتیجہ کارڈ ز آن لائن حاصل کیے جاسکیں گے۔ ماضی کی یادوں کو دہراتے ہوئے پراچہ صاحب نے کہا کہ شروع میں تو قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور کو ڈگریاں بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جاری کیا کرتی تھی۔اوائل کی دور کی ڈگریاں اب بھی تصدیق کے لئے کنٹرولر امتحانات کو آتی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر سجاد پراچہ نے مزید بتلایا کہ اسلامیہ یونیورسٹی پنجاب کی پہلی جامعہ ہے جس نے ایسوسی ایٹ ڈگری پروگرام سب سے پہلے جاری کیا اور الحمداللہ پہلا بیج فارغ التحصیل ہونے لگا ہے۔ مزید برآں، نرسنگ کالج اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی مختلف شہروں میں ایفی لی ایشن دی گئی ہے تاکہ جنوبی پنجاب میں خصوصاً نرسز کی کم تعداد کو پورا کیا جا سکے۔ ان تمام کالجز کے امتحانات اور باقی امور میں اسلامیہ یونیورسٹی معاونت فراہم کر رہی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر سجاد احمد پراچہ دورانِ گفت گو کہنے لگے کہ وائس چانسلر انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب لاجواب لیڈرشپ خصوصیات کے حامل پروفیسر ہیں جنہوں نے آنِ واحد میں ساری یونیورسٹی کا حال و ہیت ہی بدل کے رکھ دیا ہے۔ کہنے لگے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی زندگی میں جامعہ اسلامیہ میں اتنی تیز رفتاری سے ترقی ہوگی اور وہ بھی اس قدر کم وقت میں۔ واقعی ایسا کارنامہ صرف دلیر انسان ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کبھی جامعہ اسلامیہ میں انہوں نے وائس چانسلر کے لئے اپلائی کیا اور اُنہیں علم ہوگا کہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب صاحب بھی اس دوڑ میں شامل ہیں تو وہ یہ کہتے ہوئے اپنی درخواست واپس لے

لیں گے کہ پروفیسر اطہر محبوب کو ہی وائس چانسلر شپ ملنی چاہیے کیونکہ وہ واقعی ایک ویژن رکھنے والے انسان ہیں۔ اگر اُنہیں کسی اور جگہ موقع دیا جارہا ہے تو پھر وہ (ڈاکٹر سجاد پراچہ) کمیٹی سے کہیں گے کہ پھر وہ اُنہیں تعینات کر دے کیونکہ وہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کے ویژن کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔

اسلامیہ یونیورسٹی سکول سسٹم

کسی بھی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے لازم ہے کہ اُس معاشرے میں سکول ایجوکیشن سسٹم منظم انداز میں بچوں کو تعلیم و تربیت فراہم کرر ہا ہو۔عمومی طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے مرحلے کو اِس قدر اہمیت نہیں دی جاتی جتنا دی جانی چاہئے۔ لیکن جب وہی بچے کالج اور یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہیں تو ہماری اُن سے توقعات یک دم بڑھ جاتی ہیں حالانکہ ایسا ناممکنات میں سے ہے کہ جب کسی عمارت کی بنیاد ہی مضبوط نہیں ہوگی تو ہم اُس عمارت کی دیوار یا چھت کی پختگی کی اُمید نہیں رکھ سکتے۔ وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے جہاں جامعہ اسلامیہ کے حوالے سے طلبہ و طالبات کی نصابی،غیر نصابی اور تفریحی سرگرمیوں پر زور دیا۔

ڈائریکٹوریٹس آف سٹوڈنٹس افیئرز کے پلیٹ فارم سے مختلف سوسائٹیز کا اجراء کیا تا کہ طلبہ و طالبات غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے سکیں وہیں۔ وائس چانسلر نے سکول ایجوکیشن پر خاص توجہ دی تا کہ ہمارے نونہالوں کے ذہنوں کی آبیاری بچپن سے ہی پختہ اذہان اور محفوظ ہاتھوں میں ہو۔اس لئے انہوں نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے بغداد الجدید کیمپس میں جدید خطوط پر استوار ''اسلامیہ سکول سسٹم'' کی داغ بیل ڈالی۔ دورِجدید کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہونہار اور خدمتِ انسانی کے جذبے سے بھرپور تعلیمی ماہر ایڈیشنل خزانہ دار جامعہ اسلامیہ عبدالصمد کو ڈائریکٹر اسلامیہ سکول سسٹم تعینات کیا گیا ہے۔ حال ہی میں اسلامیہ سکول سسٹم کی ڈائریکٹوریٹ قائم کی گئی ہے جس کا بانی ڈائریکٹر

عبدالصمد کو تعینات کیا گیا ہے۔ انہوں نے معروف موٹیویشنل سپیکر پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال کے ایک ٹیلی ویژن انٹرویو کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے معاشرے میں والدین کے ہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کا کوئی طے شدہ معیار سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ حالانکہ بچے جب والدین کی گود میں ہوتے ہیں تب اُن کے سیکھنے کا مرحلہ ہوتا ہے۔ فن لینڈ، ناروے، سوئیڈن، جاپان اور دیگر ترقی یافتہ ممالک میں بچوں کو پہلے مختلف جگہوں پہ گھمایا پھرایا جاتا ہے۔

بچوں کو نئے نئے پارکوں میں تعلیمی اور تفریحی دورے کرائے جاتے ہیں۔ انہیں اپنے کمرے کو صاف رکھنا سکھایا جاتا ہے، سکول تو محض ایک کمرے میں بٹھا کر تعلیم حاصل کرنے کے حوالے سے ماحول فراہم کرتا ہے۔ جبکہ ہمارا معاشرہ اور ہمارا گھر ہی وہ ابتدائی طاقتور سکول ہوتا ہے جہاں ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کو پانچ سے سات سال تک تربیت فراہم کریں۔ بچوں کا تعلیم کے حوالے سے پورا مزاج بنائیں۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ سکول کی انتظامیہ اور والدین کے درمیان ایک باہمی رابطہ کاری کا منظم نظام ہونا چاہئے تاکہ سکول انتظامیہ بچوں پر تعلیمی بوجھ ڈالنے کی بجائے سہل انداز میں تربیت فراہم کرے۔ اگرچہ حکومت نے اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ سنگل کورس سسٹم کا اجراء کیا جائے مگر ہمیں ماننا ہوگا کہ ہم نے تعلیم کو کاروباری نظام بنا دیا ہے۔ تعلیم کو صنعت بنا دیا گیا ہے وگرنہ ترقی یافتہ ممالک میں او لیول اور اے لیول نہیں ہوتا اور ہم نے برطانیہ سے خصوصی طور پر کچھ افراد بلائے ہیں جو یہاں یہ چیک کر رہے ہیں ہمارے بچوں نے او لیول اور اے لیول کیا ہے کہ نہیں۔ اب ہمارے سکول سسٹم کو دیکھیں، ایک ایک کینال رقبہ پر مشتمل کوٹھیوں میں نجی سکول بنا دیے گئے ہیں جن میں سکول ایجوکیشن کا کوئی معیار ہی موجود نہیں ہے۔ اس لئے ضروری

ہے کہ پہلے پہل والدین اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ بچوں کو مناسب تربیت فراہم کریں۔ اس کے بعد اسے سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کریں۔ ہمارے ہاں پیرنٹنگ کا نظام سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ حالانکہ یہ سکھانے کی اشد ضرورت ہے۔

ان چیزوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ''اسلامیہ یونیورسٹی سکول سسٹم'' کو ازسرِ نو منظم کیا۔

اُن کا ویژن ہے کہ جب ہم یونیورسٹی میں نوجوان نسل کو جدید طور طریقے سکھا رہے ہیں وہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اُس نوجوان نسل کو بچپن سے ہی دنیا میں قدم رکھنا اور کامیاب ہونا سکھائیں۔ ہر کام کی ابتدا خود سے کرنی چاہئے اس لئے اسلامیہ سکول سسٹم کا منصوبہ بھی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور بغداد الجدید کیمپس سے ہی شروع کیا گیا ہے۔ مرکزی دروازے سے داخل ہونے کے بعد پہلے گول چکر کے دائیں جانب تابش الوری عمارت کے بالکل سامنے اسلامیہ سکول سسٹم کی شاندار عمارت آنے والے ننھے منے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتی ہے۔ ابتدائی مرحلے میں اس سکول میں جامعہ اسلامیہ کے ملازمین بشمول فیکلٹی اور انتظامیہ کے بچوں کو داخل کیا گیا ہے۔ انہیں جدید خطوط پر تیار کیا گیا سلیبس دیا گیا ہے۔ ماہرین اساتذہ کی ٹیم انہیں تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں میں شمولیت کے لئے نہ صرف آمادہ کرتی ہے بلکہ اُن کے ساتھ خود بھی شریک ہوتی ہے۔ تاکہ بچوں میں اعتماد کی فضاء پیدا کی جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی حکومتی وزیر، میڈیا یا کسی بھی اور شعبہ سے تعلق رکھنے والے مہمان اسلامیہ سکول سسٹم دیکھنے تشریف لاتے ہیں تو بچے انتہائی مودبانہ اور منظم انداز میں اُنہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ شائستگی اور ڈسپلن اسلامیہ سکول سسٹم میں پڑھنے والے بچوں کا طرہِ امتیاز ہے۔ ڈائریکٹر اسلامیہ سکول سسٹم عبدالصمد نے بتایا کہ

جلد اسلامیہ سکول سسٹم کی فرنچائزڈ کیا جارہا ہے تا کہ نونہالوں کی معیاری تعلیم کا جو نظام اسلامیہ سکول سسٹم کے تحت اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے بچوں فراہم کیا جارہا ہے ویسا ہی حق بہاولپور ڈویژن کے بچوں کو مہیا ہو سکے۔ یہ واقعی ایک منظم نظامِ تعلیم ہوگا جو غیر معیاری نجی سکولز کے سامنے ایک ایسی مضبوط دیوار ثابت ہوگی جسے نجی سکول مافیا عبور نہیں کر سکے گا۔ جس انداز میں اسلامیہ سکول سسٹم فرنچائزڈ ماڈل کو فروغ دے رہا ہے۔اُمید کی جاسکتی ہے کہ مستقبل قریب میں ابتدائی مرحلے میں بہاولپور ڈویژن کے بچوں کو یہ حقِ تعلیم فراہم ہوجائے گا۔ ساتھ ہی یہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے لئے بھی سنگِ میل ثابت ہوگا کہ یونیورسٹی کمیونٹی سروسز کے عنصر کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوجائے گی۔

عہدِ محبوب

معروف انگریز قانون دان اور ادیب فرانسس بیکن نے کہا تھا کہ ''علم طاقت ہے'' (Knowledge is power)، اس عالم گیر سچ کو جب اور جہاں یعنی زمان ومکان کی تمیز کے بغیر اپنایا گیا تو اس کی سچائی اس معاشرے پر واضح ہوئی۔ وطنِ عزیز میں جنوبی پنجاب کے صحرا میں واقع ایک تعلیم ادارے میں اس معقولے کی فیوض و برکات اور فوائد اگر کسی نے دیکھنے ہوں تو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی قیادت میں چلنے والے اس ادارے میں نظر آتے ہیں۔علم طاقت ہے کا صحیح معنی و مطلب ہمیں مختلف شعبہ جات کے اساتذہ کی محنت، جدید خطوط پر استوار تدریسی معاملات اور تحقیقی کاموں میں نظر آتا ہے۔

ایڈووکیٹ خالد محمود گزشتہ کئی سال سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ قانون سے وابستہ ہیں۔ خالد محمود نے یوں تو ایم اے انگلش کر رکھا ہے۔قانون کی ڈگری بھی رکھتے ہیں مگر وہ عرصہ دراز تک لاہور کے مختلف نشریاتی وصحافتی اداروں سے وابستہ رہے جن میں خبریں گروپ، نوائے وقت گروپ، ڈیلی ٹائمز، دنیا نیوز، روزنامہ اوصاف اور ہفت روزہ 'تحریک' شامل ہیں۔ ایڈووکیٹ خالد محمود پانچ کتابوں کے مصنف اور چھ کتابوں کے مترجم ہیں۔اُن کی تصانیف میں 'خلق کی راہ میں پڑے پتھر'، 'اصلیت'، 'Vision English Guide' اور 'تین عہد ساز شعراء'، اور 'جواب دینا ہوگا' شامل ہیں جبکہ اُنہوں نے فرانسس فینن کی شہرہ آفاق کتاب A Dying Colonialism کا اردو ترجمہ ''مرتا ہوا سامراج

'، علی جاہ عزت بیگووچ کی کتاب Notes from Prison کا اردو ترجمہ 'جیل کی یادیں
' ، رومن مفکر سینکا کی کتاب Letters from Stoic کا اردو ترجمہ ''گوشہ نشین کے
خطوط'، ایمی سیزر کی کتاب Discourses on Colonialism کا اردو ترجمہ
'سامراج کا محاکمہ' شامل ہیں۔ خالد محمود تاریخ، فلسفہ، مذہب، ادب اور قانون کا گہرہ مطالعہ
رکھنے والے صاحب طرز ادیب اور صاحبِ رائے ہیں۔

پچھلے دنوں اُن کے دفتر میں ملاقات ہوئی تو کہنے عہدِ حاضر کو بلاشبہ 'عہدِ محبوب' کہا
جاسکتا ہے کیونکہ جس انداز میں پروفیسر اطہر محبوب نے جامعہ اسلامیہ کی تقدیر بدلی ہے وہ
سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب صاحب کے طرزِ انتظام پر گفت گو کرتے
ہوئے خالد محمود نے کہا کہ صاحبِ موصوف کی ذات کا طرہِ امتیاز ہے کہ وہ وقار اور تحمل مزامی کا
سراپا مجسمہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ہر چھوٹے بڑے کی بات پورے دھیان اور دل جمعی سے
سنتے حتی کہ اختلافِ رائے کو خندہ پیشانی سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اُن میں دوسری بڑی
خاصیت یہ ہے کہ وہ کسی بھی شخص کی عزتِ نفس کو مجروغ نہیں کرتے۔ لفظوں کے استعمال میں
انتہائی محتاط ہیں۔ اگر کسی ماتحت سے کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو اُس کو ڈانٹنے کی بجائے
اصلاح کو ترجیح دیتے ہیں اور یہی ان کی مثبت اور تعمیری سوچ کا سب سے بڑا ثبوت
ہے۔ خالد محمود نے مزید کہا کہ بطور لاء افسر وہ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ پروفیسر اطہر
محبوب نے وائس چانسلر کا عہدہ یا ذمہ داری سنبھالنے کے بعد جس طرح جامعہ میں تعمیرات
کے مسائل کے حل پر مبنی تعمیری سوچ کا مظاہرہ کرتے ہوئے مختلف ٹھیکیداروں اور دیگر
فریقین کے ساتھ مصالحت کے ذریعے مسائل کو انتہائی احسن طریقے سے حل کیا ہے وہ اُن کی

ذات کا طرہِ امتیاز ہے۔اُن کے بقول پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کی فکری تربیت میں علامہ ابنِ خلدون کا اثر بہت نمایاں ہے۔یہی وجہ ہے کہ اُن کے ہر اقدام میں اس بزرگ فلسفی و حکیم اور سماجی علوم کے ماہر کی روحانی رہنمائی واضح نظر آتی ہے۔پروفیسر اطہر محبوب حکیم الاامت ڈاکٹر علامہ اقبال کے مداح اور ان کی تعلیمات کے سب سے بڑے داعی ہیں۔خالد محمود نے مزید کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی دور اندیشی اور حکمتِ عملی کے تحت جس طرح پورے نظام کو مرکزیت عطاء کی ہے یہ اُن کا عظیم کارنامہ ہے۔

انہوں نے طلبہ، اساتذہ اور دیگر شعبوں کے سٹاف اور معاملات کا ڈیٹا ایک جگہ اکھٹا کر دیا ہے جس سے پیغام رسانی میں آسانی ہوئی ہے اور دوسری طرف امن عامہ کے قیام میں سہولت ہوئی ہے۔مزید یہ کہ جدید سائنسی ذرائع کے ذریعے معمول کے کاموں میں خلل ڈالنے والوں کو نہ صرف طشت از بام کرنے میں آسانی ہوئی ہے بلکہ کسی معصوم یا بے گناہ شخص کو خوام خواہ موردِ الزام ٹھہرا کر انتقام کا نشانہ بنانے والوں کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔اعلیٰ تعلیمی اداروں کی سربراہی کرنے والی شخصیات میں عمومی طور پر یہ 'وصف' پایا جاتا ہے کہ وہ تدریس و تحقیق کرنے والے اساتذہ، انتظامیہ کے افسران اور حتیٰ کہ طلبہ و طالبات کو اپنی ذات کا محور بنا لیتے ہیں اور یوں سبھی افراد پورے چار سال اُسی محور کے گِرد گھومتے رہتے ہیں مگر پروفیسر اطہر محبوب نے تدریس و تحقیق کا نیا ماڈل متعارف کرایا ہے جو خالصتاً تدریسی و انتظامی عملہ اور طلبہ کے گرد گھومتا ہے۔چار سالہ کے مختصر ترین عرصہ میں بلند و بالا عمارات کو کھڑا کرنا، فیکلٹیز اور شعبہ جات کی تعداد میں اضافہ کرنا، خود تدریسی و انتظامی عملہ کی تعداد بڑھانا اور خود طلبہ و طالبات کی تعداد میں اضافہ کر کے جامعہ کو مالی طور پر خود کفیل کرنا کسی معجزے سے کم محسوس نہیں ہوتا۔طلبہ و طالبات کسی بھی جامعہ میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہوتے ہیں۔وائس چانسلر

نے اُنہی طلبہ و طالبات کو علاقائی سیاسی جماعتوں کے چنگل سے آزاد کرا کے نہ صرف اُن کا رخ مثبت معاشرتی، تعلیمی، تدریسی اور ثقافتی سرگرمیوں کی جانب موڑ دیا ہے بلکہ ان طلبہ و طالبات کے ساتھ اساتذہ کرام کی ایک کثیر تعداد منسلک ہے جو اُنہیں مثبت سرگرمیوں کی جانب رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ ماسوائے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے کسی بھی دوسری اعلیٰ تعلیمی درسگاہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا کہ وہ ہائر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان کی مالی گرانٹ پر اپنا انحصار کم کر کے خود اپنے وسائل کے بل بوتے پر خود کفیل ہو جائے اور یہ تو خوابِ خیالِ خام کی مانند محسوس ہوتا ہے کہ یہ سارے معجزات محض چار سال کے قلیل ترین عرسہ میں ظہور پذیر ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب نے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو اپنے پاؤں پہ کھڑا کرنے کا جو ماڈل متعارف کرایا ہے جو ابھی ٹرانسمیشن کے اُس مرحلے میں ہے کہ ابھی اِس کو حتمی شکل دینا باقی ہے۔ مثلاً پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ کے تعاون سے جس انداز میں چار ارب روپے کا پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے اور فیکلٹی بلڈنگ کھڑی ہو رہی ہیں۔ ابھی تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے ریت کے ٹیلوں سے 'کانوں' سے پکڑ کر اِن بلند و بالا عمارات کو کھڑا کر دیا ہو مگر اِن کو حتمی شکل دینا باقی ہے۔ اِسی طرح جس انداز میں تعمیر و ترقی کے منصوبہ جات شروع کئے گئے ہیں وہ بھی تکمیل کے مراحل میں ہیں، وہ طلبہ و طالبات جنہیں انفرادی منفی سیاسی دھارے سے نکال کر جس انداز میں مثبت تعلیمی، معاشرتی، اور ثقافتی سرگرمیوں کی جانب موڑا گیا ہے معاشرتی طور پر اُن کے مثبت اثرات کا ظہور ہونا باقی ہے۔ دراصل یوں کہا جائے تو کم نہ ہوگا کہ جتنے بڑے میدان میں وائس چانسلر پروفیسر اطہر محبوب نے کھیل کو ترتیب دیا ہے، صرف وہی اِس کھیل کو سمیٹ سکتے ہیں۔ معاشرتی اور اخلاقی طور پر تعمیر و ترقی

کا سہرہ بھی اُنہی کے سر سجنا چاہیئے۔

آخر میں ایڈووکیٹ خالد محمود نے اپنی گفت گو کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ اس خطے کی خوش بختی اور ادارے کی بھلائی کا تقاضا یہی ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب کو اپنی چار سالہ مدت پوری کرنے کے بعد مزید آئندہ چار سال کے لئے یونیورسٹی کے معاملات چلانے کی ذمہ داری سونپ دی جائے۔ بصورتِ دیگر انہیں خدشہ ہے کہ اُن کے بعد آنے والی انتظامیہ کے لئے اتنے بڑے نظام کو چلانا نہ صرف مشکل بلکہ شاید ناممکن ہو جائے گا۔ کیونکہ جس انسان نے بساط بچھائی ہو انجام تک پہنچانا بھی اُسی کو جچتا ہے۔ آخر میں خالد محمود نے ڈاکٹر علامہ اقبال کے شعر پہ اپنی گفت گو ختم کی کہ

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

PITB

IUB SOCIAL MEDIA SUMMIT - 2023
CENTER FOR MEDIA, SOCIETY AND DEMOCRACY - DIRECTORATE OF PUBLIC RELATIONS &
IUB SOCIAL MEDIA SOCIETY, DIRECTORATE OF STUDENTS AFFAIRS
iubsocialmediasociety
Organized by: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan
www.iub.edu.pk

Certificates/Cheques Distribution Ceremony
SCOTLAND PAKISTAN SCHOLARSHIP
FOR YOUNG WOMEN AND GIRLS (2021-2022)
(2nd JUNE 2022)
ORGANIZED BY DIRECTORATE OF FINANCIAL ASSISTANT (DFA), THE ISLAMIA UNIVERSITY OF BAHAWALPUR

ڈاکٹر جام سجاد حسین

ڈاکٹر جام سجاد حسین پانچ کتابوں بشمول 'اک شام سہانی کیمپس کی'، 'کالم نگاری تک'، 'ایمرجنسی سروسز'، 'جواب دو' اور زیرِ نظر کتاب 'اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (ترجمانِ ماضی شانِ حال) کے مصنف، شاعر، محقق، استاد اور روزنامہ 92 لاہور میں کالم نگار ہیں۔ اخبار کے ایڈیٹوریل صفحہ پر اُن کا کالم 'قطرہ قطرہ' کے کیپشن سے باقائدگی سے چھپ رہا ہے۔ پیشہ ورانہ امور کی سرانجام دہی میں کئی نامور شخصیات بشمول جنابِ مجید نظامی، رمیزہ نظامی، ضیاء شاہد، عارف نظامی، سلیم بخاری، ڈاکٹر شیریں مزاری، اِرم بخاری، کیپٹن (ر) ثاقب ظفر وغیرہ کے ساتھ کام کیا۔ جنابِ پروفیسر ڈاکٹر محمد نظام الدین، عطاء الحق قاسمی، مجیب الرحمن شامی، سہیل وڑائچ، افتخار احمد، طلعت حسین، گلِ نوخیز اختر، سلمان غنی، نجم ولی خان، اور لاہور کی میڈیا انڈسٹری کے کئی نامور صحافیوں، ادیبوں، شاعروں، کالم نگاروں، ڈرامہ نگاروں، اینکرز، پروڈیوسرز میں الگ پہچان رکھتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی، یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب اور کچھ دیگر جامعات سے بطور وزٹنگ فیکلٹی ممبر منسلک رہے جبکہ ریڈیو پاکستان ملتان، چینل فائیو (خبریں گروپ)، The Nation (نوائے وقت گروپ)، پنجاب ایمرجنسی سروسز، Message Communication، صوبائی محکمہِ توانائی، خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی میں خدمات سرانجام دیں۔ اُن کے درجنوں تحقیقی مقالہ جات کئی قومی اور بین الاقوامی جرائد میں چھپ چکے ہیں۔

ڈائریکٹوریٹ آف کمیونیکیشن اینڈ پبلک ریلشنز
اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور Ph: +92-62-9250236